ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

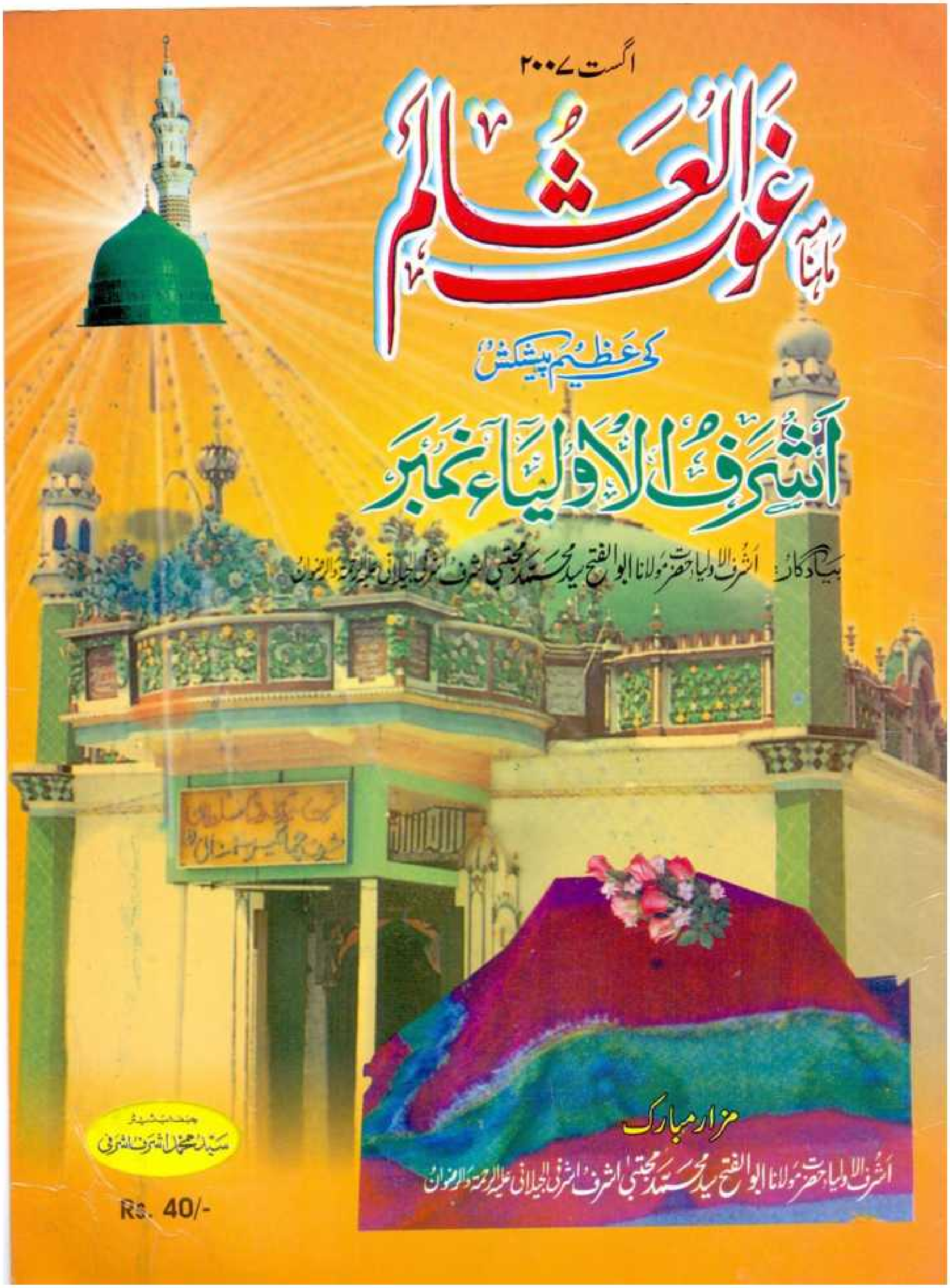

اگست ۲۰۰۷

ماہنامہ غوث العالم

کی عظیم پیشکش

اشرف الاولیاء نمبر

بیادگار: اشرف الاولیاء حضرت مولانا ابو الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

مزار مبارک

اشرف الاولیاء حضرت مولانا ابو الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

سید محمد اشرف اشرفی

Rs. 40/-

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اراکین بزم اشرفی کپاسن، ضلع چتوڑ گڑھ (راجستھان)

۱۹۷۸ء میں میرے پیر ومرشد اشرف الاولیاء حضرت شاہ سید مجتبیٰ اشرفی جیلانی کچھوچھوی تشریف لائے اور مزار اقدس پر حاضری دی، بلند دروازہ پر جب آپ تشریف لائے تو ٹھہر گئے اور ارشاد عالی فرمایا بیٹا یہ دیوانہ ہے، مستانہ ہے، جلال وجمال کا مجموعہ ہے اور بافیض بزرگ ہیں جب بھی خدمت کا موقع ملے تو خدمت کرنا مگر لالچ مت کرنا فیضیاب وکامیاب رہوگے اور ۱۹۹۹ء میں راجستھان بورڈ جے پور نے ایک کمیٹی تشکیل کی جس میں دس ممبر منتخب کر صدر جناب نثار احمد چھیپہ وسکریٹری اس کمترین کو بنایا۔ جب عہد وپیمان کے لئے شہنشاہ میواڑ کے دربار میں حاضر ہوا عجب کیفیت تھی۔ ایک طرف پیر ومرشد کا فرمان کانوں میں گونج رہا تھا خیال آیا کہاں میں اور کہاں یہ دربارِ عالی۔ حضور آپ کی ذرہ نوازی ہے جب نوازا ہے تو لاج بھی آپ کے ہاتھ۔ حضور آپ ہمیں اسی کام کو کرنے کی توفیق بخشیں جو آپ کو پسند ہو اور آپ کی پشت پناہی اور سایہ فگن رہے بالیقین جو مانگا اس سے سوا ملا۔

محمد یاسین خاں اشرفی

سکریٹری تولیت وقف کمیٹی درگاہ دیوانہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ
کپاسن شریف، ضلع چتوڑ گڑھ (راجستھان)

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

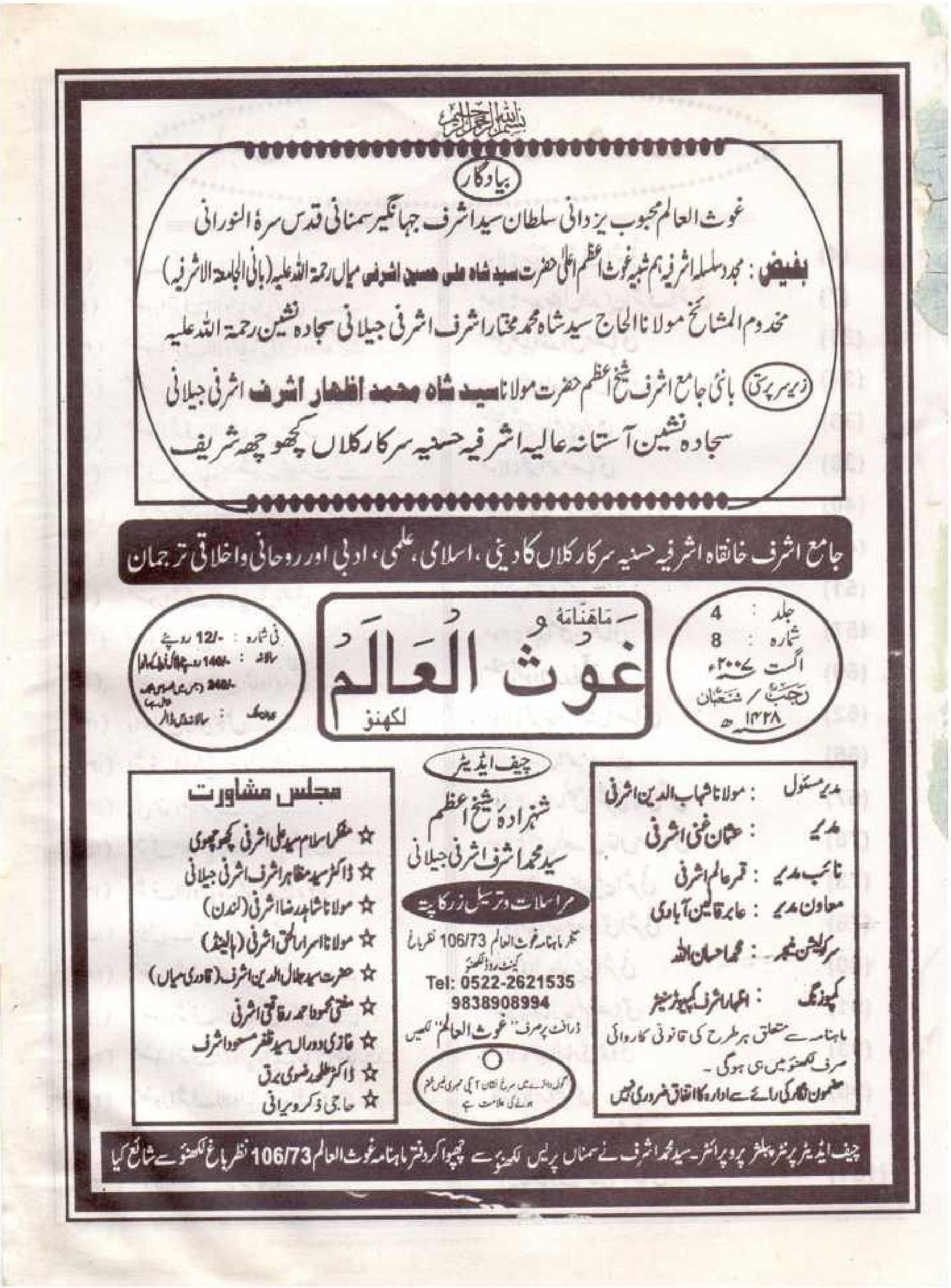

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرۂ النورانی

بفیض: مجدد سلسلہ اشرفیہ ہم شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت **سید شاہ علی حسین اشرفی** میاں رحمۃ اللہ علیہ (بانی الجامعۃ الاشرفیہ)

مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

بانئ جامع اشرف شیخ اعظم حضرت مولانا **سید شاہ محمد اظہار اشرف** اشرفی جیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کا دینی، اسلامی، علمی، ادبی اور روحانی واخلاقی ترجمان

جلد : 4
شمارہ : 8
اگست ۲۰۰۷ء
رجب / شعبان
۱۴۲۸ھ

ماہنامہ
غوث العالم
لکھنؤ

فی شمارہ : -/12 روپے
سالانہ : -/140 روپے [illegible]
-/240 [illegible]
بیرون ملک : [illegible]

چیف ایڈیٹر

شہزادۂ شیخ اعظم
سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

مراسلات وترسیل زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ غوث العالم 106/73 نظرباغ
کینٹ روڈ لکھنؤ
Tel: 0522-2621535
9838908994
ڈرافٹ پر صرف "غوث العالم" لکھیں

○
گول دائرے میں سرخ نشان آپ کی ممبری ختم ہونے کی علامت ہے

مدیر مسئول : مولانا شہاب الدین اشرفی
مدیر : عثمان غنی اشرفی
نائب مدیر : قمر عالم اشرفی
معاون مدیر : عابر قاسمین آبادی
سرکولیشن منیجر : محمد احسان اللہ
کمپوزنگ : اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر

ماہنامہ سے متعلق ہر طرح کی قانونی کاروائی صرف لکھنؤ میں ہی ہوگی۔

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

مجلس مشاورت

- ☆ مفکر اسلام سید علی اشرفی کچھوچھوی
- ☆ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی
- ☆ مولانا شاہد رضا اشرفی (لندن)
- ☆ مولانا اسرار الحق اشرفی (ہالینڈ)
- ☆ حضرت سید جلال الدین اشرف (قادری میاں)
- ☆ مفتی محمود احمد رفاقتی اشرفی
- ☆ غازی دوراں سید ظفر مسعود اشرف
- ☆ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق
- ☆ حاجی ذکرو یرانی

چیف ایڈیٹر پرنٹر پبلشر پروپرائٹر۔ سید محمد اشرف نے سمناں پریس لکھنؤ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ غوث العالم 106/73 نظرباغ لکھنؤ سے شائع کیا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اس شمارے میں

(۱) حرف آغاز	مولانا سید محمد اشرف اشرفی	(4)
(۲) حضور اشرف الاولیاء کی کہانی	مولانا سید جلال الدین اشرف اشرفی	(7)
(۳) حضور اشرف الاولیاء قرآن اور حدیث.......	مفتی عبد القدوس مصباحی	(21)
(۴) مختصر حالات...........	مولانا محمد احمد شاہدی غازی پور	(34)
(۵) حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ	مفتی شبیر عالم پورنوی	(36)
(۶) اشرف الاولیاء کا حضور حافظ ملت سے	مولانا محمد احمد مصباحی	(38)
(۷) کچھ نقش تری یاد کے باقی.........	مولانا محمد قاسم مصباحی اشرفی	(40)
(۸) اشرف الاولیاء کی دینی خدمات کے.........	مفتی آل مصطفےٰ مصباحی	(46)
(۹) حضور اشرف الاولیاء کی دعوتی..........	ڈاکٹر عاصم اعظمی	(51)
(۱۰) میری نظر میں	مولانا عبد المبین نعمانی	(57)
(۱۱) حضرت مولانا سید شاہ ابو الفتح	مفتی محمود احمد رفاقتی	(60)
(۱۲) واصلاں را پیر کامل...........	مولانا محمد طاہر حسین مصباحی	(62)
(۱۳) اشرف الاولیاء سے وابستہ چند........	مولانا نفیس احمد مصباحی	(65)
(۱۴) بانی مخدوم اشرف مشن..........	مولانا رضاء الحق اشرفی راج محلی	(67)
(۱۵) اشرف الاولیاء ایک مسلم الثبوت........	مولانا شمس الہدیٰ خاں مصباحی	(70)
(۱۶) اشرف الاولیاء کے والد بزرگوار	مولانا طیب الدین اشرفی	(73)
(۱۷) بنگال کے شمالی علاقے میں.......	مفتی عبد الخبیر مصباحی اشرفی	(76)
(۱۸) حضور اشرف الاولیاء دبستان حیات......	مفتی کمال الدین اشرفی	(80)
(۱۹) حضور اشرف الاولیاء کی ذہن سازی	مولانا ممتاز عالم مصباحی	(91)
(۲۰) حضور اشرف الاولیاء ایک جامع صفات....	مولانا عبد الباری ندوی	(93)
(۲۱) حضور اشرف الاولیاء اوصاف وکمالات......	قاری اکرام نعیمی	(96)
(۲۲) اشرف الاولیاء ایک مومن کامل	مفتی شہاب الدین اشرفی	(99)
(۲۳) قافلۂ شوق کے میر کارواں........	مولانا مبارک حسین مصباحی	(101)

(۲۴) نازش اولیاء........	مفتی آلحق مصباحی رضوی	(103)
(۲۵) تبلیغی جذبات کا معیار	مولانا سید واقف علی اشرفی	(105)
(۲۶) حضور اشرف الاولیاء معلومات کی........	. ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی	(107)
(۲۷) اشرف الاولیاء یادوں کے........	حافظ عبدالجلیل کوثر	(113)
(۲۸) اشرف الاولیاء سنت رسول کے.......	مولانا توفیق احمد نعیمی	(117)
(۲۹) میرے حضور اشرف الاولیاء	مفتی منظر حسن خاں مصباحی	(120)
(۳۰) دین کا درد	مولانا ذاکر حسین اشرفی	(124)
(۳۱) اشرف الاولیاء صاحب کشف...........	مولانا الفت حسین بھاگلپوری	(127)
(۳۲) نہ جانے کیسی کیسی خوبیاں تھیں..........	مولانا ابوالفتح قادری	(130)
(۳۳) حضور اشرف الاولیاء کی آفاقی	حافظ امین الدین اشرفی	(132)
(۳۴) ایک درویش کامل کی بارگاہ میں..............	مولانا داؤد حسین مصباحی	(134)
(۳۵) حضور اشرف الاولیاء کا تقویٰ	مولانا عبدالجبار اشرفی	(136)
(۳۶) آنکھ والے ترے جوبن کا..........	مولانا احمد رضا قادری	(138)
(۳۷) مدرسہ مدینۃ العلوم اور	صوفی سعید مظہر اشرفی	(142)
(۳۸) حضور اشرف الاولیاء اختلاف شکن.....	مفتی محبوب عالم مصباحی	(144)
(۳۹) حضور اشرف الاولیاء کی چند کرامتیں	شیخ محمد منا اشرفی	(145)
(۴۰) حضور اشرف الاولیاء کی تعویز نویسی	مولانا نظام الدین اشرفی	(148)
(۴۱) اشرف الاولیاء فکر و نظر میں	مولانا عبدالشکور مصباحی	(151)
(۴۲) دین کا درد	قاری مطیع الرحمٰن اشرفی	(151)
(۴۳) میری نظر میں.......	مفتی ایوب نعیمی	(152)
(۴۴) میری نظر میں	مفتی عبدالمنان اعظمی	(152)
(۴۵) اشرف الاولیاء جلیل القدر.........	مفتی نظام الدین	(153)
(۴۶) غبار راہ سے کہہ دو........	مولانا قمر الدین اشرفی	(154)
(۴۷) میری نظر میں.........	مولانا عبدالودود	(155)
(۴۸) مخدوم ملت اشرف الاولیاء	قاری احمد جمال	(156)
(۴۹) عالم ربانی رہبر شریعت	مفتی اختصاص الدین اجملی	(157)

حرف آغاز

حضرت مولانا سید محمد اشرف اشرفی جیلانی، چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم

تیرہویں صدی ہجری میں ہندوستان صحافت کے میدان میں نمایاں مقام حاصل کر چکا تھا۔ ہر بڑے شہر سے اخبارات اور رسائل شائع ہوئے۔ نادر ونایاب کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئیں۔ تحقیق اور تصنیف وتالیف کے لئے جگہ جگہ ادارے قائم ہو چکے تھے۔ علم وادب کے ہر گوشے پر کتابیں لکھی جارہی تھیں۔ صحافت کے عروج وارتقاء کے اس زریں دور میں خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کی خدمات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ ہم شبیہ غوث الثقلین اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اشرفی پریس قائم کیا۔ جہاں سے ماہنامہ اشرفی حضور محدث اعظم ہند کی ادارت میں ایک طویل عرصہ تک شائع ہوتا رہا اس پریس سے ہزاروں نایاب علمی، ادبی کتابیں شائع ہوئیں۔ ان کتابیں میں لطائف اشرفی بھی شامل ہے جو اس وقت تقریباً نایاب ہو چکی تھی۔ آپ نے تحقیق اور تصنیف وتالیف کا ایک مستقل شعبہ قائم کیا۔ اسکے لئے آپ نے ایک عظیم الشان لائبریری کی بنیاد ڈالی۔ مختصر سی مدت میں اس اشرفی لائبریری میں اسلامیات اور ادبیات کی اکثر فنوں پر مشتمل ہزاروں کتابیں جمع ہوگئیں جن میں قلمی نسخہ کی تعداد سات ہزار تھی۔ علماء کی ایک ٹیم تصنیف وتالیف میں مشغول تھی جن میں حضور محدث اعظم ہند اور مفتی احمد یار خان کا نام سرفہرست ہے۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی حیات ظاہری کے آخری سالوں میں متعدد حادثات کے رونما ہونے اور وسائل کی کمی کے سبب اشرفی پریس بند ہو گیا اور تصنیف وتالیف اور کتابوں کی طباعت کا سلسلہ تقریباً موقوف ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے وصال کے بعد خانقاہ اور سجادگی کی ذمہ داری مخدوم المشائخ حضرت مولانا مفتی سید مختار اشرف علیہ الرحمہ کے کاندھے پر گئی۔ کام کی کثرت اور ناموافق حالات کے سبب چاہنے کے باوجود یہ سلسلہ قائم نہیں کیا جاسکا۔ ایک مدت کے بعد جب حالات سازگار ہوگئے تو مخدوم المشائخ کے حکم کے سبب شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا مفتی سید اظہار اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا۔ شیخ اعظم نے کچھوچھہ مقدسہ میں واقع جامعہ اشرفیہ کی تعلیمی مشن کے احیاء کے لئے درگاہ شریف میں جامع اشرف کی بنیاد ڈالی اور مولانا احمد اشرف ہال کے اوپر مخدوم المشائخ کے نام ایک عظیم الشان لائبریری قائم فرمایا۔ اشرفی لائبریری کی بچی ہوئی کتابیں اس میں منتقل کردی گئیں۔ اسکے ساتھ مخدوم المشائخ نے دو ہزار سے زائد اپنی ذاتی کتابیں مختار اشرف لائبریری کو وقف کر دیا ہے۔ پھر شیخ اعظم نے تحقیق اور تصنیف وتالیف کے لئے غوث الاعظم ریسرچ سنٹر اور کتابوں کی نشر واشاعت کے لئے غوث العالم پبلیکیشن قائم فرمایا۔ غوث الاعظم ریسرچ سنٹر میں کام کرنے والے علماء درجنوں کتابیں اور سیکڑوں تحقیقی مقالے کر چکے ہیں اور غوث العالم پبلیکیشن سے درجنوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان تمام کی ذمہ داریاں فقیر کے ناتواں کاندھے پر ہے اللہ کرے یہ سلسلہ مزید مستحکم ہوک جائے۔

یہاں سے مسلسل نو سال سے ماہنامہ غوث العالم ہر ماہ بڑی پابندی اور کامیابی سے شائع ہو رہا ہے پہلے یہ رسالہ سہ ماہی تھا، لوگوں میں بڑھتی ہوئی مقبولیت دیکھ کر ہم نے ماہنامہ کردیا چونکہ ہندوستان کے طول وعرض میں اردو پڑھنے والے سے ہندی پڑھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے اس لئے اب تین سال سے ماہنامہ

اردو، ہندی دونوں ایڈیشن شائع ہوتا ہے۔

ماہنامہ غوث العالم کا ایک عظیم منصوبہ خانوادۂ اشرفیہ کی باوقار شخصیتوں کی سیرت وسوانح کو شائع کرنا ہے۔ جس کی ایک کڑی اشرف الاولیاء نمبر ہے۔

ماہنامہ غوث العالم اگست ۲۰۰۶ء کا خصوصی شمارہ سرکار کلاں نمبر اور فروری ۲۰۰۷ء کا ''معارف شیخ اعظم'' تھا جو بے حد مقبول ہوا۔ امید کہ اشرف الاولیاء نمبر بھی کامیاب اور مقبول ہوگا اور اس کو بھی ہاتھوں ہاتھ لیا جائیگا۔

ماہنامہ غوث العالم کے ذمہ دار حضرات نے مجھ سے اشرف الاولیاء نمبر نکالنے کی خواہش ظاہر کیا۔ مجھے اس پیشکش پر بے پناہ خوشی ہوئی اور کہا کہ دادا پر کام ہونا چاہئے اور یہ جلد ہو کیونکہ یہ کام دس بیس سال کے بعد ہوگا تو ان کے تعلق سے معلومات لوگوں کے ذہن سے محو ہو جائیں گے۔ حضرت اپنے خاندان میں ایک نمایاں حیثیت والے تھے۔ اسی حوصلہ افزائی میں ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم بڑی تندہی سے لگ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے کافی معلومات اکھٹی کر لئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر بے پایاں عطا کرے اور اس نمبر کے سلسلے میں قادری چچا نے ہر طرح کے تعاون کا وعدہ کیا۔ ادارہ ان کے تعاون کے لئے ممنون ومشکور ہے۔ اشرف الاولیاء کے مریدین ومعتقدین کی طرف سے ماہنامہ غوث العالم کے ایڈیٹر مولانا عثمان غنی اشرفی وجملہ اراکین مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے حضرت کی سیرت وسوانح اور آپ کی دینی، علمی، ملی، سماجی خدمات جو صرف ذہنوں میں محفوظ تھیں ان کو دستاویز کی شکل میں جمع کر کے ان کے مریدین ومعتقدین کے لئے ایک نایاب وانمول تحفہ پیش کیا ہے۔ یہ کام کتنا مشکل ہوتا ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جن کو ان مراحل سے گذرنا پڑتا ہے، قلم کاروں سے مسلسل رابطہ، مضامین وتاثرات کی حصولیابی، ترتیب کا خیال، کمپوز وپروف ریڈنگ اور وقت پر طباعت کرانا ان میں ہر ایک کام کے لئے کافی دماغ سوزی کرنی پڑتی ہے تب جاکے کوئی نمبر منظر عام پر آتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ ادارہ ان تمام قلمکار حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے قادری میاں صاحب قبلہ اور ادارہ ماہنامہ غوث العالم کی دعوت پر اپنے قیمتی اوقات کو صرف کر کے اس نمبر کے لئے مضمون/تاثرات ارسال فرمایا ہے۔

گدائے اشرف وجیلانی

سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی
چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم

☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء کے حیات طیبہ پر مشتمل ''اشرف الاولیاء نمبر'' کی اشاعت پر چیف ایڈیٹر سید محمد اشرف صاحب قبلہ کو مبارکباد پیش کرتے ہیں اور بارگاہ اشرف الاولیاء میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

منجانب:

محمد نبی رضا اشرفی
عرف مظفر میاں صدیقی اشرفی
(بانی مختار العلوم)
قصبہ سکھانوں ضلع بدایوں (یوپی)
موبائل: 9411049338

حیات وخدمات

حضور اشرف الاولیاء کی کہانی جانشیں کی زبانی

حضرت مولانا سید محمد جلال الدین اشرف، سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، قطب شہر، مالدہ، بنگال.

خانوادۂ اشرفیہ کئی صدیوں سے اپنی عملی اور علمی گرانقدر خدمات کی بنیاد پر عوام وخواص میں اپنی پہچان رکھتا ہے، ماضی قریب میں خانوادۂ اشرفیہ میں کئی شخصیتیں افق دنیا پر آفتاب ومہتاب بنکر اپنی ضیاپاش کرنوں سے عالم کو منور کرتی رہیں جن میں خصوصیت کے حامل اعلیٰ حضرت قطب ربانی ہم شبیہ غوث صمدانی سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ ہیں جن کو اکابرین علماء ومشائخ اہلسنت نے عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھا، ہر زبان ودل آپکی تعریف میں رطب اللسان رہا اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس ذات ستودہ صفات نے اپنی روحانی قوت کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ علماء وعوام پر اپنی مخصوص نظر ڈال کر انھیں میں سے اکثر کو چن لیا اور انھیں اپنی صحبت بافیض عطا فرما کر وقت کا درنایاب بنا دیا۔ یہ آپ کی صحبت پرفیض ہی کا اثر تھا کہ کوئی حجت الاسلام ہوگیا تو کوئی مجاہد ملت، کوئی حافظ ملت بنا تو کوئی غزالی دوراں ہوا اور کوئی صدر الافاضل۔

اسی پر بس نہیں بلکہ آپ کی بافیض نگاہ کا اثر آپ کے فرزندان پر ایسا ہوا کہ دونوں (عالم ربانی واعظ لاثانی سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی وتاج الاصفیاء سید شاہ محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہما الرحمہ) نابغہ روزگار بنکر اس عالم رنگ وبو کو درخشاں کرتے رہے۔

عالم ربانی واعظ لاثانی سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ ولی عہد آستانہ عالیہ حسنیہ سرکار کلاں علم کے ایسے بحر بیکراں تھے کہ حضور محدث اعظم ہند برملا کہا کرتے تھے: ''میں ایک قطرہ ہوں اور وہ ایک سمندر'' یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ تا حیات باطل سے ٹکرانے کے لیے کمربستہ رہے وہیں وہابی دیوبندی تحریک کے مقابلہ میں شمشیر برہنہ بن کے چمکتے رہے اور مناظروں میں کامیابی حاصل فرماتے رہے، لیکن افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی اور اپنے والد گرامی علیہ الرحمہ کی حیات ظاہری میں ہی عارضہ طاعون میں مبتلا ہوکر مرتبہ شہادت حاصل فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

آپ کے پس ماندگان میں ایک صاحبزادہ اور تین صاحبزادیاں ہیں: شہزادہ مخدوم المشائخ حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشیں خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں۔ اور صاحبزادیاں:

(۱) سیدہ شاکرہ زوجہ مولانا سید شاہ محی الدین اشرف عرف اچھے میاں۔

(۲) سیدہ فاطمہ زوجہ سید محمد اشرف محدث اعظم ہند۔

(۳) سیدہ میمونہ زوجہ پیر سید طفیل اشرف بسکھاری۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے دوسرے شہزادے میرے جد کریم تاج الاصفیاء حضرت علامہ سید شاہ محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ ہیں جنھوں نے اپنے والد گرامی قدر کی صحبت بافیض کو بدرجہ اتم حاصل فرمایا، علوم دینیہ کی فراغت فرنگی محل سے حاصل کرنے کے بعد اپنے والد گرامی حضور قطب ربانی ہم شبیہ غوث صمدانی علیہ الرحمہ کے ساتھ پہلی بار سفر پر سری بختیار پور موضع پہلام تشریف لے گئے اور وضو کے بعد مسواک کی لکڑی تر زمین پر گاڑ دی اور صاحب خانہ سے فرمایا اس کی حفاظت کرو، انشاء اللہ یہ

درخت ہوگا۔ فقیر کی زبان پتھر کی لکیر ہوتی ہے، انہونی ہونی ہوتی ہے، الحمدللہ وہ درخت آج بھی موضع پہلام میں تناور درخت کی شکل میں موجود ہے۔

آپ بڑے صاحب حال وقال بزرگ تھے پوری زندگی زہد وتقوی میں گزاری، اپنے بڑے بھائی عالم ربانی واعظ لاثانی سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی سے شرف ارادت حاصل فرمایا۔ بعدہ ہم شبیہ غوث صمدانی قطب ربانی علیہ الرحمہ سے خرقہ خلافت حاصل فرمایا۔ آپ کے پس ماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ (۱) صاحبزادہ اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ (۲) صاحبزادہ اشرف العلماء حضرت علامہ سید شاہ محمد حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ (۳) صاحبزادہ حکیم سید شاہ احمد حسین کوثر مدظلہ العالی۔ اور دو بیٹیاں سیدہ سجیدہ زوجہ مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمہ وسیدہ صفیہ زوجہ سید محمد یعقوب اشرف۔

ولادت باسعادت:

شیخ المشائخ سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی کی ولادت باسعادت بھی ایک انقلاب تھی، آپ کی پیدائش اس وقت ہوئی جب آپ کے والد ماجد تاج الاصفیاء کسی مناظرہ میں کامیابی حاصل کی، کچھوچھہ مقدسہ تشریف لاکر عالم ربانی واعظ لاثانی سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کو اس کی خوشخبری سنائی تو عالم ربانی نے فرمایا: اسی تاریخ کو آپ کے گھر شہزادہ بھی پیدا ہوا ہے اس مناسبت سے میں اس کا نام بدرالفتح سید محمد مجتبیٰ تجویز کرتا ہوں بعدہ عالم ربانی نے حضور اشرف الاولیاء کو اپنی گود میں لیا پیشانی کا بوسہ دیکر بغور دیکھا اور فرمایا: ”یہ تو میری طرح ہے اس کی آمد بہت مبارک ہے“۔ جب چھ روز گزر گئے تو رسم خاندانی ادا فرمانے کے لیے حضور قطب ربانی علیہ الرحمہ کی گود میں آپ کو پیش کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے بیشمار دعائیں دیں اور اپنی جیب خاص سے قلم نکال کر پوتے کے ہاتھ میں تھمادیا، پھر پوتے کا ہاتھ اپنے مقدس ہاتھ میں لیکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر کرایا۔

رسم بسم اللہ خوانی:

دیکھتے ہی دیکھتے عمر چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو دادا نے چھ دن کے کے جس ننھے پوتے کے ہاتھ میں قلم دیکر بسم اللہ تحریر کرایا تھا آج وہی پوتا بڑے ہی ذوق وشوق کے ساتھ اپنے مشفق دادا کے سامنے زانوے ادب تہہ کر کے بیٹھا ہوا ہے، وقت سعید پر حضور اعلیٰ حضرت قطب ربانی علیہ الرحمہ نے جملہ اکابر واصاغر خاندانی اور مریدین وخلفاء کی موجودگی میں بسم اللہ خوانی کرائی۔

اعلیٰ تعلیم وتربیت:

بسم اللہ خوانی کے بعد جامعہ اشرفیہ (جسے کچھوچھہ شریف میں حضور قطب ربانی نے قائم کیا تھا) میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے لیے داخلہ لیا اور شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ”باغ فردوس مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور“ میں داخلہ لیا اور بے حد محنت وشفقت سے علم دین کے حصول میں لگ گئے، آپ کے مشفق اساتذہ کی آپ پر خاص توجہ تھی بالخصوص حافظ ملت علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری علیہ الرحمہ جن کا ذکر حضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔

۱۹۴۷ء پورے ہندوستان کے لیے خوشیوں کی سوغات لایا، اسی سن میں حضرت علیہ الرحمہ کو سند فراغت سے نوازا گیا۔

رشتۂ مناکحت:

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ابھی دورۂ حدیث سال اول میں زیر تعلیم ہی تھے کہ ۱۹۴۵ء عرس مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی

رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر شرکت تقریب عرس، مبارک پور سے کچھوچھہ مقدسہ تشریف لائے، والد گرامی حضور تاج الاصفیاء علیہ الرحمہ والرضوان نے حکم صادر فرمایا کہ تمہارا رشتہ میں نے عزیز القدر جناب حکیم سید حسین اشرف علیہ الرحمہ کی بڑی صاحبزادی سیدہ حمیرہ خاتون سے طے کر دیا ہے انشاء اللہ العزیز آئندہ دوصفر المظفر کو تمہارا عقد کیا جائیگا۔ مجھے امید ہے کہ تم اپنے والدین کی اطاعت وفرمابرداری ملحوظ خاطر رکھکر کوئی عذر پیش نہیں کروگے۔ حضور اشرف الاولیاء اس موقع پر تھوڑی دیر متفکر ہوئے اور خیال فرمایا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ رشتہ میری تعلیم کے نتائج پر برا اثر چھوڑے لیکن اطاعت والدین کو اپنے ارادے پر فوقیت دیکر اس رشتے کو منظور فرمالیا۔ وہ سعید گھڑی آئی جب دوصفر المظفر کو حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے خانوادے کے بزرگوں کی سربراہی میں اس محلہ کی طرف بغرض نکاح روانہ ہوئے جہاں اولاد سید حسن اشرف علیہ الرحمہ کی ابائی چوکھٹ ہے، نکاح کی رسم انجام پذیر ہوئی۔

آپکی زوجہ محترمہ کا اسم شریف سیدہ مخدومہ حمیرہ خاتون ہے، موصوفہ بچپن سے ہی بڑی پاک طینت، عابدہ، زاہدہ اور متقیہ تھیں، فرائض وسنن کے علاوہ نوافل ومستحبات، اوراد ووظائف اور دیگر معمولات خاندانی کو ادا کرتی تھیں اس کے علاوہ امور خانہ داری میں بھی یدطولی رکھتی تھیں، مخدومہ محترمہ ہمیشہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی میں آنے والی پریشانیوں اور دشواریوں میں رفیق سفر رہیں، مشکل اوقات میں صبر وشکر کے ساتھ حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ دیتی رہیں، لیکن افسوس ۱۹۹۳ء میں شدید علالت کے بعد چار محرم الحرام کو لکھنؤ میں بروز جمعہ ساڑھے دس بجے شب اس دارفانی سے رحلت فرماکر داغ مفارقت دے گئیں، جس کا حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی پر بڑا گہرا اثر پڑا۔

تبلیغی دوروں کا آغاز:

انگریزوں سے ہندوستان کو آزادی ضرور ملی لیکن افسوس کہ جاتے جاتے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر گیا، یہ تو تھی زمین کی تقسیم، ساتھ ہی ساتھ دلوں میں بھی تقسیم کرکے مسلمانوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا۔ جو بیج انگریزوں نے اسماعیل دہلوی کے ذریعہ بویا تھا وہ خاردار درخت تو اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور دیگر اکابرین علماء مشائخ کے ذریعہ اپنی جڑوں سے کھوکھلا ہو چکا تھا لیکن اس کی شاخیں تقسیم ہند کے بعد پھر سے جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت کی شکل میں جڑ پکڑنے لگی تھیں ابھی پاکستان کا وجود ہی ہوا تھا، افراتفری کا ماحول تھا، خانہ بدوشی کی زندگی تھی دو وقت کی روٹی میسر ہونا مشکل تھا، اس عالم میں روٹی دیکر ایمان کی دولت لوٹنے والے چہار جانب اپنے خیمے نصب کرنے لگے تھے، ایسے ماحول میں علماء اہلسنت پاکستان بے حد متفکر ہوئے اور ہر قدیم درگاہ وخانقاہوں سے رابطے کئے، انھیں احوال سے واقف کرایا اور پاکستان آنے کی دعوت پیش کردی۔

حضور اعلی حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ذریعہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں دعوت وتبلیغ کا کام ہو چکا تھا لہذا خانوادۂ اشرفیہ میں اسی ذات ستودہ صفات کے دو پوتے حضور مخدوم المشائخ ابن مولانا سید احمد اشرف وحضور اشرف الاولیاء ابن مولانا سید مصطفی اشرف علیہم الرحمہ کو الگ الگ طریقہ سے دعوتیں آتی رہیں ۱۹۴۷ء کے پرآشوب ماحول میں جہاں لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، بے خوف وخطر ہوکر ان دونوں شخصیتوں نے بڑی صعوبتوں کے ساتھ پاکستان کا سفر فرمایا اور دین حق کے فروغ میں علماء اہل سنت پاکستان کا ساتھ دیتے رہے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان تو وہیں رک کر تحریک کو آگے بڑھاتے رہے حتی کہ کچھ دنوں تک ریڈیو پاکستان سے تفسیر قرآن بھی بیان فرماتے رہے، وہابی دیوبندی تحریک کی بیخ کنی کے لیے کراچی شہر میں اپنے مشفق استاذ شہزادۂ صدر الشریعہ

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ کی معیت میں دارالعلوم امجدیہ کے قیام کو عملی شکل دینے کے لیے انتھک کوششیں کیں یہاں تک کہ وہ وقت سعید آنے ہی والا تھا کہ دارالعلوم کی بنیاد رکھی جائے، اسی وقت حضور تاج الاصفیاء علیہ الرحمہ کا ٹیلیگرام پہنچ گیا کہ تمہارے بغیر میری زیست ادھوری ہے۔

اطاعت والدین:

حضرت اپنے مشفق والدگرامی کی اس ٹیلیگرام پر تڑپ اٹھے اور اپنے رفقاء سے ہدایت فرما کر بذریعہ ہوائی جہاز کلکتہ تشریف لائے، پھر وہاں سے گھر پہنچے، والدگرامی حضور تاج الاصفیاء علیہ الرحمہ نے اپنے لخت جگر کو سینے سے لگالیا، بعدہ جب گھر میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ والدہ ماجدہ نابینا ہوچکی ہیں۔ حضرت تاج الاصفیاء نے فرمایا: ''بیٹا! تمہاری محبت اور تمہارے فراق میں اتنا روتی رہیں کہ دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ جب والدہ ماجدہ کے قدموں کو حضرت اشرف الاولیاء نے بوسہ دیا تو والدہ نے فرمایا: ''بابومجتبیٰ تم آگئے؟ اور آپ کے سر پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ تم آگئے، پھر فرمایا بیٹا دیکھو جب تک میں زندہ رہوں باہر کا سفر نہ کرنا'' حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے ماں کی اس ہدایت پر عمل فرمایا اور تاحیات پاکستان کا سفر نہیں فرمایا، البتہ ہندوستان کے گوشے گوشے میں فروغ اہلسنت وجماعت میں لگے رہے۔

آپ کی شخصیت اتنی پرجلال تھی کہ دیکھ کر ہی باطل کو پسینہ آجاتا اور اگر کسی نے آپ کے سامنے ہمت بھی کی تو زیادہ دیر تک نہ ٹکا۔ جس زمانے میں علماء وعوام نے سہارنپور، دیوبند اور بجنور کے علاقے کو یہ جان کر چھوڑ رکھا تھا کہ یہ لوگ راہ حق کی طرف لوٹنے والے نہیں ہیں، اسی علاقے میں ۱۹۴۵ء سے ۱۹۶۱ء تک قریہ جات قصبہ جات اور شہروں میں جاجا کر دعوت وتبلیغ کا کام انجام دیتے رہے، یہاں تک کہ ۱۹۶۱ء ایک مناظرے کی نوبت آن پہونچی بجنور علاقے میں حضرت کی صدارت میں انجام پذیر ہوا جس میں بحیثیت مناظر اہلسنت حضرت مولانا محمد حسین سنبھلی علیہ الرحمہ تھے، اللہ نے فتح ونصرت سے ہمکنار کیا، اس کے بعد جشن فتح منائی گئی، اس مناظرہ میں حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی سرپرستی تھی راقم الحروف اور دیگر حضرات کی موجودگی میں حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ اکثر بیان فرمایا کرتے کہ شرپسندوں نے کرسی خطابت سے ایک ہائی پاور کا تار لگا رکھا تھا تاکہ خطبہ صدارت کے لیے جب حضور اشرف الاولیاء آئیں تو انھیں تکلیف پہنچے لیکن قدرت کو تو کچھ اور دکھلانا مقصود تھا، حضور محدث اعظم اور حضرت اشرف الاولیاء دونوں ایک ساتھ اسٹیج پر تشریف لائے، حضور محدث اعظم ہند کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوکر اپنے ہاتھوں کو کرسی کے نیچے لے گئے ایک کھلا ہوا تار اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر باہر نکالا اور برجستہ آیت کریمہ ''ولاتموتن الا وأنتم مسلمون'' کی تلاوت فرمائی۔ تار کو سامعین کی طرف پھینکا تو کسی نوجوان کے بدن سے جاکر تار ٹکرایا اور اس نے اسی وقت دم توڑ دیا۔ سامعین پر ایک سکتہ طاری ہوگیا، ادھر محدث اعظم ہند اپنے خطاب نایاب کے ذریعہ گوہر لٹاتے رہے، جب تقریر ختم ہوئی تو لوگوں نے حضرت کے قدموں کو پکڑلیا اور معافی کے طلب گار ہوئے، حضرت نے فرمایا: ''جس غوث کی اولاد سے تمھیں چڑھ ہے اسی غوث کے نعرے لگاؤ پھر اثر دیکھو'' ہر چہار جانب سے نعرہائے غوثیہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں، اچانک بے سدھ پڑا نوجوان اٹھ کر کھڑا ہوگیا اور یا غوث کی صدا بلند کرنے لگا۔ حضرت والد صاحب قبلہ گاہی نے فرمایا: جب میں نے اس واقعہ کو حضرت تاج الاصفیاء سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ آبدیدہ ہوگئے اور فرمانے لگے: ''اب

محدث زیادہ دن ہمارے درمیان نہ رہیں گے'' ایسا ہی ہوا کچھ عرصہ گزرا تھا کہ محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ وصال فرما گئے۔ نور اللہ مرقدہ۔

ایک سفر سہرسہ سے پنڈوہ شریف تک:

حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی پوری زندگی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں گزری، ایک بار کا ذکر ہے کہ علاقہ سمری بختیار پور جو زمانہ قدیم سے خانوادۂ اشرفیہ کے دامن سے وابستہ ہے۔ جب حضرت والد صاحب قبلہ گاہی اس علاقے میں تشریف لے گئے تو وہاں آپ کی کسی مجلس میں یہ بات طے پائی کہ یہاں سے پیران پیر سعد اللہ پور اور پنڈوہ شریف کا سفر بیل گاڑی سے کیا جائے، صبح کو علاقے میں یہ خبر عام ہوگئی، بہت سے لوگوں نے اس سفر میں حضرت کی معیت اختیار کی مجلس میں یہ بات بھی طے پائی تھی کہ جس جگہ شام ہو جائیگی وہیں رات میں قیام کیا جائیگا اور محفل میلاد منعقد کی جائیگی، سفر شروع ہوا، راستے میں کئی راتیں آئیں اور میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی رہیں، جس نے اس محفل میں شرکت کی دیوانہ رسول ہوگیا۔

ایک روز شام ایسی بستی میں ہوئی جہاں سب غیر مقلد رہتے تھے، مغرب کا وقت ہوا، مسجد دور سے نظر آئی تو اس خیال کے پیش نظر کہ نماز مسجد میں ادا کی جائے ساتھیوں نے وہاں نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی، حضرت نے بھی تائید فرمائی، جب مسجد کے قریب پہنچے تو حضرت نے فرمایا: یہ مسجد تو غیر مقلدوں کی معلوم ہوتی ہے، جماعت بھی ہو رہی ہے مناسب ہے کہ نماز سڑک ہی پر پڑھ لی جائے سب نے حکم کی تعمیل کی، مصلی بچھا اور حضرت نے امامت فرمائی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ چاروں طرف سے لوگوں نے گھیر رکھا ہے، حضرت والد صاحب قبلہ گاہی نے جب اپنے معمولات اور اوراد و وظائف سے فراغت حاصل فرما کر اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو کسی غیر مقلد نے سوال کر ڈالا کہ: آپ نے مسجد میں نماز کیوں نہیں ادا فرمائی؟ حضرت نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا مسجد کہاں ہے؟ اس نے تر کی بتر کی جواب دیا: یہ گنبد و مینار نہیں دیکھتے؟ حضرت نے فرمایا: میرے مذہب میں گنبد و مینار کا نام مسجد نہیں ہے، تو سائل نے پوچھا کہ: پھر مسجد کسے کہتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میرے مذہب میں مسجد اسے کہتے ہیں جس زمین کو کسی مومن یا مومنہ نے اللہ کے نام پر وقف کیا ہو اور اس پر مومنین نے باجماعت نماز ادا کی ہو تو سائل نے اپنی لمبی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: تو کیا ہم مومن نہیں ہیں؟ حضرت نے فرمایا: اگر آپ مومن ہو تو اپنا ایمان ثابت کرو، المختصر مناظرہ کی ابتدا ہوگئی، ادھر سے بارہ بارہ مولوی جمع ہوگئے اور ادھر حضرت غریب الوطن تنہا لیکن آپ نے بے خوف وخطر ان مولویوں کا مقابلہ فرمایا اور تین شبانہ روز وہیں قیام فرما کر مناظرہ فرماتے رہے، بالآخر باطل زیر ہوا اور حق غالب ہوا، سب نے حضرت والد صاحب قبلہ گاہی کے ہاتھ پر توبہ کرکے بیعت کر لی، آج وہ بستی اہل سنت وجماعت کی بستی کہلاتی ہے جسکا نام 'سکرونا' ہے۔

الحمد للہ آج ان ہی کی اولاد مخدوم اشرف مشن میں درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہی ہیں، اس طرح کے بیشمار واقعات سننے کو ملتے ہیں۔

عقیدت مندوں کی دعوت پر جگہ بجگہ شہر، قصبہ، قریہ کا سفر فرماتے، جس جگہ پر ضرورت محسوس فرماتے عوام کو ترغیب دیکر مدرسے اور خانقاہ کا قیام عمل میں لاتے، آپ کی ذات میں بلا کی جاذبیت تھی، جو دیکھتا کھنچا چلا آتا اپنے تو اپنے بیگانے بھی آپ کی ذات سے بیحد متاثر تھے، آپ کی محفلوں میں جو نشست کرتا اسے وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا، اپنی تمام تر مصروفیتوں کو بھول کر حضرت کی بصیرت افروز گفتگو میں محو ہو جاتا تھا، بہت سے ایسے ہوتے جو

سوچ کر آتے کہ حضرت سے معروضہ پیش کرونگا لیکن جب محفل میں آجاتے سب کچھ بھول کر بس آپ کی ناصحانہ گفتگو کو سماعت کرتے اور اسی اثناء ان کو مسئلوں کا حل بھی مل جاتا۔

اگر آپ کی محفل میں علماء تشریف لاتے تو آپ کی توجہ کا مرکز علماء ومشائخ ہوتے، آپ بذات خود علماء ومشائخ کی بڑی عزت وتوقیر کیا کرتے تھے، آپ کے حلقہ تبلیغ میں اگر کسی اور شیخ کی خدمات ہوتیں تو آپ انھیں خوب سراہتے، ان کے مریدین پر خاص توجہ فرماتے تاکہ اہل سنت وجماعت میں کسی طرح کی کوئی تفریق نہ ہو سکے۔

تعمیری و تنظیمی سرگرمیاں:

مالدہ کے علاقے میں غیر مقلدیت اور دیوبندیت کا بہت غلبہ تھا اس علاقے میں جب آپ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ چند مشائخ کے ذریعہ تبلیغی کام ہو رہا ہے، آپ کے پہنچنے پر جگہ جگہ مقابلے اور مناظرے کی نوبت آنے لگی آپ نے باطل کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور دندان شکن جواب دیا، باطل سرد پڑنے لگا۔

اس زمانے میں اہل سنت وجماعت کا کوئی ادارہ اس علاقہ میں نہیں تھا تو حضرت نے اس علاقے میں اکثر تشریف لانے والے ایک بزرگ حضرت علامہ مسرور احمد کلیمی علیہ الرحمہ کو مشورہ دیا کہ آپ اس علاقے میں مدرسوں کا قیام عمل میں لائیں میں آپ کی بھر پور حمایت کرونگا، حضرت پیر سید مسرور احمد کلیمی نے آپ کے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور جگہ جگہ مدارس ومکاتب کا قیام کیا، حضرت نے وعدہ کے مطابق اس کی بھر پور تائید فرمائی، آپ نے ان کے ساتھ مل کر دین کا بڑا کام کیا، آپ دونوں کی قربانیوں سے الحمد للہ آج وہ علاقہ اہل سنت وجماعت کا قلعہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بنگال کے اکثر وبیشتر علاقوں میں اپنی حسن تدبیر سے دین کا بہتر کام انجام دیا۔

آپ کو بزرگان دین کے آستانوں سے فیض حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا بالخصوص وہ آستانے جو سنسان وویران ہو گئے تھے ایسے آستانوں میں حاضری دینا اور اکتساب فیض کرنا آپ کو زیادہ مرغوب تھا، اس سلسلے میں قابل ذکر آستانہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے پیر ومرشد حضور مخدوم العالم علاء الحق والدین گنج نبات اور حضور آئینہ ہند اخی سراج الدین اودھی علیہما الرحمۃ والرضوان کا ہے جہاں کبھی سات سو علماء ومشائخ کے محافے اترا کرتے تھے، لیکن حالات زمانہ نے کروٹ بدلا اور وہ علاقہ ویرانے کی شکل اختیار کر گیا آپ نے ان آستانوں سے فیض حاصل کر کے عوام وخواص کی توجہ کا مرکز بنا ڈالا اور عمر کی آخری دہائی میں ان آستانوں کے بزرگوں کے اشارے سے خانقاہ ومدرسہ کا قیام عمل میں لاکر قوم کو ایک عظیم سرمایہ عطا کیا۔ آستانہ عالیہ سراجیہ پر خانقاہ سراجیہ اشرفیہ اور پنڈوہ شریف آستانہ علائیہ میں مخدوم اشرف مشن کے دو ادارے قائم فرمائے لیکن افسوس کہ زندگی نے وفا نہ کی، اپنے عزائم ومقاصد کا اعلان فرما کر ۱۹۹۸ء میں دار فانی سے رحلت فرمایا۔

۱۹۷۲ء سے ہی میں اپنے والد گرامی قدر کے ساتھ گرمیوں کی چھٹی میں سفر پر جایا کرتا تھا، پہلا سفر ضلع دیوریا یوپی کا ہوا راستے کی صعوبتوں اور دھوپ کی لو سے پریشان ہو کر میں نے والد صاحب قبلہ سے عرض کیا "ابو واپس چلیں"، تو آپ نے بڑے پیار سے فرمایا دین کے کام میں صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے" میں خاموش ہو گیا پھر فرمایا "بیٹا میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کی وصیت ہے کہ بابو میرے غریب مریدوں کو نہ چھوڑنا" بہرحال اسی طرح اکثر گرمیوں میں والد گرامی قدر کے ساتھ سفر ہوتا رہا اور حضرت کی نصیحتیں جمع کرتا رہا۔

بڑے صاحبزادہ کا انتقال اور ابتلائے عارضہ قلب:

۱۹۷۸ء میں بریلی شریف کا سفر تھا جون کا مہینہ تھا کہ

اچانک ایک دلدوز خبر نے بے چین و بے قرار کردیا، میرے بڑے بھائی عزیز القدر برادر مکرم حضرت سید علاء الدین حسن اشرف علیہ الرحمہ کے انتقال پر ملال پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا لیکن آپ نے بے حد صبر وتحمل سے کام لیا جسکا اثر یہ ہوا کہ ایک ہی سال میں حضرت والد صاحب قبلہ گاہی عارضہ قلب میں مبتلا ہو گئے۔

علاج کی خاطر دہلی تشریف لے گئے آل انڈیا میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے ڈاکٹروں نے یہ تشخیص پیش کی کہ جلد از جلد آپریشن کیا جائے جب صوفی اکمل حسین اشرفی خلیفہ اشرف الاولیاء خادم تاج الاصفیاء کے ذریعہ حضرت کو مطلع کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا علاج تو میرے غریب نواز کی بارگاہ میں ہوگا اور اپنے مرید خاص جناب فصیح الدین صدیقی اشرفی سے فرمایا کہ: مجھے آستانہ غریب نواز میں لے چلو کیونکہ سرکار کے قدموں میں ہی شفا ہے۔

الغرض اجمیر مقدس کا سفر ہوا، پالکی میں بیٹھا کر خواجہ کی چوکھٹ پر لے جایا گیا، پالکی سے اتر کر آپ سرکار غریب نواز کی چوکھٹ پر قدم بوس ہوئے اور ایک آہ سرد کھینچ کر خاموش ہو گئے، کچھ دیر کے بعد از خود بیدار ہوئے اور فرمایا: ”میرے خواجہ نے میرا علاج فرمادیا“۔

الحمد اللہ جب دہلی واپسی ہوئی تو ڈاکٹروں نے کہا: بابا! آپ کا دل تو بالکل ٹھیک ہے، اسی اثنا میں جناب ٹی. ایس. بندرا (جس نے حضرت کی طویل علالت کے موقع پر حاضری کا شرف حاصل کیا تھا اور آپ کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہو چکا تھا) کی ایک بچی جن کے قبضہ میں جا چکی تھی، حضرت سے عرض کیا: حضور! میری بچی کی حالت یہ ہے کہ بند کمرے سے غائب ہو جاتی ہے، تلاش کرنے پر کبھی قطب مینار پر ملتی ہے تو کبھی جمنا میں، حضرت والد صاحب قبلہ نے اس کے معروضہ کو قبول فرمایا اور بچی کے علاج کے لیے پنجابی باغ میں واقع اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور بچی کا علاج فرمایا۔ رب تعالیٰ کے فضل سے اسی وقت اسے شفا ملی۔

لیکن دہلی سے علاج کرانے کے بعد دن بدن کمزور ہوتے ہی چلے گئے مگر روح توانا رہی، عزم جواں رہا اور تبلیغ دین میں کوئی کمی نہ کی۔

جب میں نے ۱۹۸۷ء میں سند فراغت حاصل کرلی تو والدہ مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا: مولوی اکمل حسین اشرفی کا انتقال ہو چکا ہے اب تمھیں حضرت کی خدمت میں رہنا ہے، درمیان تعلیم چھٹیوں میں حضرت کے ساتھ سفر کرکے دیکھ چکا تھا، دل نے چاہا کہ انکار کردوں لیکن والدین کے ساتھ نیکی وبھلائی کا خیال آتے ہی خاموش ہوگیا اور با دل نخواستہ والد صاحب قبلہ گاہی کے ساتھ سفر پر جانے لگا۔

شروع میں اپنے والد گرامی کو صرف ایک باپ کی حیثیت سے جانتا تھا، تین سال تک مجبوراً معیت میں سفر کرتا رہا اور اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا رہا اس درمیان حضرت کی ذات کو سمجھنے کا موقع ملا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت اشرف الاولیاء صرف میرے شفیق باپ ہی نہیں بلکہ ولی کامل بھی ہیں۔

شروع کے تین سالوں میں میرا نفس مجھے اس راستے سے ہٹنے پر مجبور کرتا رہا اور حضرت اپنے روحانی تصروفات سے اصلاح فرماتے رہے پھر مزاج میں تبدیلی آئی اور فیضان کرم سے مالا مال ہوتا رہا۔

حضرت والد صاحب قبلہ گاہی ایک بہترین عالم دین، بہترین حکیم، بہترین خطیب اور بہترین مصلح بھی تھے۔ ہندوستان کے اکثر صوبہ جات میں مسلسل جلسوں میں آپکی شرکت ہوتی رہی، آپ جلسے کی صدارت فرماتے اور اپنے خطاب نایاب سے عوام وخواص کو مسحور کرتے رہے۔ آپ کا خطاب دل پذیر سن کر کفار بھی حلقہ بگوش اسلام ہو جایا کرتے، غیر مقلدیت اور دیوبندیت کے نظریات کے پرخچے اڑ جایا کرتے۔

جب میں پہلی بار جلسے میں شرکت کے لیے ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ حاجی ہاشم اشرفی اور دیگر احباب کی دعوت پر حضرت والد صاحب قبلہ کے ساتھ غوث الوری کانفرنس میں شرکت کے لئے حاضر ہوا، اس وقت میں سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمہ والرضوان کی سیرت پر ایک مقالہ تحریر کر کے خوب خوب یاد کرتا رہا، لیکن جب حضرت کے حکم پر جلسہ گاہ میں پہنچا اور ناظم جلسہ مولانا قمر الحسن بستوی میرے تعلق سے جوں جوں تعارف کراتے گئے میرا دل دھڑکتا رہا، بدن میں لرزہ سا طاری تھا زبان خشک ہو چکی تھی، ایک عجیب کیفیت تھی کسی طرح کرسی خطابت تک پہنچا، بڑی مشکل سے ہمت جمع کر کے خطبہ دیا، اس کے بعد جو کچھ تیاری کی تھی سب ذہن سے نکل گیا، بہت بے چینی کا عالم تھا، لیکن اپنے بزرگوں کے تصرفات پر کامل یقین تھا، متوجہ ہوا اور نعت پاک پیش کی، اس درمیان اپنی تقریر کو ذہن و دل کے حاشیہ میں سجاتا رہا، خدا خدا کر کے تقریر شروع کی ۲۰ ؍منٹ میں پسینہ چھوٹ گیا مجمع بھی منتشر ہونے لگا، عافیت اسی میں تھی کہ تقریر ختم کر دی جائے، اپنی تقریر کو ختم کر کے کرسی خطابت سے اتر آیا اور دل میں یہ خیال آیا کہ شاید مجھ سے یہ کام نہ ہو سکے، جلسہ کے بعد حضرت والد صاحب کی بارگاہ میں عرضی پیش کی: ابو! مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا: ”گھبرانے کی ضرورت نہیں سب ٹھیک ہو جائیگا“۔

پروگرام کا دوسرا روز آیا، کل کی شب کی شرمندگی کو مٹانے کے لیے دن بھر کتابوں کے مطالعے میں اپنے آپ کو لگائے رکھا، دوسری شب بھی حضرت کے حکم پر اسٹیج پر جانا ہوا، آج کی حالت کل سے زیادہ غیر تھی، قیام گاہ سے ہی گھبراہٹ شروع ہو چکی تھی، لیکن یہ حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے تصرفات تھے کہ جب میں نے اسٹیج پر قدم رکھا تو دل کو ایک عجیب سا اطمینان حاصل ہوا اور اپنے اندر میں نے عجب قسم کا جوش و جذبہ محسوس کیا، تقریر کی دعوت دی گئی، خطبہ مسنونہ کے بعد تقریر کا آغاز کیا، تقریبا پچاس منٹ کی تقریر ہوئی عوام و خوص نے خوب سراہا، مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میرا نہیں میرے شیخ کے تصرفات کا اثر ہے۔ بلا ناغہ مسلسل ایک ماہ تک جلسے ہوتے رہے، اور ہر جلسہ میں حضرت سے پہلے میں خطاب کرتا رہا۔ سفر کے آخری دس جلسوں میں حضور مجاہد دوراں علیہ الرحمہ (مصلح قوم وملت حضرت علامہ سید شاہ مظفر حسین صاحب اشرفی جیلانی) کی صحبت بافیض سے بھی مستفیض ہونے کا موقع میسر آیا اور الحمد للہ آج بھی خطابت کا وہ سلسلہ جاری ہے۔

میں تو میدان خطابت میں اپنے آپ کو گونگا تصور کرتا تھا لیکن آج جو بھی ہے وہ حضرت کے تصرفات کا اثر ہے نور اللہ مرقدہ ، اس طرح شب و روز گزرتے رہے اور دیگر مخصوص مواقع پر اپنے والد گرامی سے اوراد و وظائف کی تعلیم بھی حاصل کرتا رہا دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کی خدمت میں تیرہ سال کا عرصہ گزر گیا۔

چند اہم کرامات:

آپ کے اندر بے انتہا قناعت و توکل تھا۔ ۱۹۸۳ء میں ۲۸ ؍رمضان المبارک کو عید کے موقع پر حضرت کے ساتھ گھر سے مالدہ کا سفر ہوا، مغل سرائے سے ’تین سکیا ایکسپریس‘ کے ذریعہ مالدہ کا سفر کرنا تھا، پٹنہ میں مریدین کو حضرت کے مرور کی اطلاع تھی، خلیفہ حضور اشرف الاولیاء صوفی سعید مظہر اشرفی اور دیگر مریدین و معتقدین ملاقات کے لیے پہلے ہی سے حاضر تھے۔ یہ حضرات اسٹیشن جب بھی حاضر ہوتے تو اکثر کچھ نہ کچھ تحفہ وغیرہ ساتھ لاتے لیکن اس روز کسی وجہ سے وہ لوگ کچھ لیکر نہیں آئے تھے تو میں نے حضرت سے عرض کیا: میں خاموشی سے کچھ افطار کا سامان لے لوں؟ تو حضرت نے فرمایا: ”ابھی جانے دو جمال پور اسٹیشن پر افطار کا اچھا سامان ملتا ہے“ میں خاموش ہو گیا، ٹرین چل پڑی لیکن جمال پور سے پہلے ہی کسی اسٹیشن پر ٹرین رک گئی، گرمی کا زمانہ تھا شدت کی گرمی تھی اور ہر کوئی پیاسا تھا، اس اسٹیشن پر صرف

ایک کنواں اور ایک نل تھا سارے مسافر اس پر ٹوٹ پڑے بڑی مشکل سے میں لوٹے میں پانی لاتا اور حضرت اپنا جسم ٹھنڈا کرنے کے لیے تھوڑا تھوڑا پانی اوپر ڈالتے، اس طرح وقت گزرتا گیا اور شام ہوگئی۔ ٹرین کسی وجہ سے اسی جگہ کھڑی رہی، جب مغرب کا وقت ہوگیا تو حضرت نے فرمایا: ''قادری! دیکھو بیگ میں کچھ ہے''؟ میں نے بیگ کو تلاش کیا لیکن مجھے کوئی چیز نہ مل سکی، حضرت سے عرض کیا: اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے، حضرت نے پر جلال انداز میں فرمایا: ''تمھیں تو کوئی چیز ملتی ہی نہیں، لاؤ! مجھے دو میں دیکھتا ہوں'' آپ نے بیگ کے کسی خانے میں ہاتھ ڈالا اور اس میں سے چار کھیرے تازہ نکال کر فرمایا: ''یہ دیکھو! تمھیں تو ملتا ہی نہیں'' آپ اسے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے اور بوگی میں موجود روزہ داروں سے فرمایا: ''افطار کا وقت ہو چکا ہے، آپ لوگ افطار میں شرکت کریں'' غالباً تیس یا پینتیس لوگوں نے کھیرے کے ٹکڑے لئے اور افطار کی۔ الحمد للہ علی ذالک۔

آج تک میں حیرت میں ہوں کہ گھر پر سامان میں نے رکھا، حضرت کو اسٹیشن پر جس چیز کی ضرورت ہوئی مجھ سے فرمایا، درمیان سفر میں ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہوا تو پھر یہ کھیرا کہاں سے آیا!! پھر دل میں خیال آیا کہ جو اللہ کی ذات پر کامل یقین رکھ کر توکل کرتا ہے اللہ اسے بہتر رزق عطا فرماتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ بغرض تبلیغ مجلس محرم الحرام میں شرکت کے لئے پونہ تشریف لے گئے جہاں حضور اشرف العلماء کے مرید با اخلاص جناب محمد شفیع اشرفی ناڈکر مرحوم رئیس مور بہ رتنا گیری نے اپنی موروثی جائداد کو دین کے نام پر وقف کر کے اپنے شیخ کی سرپرستی میں دار العلوم محمدیہ کی شاخ کی شکل کے طور پر ایک خوبصورت، دیدہ زیب اور تمام آشائشوں سے آراستہ و پیراستہ ادارہ ''الجامعۃ الشافعیۃ'' کی عمارت تعمیر کرائی۔

جس کا محل وقوع ایک طرف سمندر کا کنارہ ہے اور دیگر تین اطراف سے آم، ناریل اور سپاڑی کے درختوں سے مزین ایک چھوٹا سا ''پہاڑ'' ہے جس کی چوٹی پر قائم ''الجامعۃ الشافعیۃ'' کچھ اس طرح لگتا ہے گویا جنت نشان ہے، اس ادارے کے تعلیمی افتتاح کے موقع پر جناب محمد شفیع ناڈکر مرحوم اشرفی حامدی نے اپنے شیخ کامل برادر حضور اشرف الاولیاء حضرت اشرف العلماء کی صدارت اور حضور اشرف الاولیاء کی سرپرستی میں ایک جلسہ منعقد کیا جسمیں ان دونوں بزرگوں کے علاوہ دیگر علماء وشعراء نے شرکت کی۔

جب دونوں بزرگ مور بہ رتنا گیری پہونچے تو جناب محمد شفیع ناڈکر اشرفی نے حضور اشرف العلماء سے عرض کیا: حضور! آپ کے حکم پر میں نے اس ادارے کو اپنی جیب خاص سے تعمیر کردیا، لیکن اس ادارے میں جو طلبہ علوم دینیہ کے حصول کے لئے شب و روز ٹھہریں گے ان کے لئے پانی کا انتظام کرنا میرے بس کی بات نہیں کیوں کہ یہ علاقہ سمندری ہے، یہاں کا پانی کھارا ہوتا ہے، حضرت اشرف العلماء نے فرمایا: ''میرے بڑے بھائی جان اور اپنے بڑے حضرت سے کیوں نہیں کہتے؟ ان کو راضی کرلو تمھیں پانی کے مسئلے کا حل مل جائے گا۔

شیخ کے حکم پر موصوف نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے سامنے زانوے ادب تہ کر کے اپنا معروضہ پیش کیا، حضور اشرف الاولیاء نے فرمایا جلسہ تو ہو جانے دو صبح کو بتاؤنگا، رات گذری، بعد فجر اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد آواز دی: ''شفیع ناڈکر! یہاں آؤ، یہ بتاؤ کہ پچھلے حصہ پر کوئی جگہ ایسی ہے جہاں سدا بہار اگا ہوا ہے'' شفیع ناڈکر نے عرض کیا: حضور! میں تو کبھی پہاڑ کے پچھلا حصہ پر گیا نہیں البتہ جو یہاں پر مزدور رہتے

ہیں ان سے معلوم کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر میں ایک آدی واسی کو پیش کیا اور عرض کیا حضور اس سے معلومات حاصل فرمائیں، حضرت نے اس آدی واسی سے پھر وہی سوال کیا کچھ دیر غور کرنے کے بعد اس نے مثبت جواب دیا تو حضور اشرف الاولیاء نے فرمایا ''تم میرے ساتھ چلو اور وہ جگہ دکھلاؤ'' یہ دونوں بزرگ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود پہاڑ پر چڑھنے لگے، بدقت تمام اس مقام پر پہونچے، دیکھتے ہی حضرت اشرف الاولیاء نے فرمایا ''یہ وہی مقام ہے جسکو میں نے شب میں استخارہ کر کے دیکھا تھا'' پھر حکم صادر فرمایا: ''اس مقام پر کھدائی کرائی جائے'' حکم کی تعمیل کی گئی تقریباً دس فٹ پتھر کاٹنے کے بعد چشمے کا اثر ظاہر ہوا ساتھ میں آئے ہوئے لوگوں نے نعرہائے تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند کیں، فرط مسرت میں یہ دونوں بزرگ اس چشمے تک پہونچ کر اپنے ہاتھوں سے پتھر ہٹانے لگے، جب قطرہ دھارے کی شکل اختیار کر گیا تو حضور اشرف الاولیاء نے حکم دیا ''فوراً پائپ کا انتظام کرو اور اس چشمے میں لگا دو'' پائپ لایا گیا اور چشمے میں لگا دیا گیا الحمد للہ! تا ہنوز مہمانان رسول اس چشمہ رحمت سے سیراب ہو رہے ہیں۔

ایفائے عہد کا انوکھا نمونہ:

ایک مرتبہ جب میں الجامعۃ الاشرفیہ میں زیر تعلیم تھا اور چھٹی میں گھر آیا تو حضرت والد صاحب قبلہ گھر (فیض آباد) پر موجود تھے، پابوسی کی، حضرت کی ملازمت میں رہا آپ کو شدید بخار تھا اور دوسرے روز آپ کو شیش گڑھ بریلی شریف جلسہ میں جانا تھا، رات بھر ہم لوگ حضرت کے ماتھے پر پٹیاں کرتے رہے، جب صبح ہوئی تو قدرے آرام ہوا آپ نے فرمایا: ''جلدی سے میرا سامان تیار کرو مجھے شیش گڑھ جانا ہے'' والدہ صاحبہ نے عرض کی، اتنا شدید بخار ہے اس حالت میں کیسے جائیں گے! آپ نے فرمایا: ''ان لوگوں نے وہاں انتظام کرلیا ہوگا، نہیں جاؤنگا تو وعدہ خلافی ہوگی'' والدہ صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کی: عذر بھی تو کوئی چیز ہے لیکن آپ نے فرمایا: ''رکشا لے آؤ مجھے اسٹیشن جانا ہے'' حکم کی تعمیل کی گئی، حضرت والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ نے فرمایا: بیٹا! تم بھی ساتھ ہو جاؤ، بہر حال میں نے بھی عرض کی: ابو ایسی حالت میں سفر نہ فرمائیں مگر حضرت نے مجھے بھی جھڑک دیا اور فرمایا: ''کاؤنٹر پر جاکر بریلی کا ٹکٹ لے آؤ'' بادل نخواستہ دو ٹکٹ لیکر بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ کیساتھ اچانک میں نے بھی سفر کرلیا جب ہم شاہجہاں پور اسٹیشن پر پہنچے، وہاں کے مریدوں کو پہلے سے خبر تھی حضرت سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے اس وقت حضرت نیم بیہوشی کی حالت میں تھے، مریدوں نے حضرت کو اس حالت میں دیکھا تو وہ بھی ساتھ ہو لیے، بریلی شریف پہنچتے پہنچتے آپ بے ہوش ہو چکے تھے، کسی طرح آپکو اسی حالت میں اسٹیشن پر اتارا گیا، تمام مریدین نے آپ کو گاڑی پر بٹھایا اور سب نے یہ خیال کیا کہ حضرت کو فوراً ہسپتال لے جانا چاہیے، ابھی گاڑی چلنے ہی والی تھی کہ حضرت نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: ''شیش گڑھ والے آگئے؟'' لوگ سامنے آئے، آپ نے فرمایا: ''مجھے جلد از جلد شیش گڑھ لے چلو'' مریدین نے عرض کیا: حضور! آپ کو اس حالت میں ہم کیسے لے جائیں، ڈاکٹر کو دیکھا لیں پھر لئے چلتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''میں ٹھیک ہوں مجھے شیش گڑھ لے چلو'' آخر کار شیش گڑھ کو پہنچے، جلسے میں شرکت ہوئی اور آپ نے مجھ سے فرمایا: ''کہ مومن وہ ہے جو ایفائے عہد کرے''۔

اس طرح کے بہت سارے واقعات ہندوستان کے علاقوں میں بھی لوگ بیان کرتے ہیں اور بڑے یقین کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت دعوت قبول فرمالیتے تو ہمیں اطمینان ہو جاتا کہ کوئی آئے نہ آئے حضرت تو ضرور آئیں گے۔

ذکر اللہ کی کثرت آپ کی عادت تھی، سفر و حضر میں ذکر جلی و خفی فرمایا کرتے، آستانوں پر حاضری دیتے، صاحب مزار سے اکتساب فیض کرتے اور مزار مبارک کو حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور ذکر کی کثرت کرتے، ہر کوئی اس محفل ذکر میں شریک ہو کر روح کو تازگی بخشتا۔

ایک مرتبہ حضرت اشرف العلماء حضرت علامہ الحاج سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی، عرس علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ میں شریک ہوئے۔ ۲۴؍رجب المرجب کو بعد نماز مغرب حضور اشرف الاولیاء مزار مبارک کو حلقہ بنا کر ذکر کر رہے تھے، کسی وجہ سے حضور اشرف العلماء شریک نہ ہو سکے اسی ذوق میں قیام گاہ سے جلد از جلد چل کر خانقاہ معلّٰی میں حاضر ہوئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت اشرف الاولیاء ذکر فرما رہے ہیں اور زمین کے اوپر مزار کے اردگرد بھی فضا میں گردش کر رہے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس منظر کو دیکھ کر میں اتنا محو ہو گیا کہ اس حالت ذکر کو دیکھتا ہی رہ گیا۔

مخدوم اشرف مشن کا قیام اور اس کے مقاصد:

حضور اشرف الاولیاء نے ملک اور بیرون ملک دینی اور تبلیغی سفر فرمایا، نہ جانے کتنے تشنگان معرفت کو جام معرفت سے سرفراز فرمایا۔ جگہ بجگہ دین کے قلعہ کو مسجد و مدرسہ و خانقاہ کی صورت میں قائم فرمایا۔

عمر کے آخری حصہ میں آپ نے ''مخدوم اشرف مشن '' پنڈوہ شریف کو قائم فرمایا جس کی وجہ یہ تھی کہ آستانہ علائیہ جو ایک زمانے سے مرکز عقیدت رہا ہے اس کی نشأۃ ثانیہ کی جائے مخدوم اشرف مشن ایک جامع منصوبے کے ساتھ قائم کیا گیا جس کے زیر اہتمام مدارس دینیہ و عصریہ کا قیام جگہ بجگہ عمل میں لایا جائے اور عوام و خواص کے لیے بھی سہولتیں مہیا کی جائیں بالخصوص دیہی علاقوں میں غریب و نادار لوگوں کی طبی امداد کی جائے، تکنیکی تعلیم مدارس اسلامیہ میں قائم کی جائے۔ دیگر غریب اور نادار طلبہ کو جنھوں نے انگریزی تعلیم حاصل کر لی ہے انھیں ٹیکنیکی تعلیم کا کورس کرا کے سند یافتہ کیا جائے تاکہ وہ آسانی سے روزگار مہیا کر سکیں۔

شعبہ تحقیقات قائم کر کے ریسرچ اسکالرس کے ذریعہ مختلف زبانوں میں تراجم کرا کے عوام و خواص تک پہنچائی جائیں، سماج کے پس ماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی مدد کی جائے، وغیرہ۔

الحمد للہ! حضرت نے بڑے حوصلے اور یقین کے ساتھ مخدوم اشرف مشن کی بنیاد ۱۹۹۳ء میں رکھدی اور جگہ کا انتخاب ایسا فرمایا جو چہار جانب سے سڑک، تالاب اور قبرستان سے گھری ہوئی تھی اور ناہموار زمین بھی تھی کہیں پر ۱۰ فٹ گڈھا کہیں ٹیلے نما غیر افتادہ جسے دیکھ کر اکثر لوگوں نے حضرت کے انتخاب کو ناپسند فرمایا، اور دبی زبان سے حضرت کی بارگاہ میں عرض گذار بھی ہوئے کہ اس جگہ پر آپ کے عظیم منصوبے کا قلعہ کیسے تیار ہوگا؟ حضور اشرف الاولیاء نے پر جلال لہجے میں جھڑک کر فرمایا ''گڈھوں کو پاٹنا، عیبوں کو چھپانا ہماری سنت آبائی ہے، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ غوث العالم حضور محبوب یزدانی میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھوچھہ مقدسہ میں چھپی ہوئی چیز کو زمین سے نکال کر صبح قیامت تک کے لئے ایک ایسا گڈھا عطا فرمایا جسے نیر سے منسوب فرما کر آب شفا کو محفوظ فرما دیا تو کیا فقیر گڈھے کو پاٹ کر بیمار دلوں کے لئے شفا خانہ قائم نہیں کر سکتا؟''

احباب نے عرض کیا اس کو پاٹنے میں کافی سرمایہ کی ضرورت ہے اور اسکے طول و عرض کو پاٹنے میں کافی وقت درکار ہوگا، حضرت نے پر عزم لہجے میں ارشاد فرمایا کہ ''اللہ جس کے ساتھ ہوتا ہے مخلوق بھی اس کے ساتھ ہوتی ہے خود فقیر کے بازوؤں میں اس پیرانہ سالی کے باوجود ایسا دم ہے کہ اکیلا ہی کافی ہے'' یہ خبر بجلی کی طرح کئی اضلاع میں پھیل گئی، گڈھا پاٹنے کے لئے جس دن کا اعلان فرمایا تھا، دیکھتے ہی دیکھتے عقیدت مندوں کا تانتا بندھ گیا ہر کوئی اپنے

پھاوڑے اور ٹوکرے وغیرہ لیکر حاضر خدمت ہو گئے حضرت نے ضرب الا اللہ لگا کر پہلا پھاوڑا زمین پر مارا، پھاوڑے کا زمین پر مارنا تھا کہ مریدین ومتوسلین اور عقیدت مندوں میں جوش وجذبہ کا یہ عالم ہوا کہ ہر چہار جانب زمین پر پھاوڑے، کدال چلنے لگے ،ٹوکرے بھرے جانے لگے، پہلا ٹوکرا حضور اشرف الاولیاء نے اپنے سر پر رکھا اور لے کر چلے اس منظر کو دیکھ کر عقیدت مندوں کے جوش و جذبے میں اور اضافہ ہو گیا اور وہ ٹوکرے کے انتظار میں نہ رہ کر جسے جیسے بن پڑا کسی نے ہاتھ، میں کسی نے دامن میں، کسی نے اپنے لباس کو اتار کر مٹی جمع کیا اور اپنے شیخ کی اقتدا میں لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جہاں آج مخدوم اشرف مشن ہے اس مٹی کو پاٹنے میں یہ حقیر بھی حضرت کے ساتھ رہا دیکھتے ہی دیکھتے زمین کے تین حصے جہاں تک حضرت نے نشان لگایا تھا برابر ہو گئے اسی طرح دوسری بار بھی چند مہینے بعد حضرت نے خدمت انجام دیا ہر چہار جانب سے جوش وولولے کے ساتھ عقیدت مندوں کا جمگھٹا جمع ہوا اور اسی طرح ہر کوئی اپنی خدمت پیش کر کے عند اللہ ماجور ہوئے۔ آج الحمد للہ حضور اشرف الاولیاء اوران کے اراتمندوں کے اخلاص کا اثر ہے کہ مخدوم اشرف مشن اپنے عظیم منصوبوں کے ساتھ تعمیری مراحل کو طے کرتا ہوا اہل سنت و جماعت کا ایک عظیم مرکز بن گیا جہاں حفظ وقرأت اور شعبۂ نظامیہ کی تعلیم کا مکمل بندوبست ہے۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولی تعالی حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے لگائے ہوئے اس گلشن کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنی پیرانہ سالی کا خیال نہ فرما کر ملت اسلامیہ کے فروغ کے لیے بڑی صعوبتوں کا سامنا فرمایا، قوم نے اپنے مرشد برحق کے فرمان عالیشان کو تسلیم کیا اور اپنے شیخ کے حکم پر تن من دھن کی بازی لگاتے رہے، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کل ۱۹۹۵ء میں خانقاہ ومدرسہ کا تعمیری کام شروع ہوا اور بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی منزلوں کو طے کرتا گیا یہاں تک کہ ایک منزل سے دوسری منزل کا کام بھی شروع ہو گیا جسکی دیواریں کھڑی ہو چکیں تھیں، اسی درمیان کا ایک واقعہ ہے کہ" رونا ہی کے جلسہ کے بعد یہ حقیر بھی عم محترم کے ساتھ بمبئی دار العلوم محمدیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے جارہا تھا کہ لکھنو میں حضور عم محترم سخت علیل ہو گئے بہر صورت کسی نہ کسی طرح بمبئی لیکر پہنچے وہاں حضرت کا مرض حد کو پہنچ گیا اور آپ کومہ میں چلے گئے، ڈاکٹر نے جواب دے دیا، ہم لوگ حضرت کو زندہ بشکل مردہ زکریا مسجد لیکر آئے اس موقع پر میں نے حضرت سے فون پر عرض کیا: کہ اشرف العلماء سخت علیل ہیں، بچنے کی کوئی امید نہیں ہے، آپ آجائیں تو آپ نے فون پر فرمایا: "تم لوگ بے وجہ پریشان ہو، حامد کو کچھ نہیں ہوگا، میں نے اپنے رب کو راضی کرلیا ہے میں نے اپنی زندگی حامد کو دلا دی ہے"۔ یہ فرمانا تھا کہ ڈاکٹروں نے شور مچایا: کرشمہ ہو گیا! انھیں ہسپتال کے چلو ٹھیک ہو جائیں گے، الغرض دعا کا اثر ہوا حضور اشرف العلماء شفا کی طرف اور حضور اشرف الاولیاء علیل ہوتے چلے گئے، کہ ۱۹۹۷ء میں حضرت پر ضعف کا غلبہ ہوا، اور آپ بیمار رہنے لگے، دھیرے دھیرے آپ کا مرض شدت اختیار کرتا گیا، علاج بمبئی کا ہو رہا تھا، آپ نے فرمایا کہ کلکتہ میں اچھا ڈاکٹر ہے اب علاج کے لیے کلکتہ ہی جانا ہے۔ اس وقت میں مالدہ کے علاقے میں تبلیغی دورے پر تھا کہ اچانک گھر سے خبر آئی کہ: حضرت بہت زیادہ علیل ہیں، میں نے جلسہ والوں سے معذرت کی کہ میں اسی وقت گھر جانا چاہتا ہوں حضرت کی ایسی حالت ہے، میں گھر آیا، حضرت اس وقت فیض آباد سے کچھوچھہ شریف جا چکے تھے پھر میں بھی کچھوچھہ شریف پہنچا، حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہوا۔

آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: "تم کیوں آگئے؟ میں نے عرض

کیا: آپ کی علالت کی خبر سن کر بے حد بے چین ہو گیا اس لیے حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”تم فورا اپنے پروگرام پر واپس جاؤ“ میں نے عرض کیا: حضور! آپ کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کیسے چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا: ”نہیں، تمھیں جانا ہوگا“ میں عرض کیا: حضرت! آپ کلکتہ جانا چاہتے ہیں، وہاں تک ہو لیتا ہوں پھر اپنے پروگرام پر چلا جاؤنگا۔ آپ نے فرمایا: ” کچھ نہیں، وعدہ خلافی اچھی نہیں، میں شمیم کے ساتھ چلا جاؤنگا تم واپس اپنے پروگرام پر جاؤ اور یاد رکھو کبھی وعدہ خلافی نہ کرنا“۔

دوسرے روز صبح کو وہیل چیئر پر بیٹھ کر خویش و اقارب سے گھر گھر ملاقات کی اور فرماتے رہے میری آخری ملاقات ہے، اگر تم لوگوں سے میری دل آزاری ہوئی ہے تو میں نے معاف کیا تم لوگ بھی مجھے معاف کردو، محلے میں چھوٹے بڑوں سے ملتے رہے، اس کے بعد درگاہ شریف آستانہ عالیہ غوث العالم علیہ الرحمۃ والرضوان میں حاضر ہوئے کافی دیر تک اشک بار آنکھوں سے چہار زانو بیٹھ کر ذکر فرماتے رہے، مراقبہ فرماتے رہے، حسرت بھری نگاہوں سے مزار مقدس کی زیارت فرماتے رہے، بعدہ رخصت کی اجازت لے کر مجھے اشارہ کیا: میں نے اپنے ہاتھوں کے سہارے حضرت کو اٹھایا قدموں میں آکر دیر تک جالی پاک کو پکڑ کر روتے رہے پھر الٹے قدموں آستانہ پاک سے واپس ہوئے اور اپنے آبائی قبرستان میں تمام بزرگوں کے مزارات پر فاتحہ خانی فرما کر میری شفیق والدہ کے مزار پر ایصال ثواب کرنے کے بعد فرمایا: ”دیکھو میں نے اپنی جگہ چن لی ہے، اس میں میں نے باغ کی مٹی منگا کر ڈلوادی ہے۔ یہ جگہ بالکل حضرت مخدوم پاک کے قدموں کی سیدھ میں ہے، ہم لوگ سنتے رہے۔

مزارات کی حاضری سے فراغت کے بعد فیض آباد واپس ہوئے، عزیز القدر برادرم سید سراج الدین اشرف سلمہ کے یہاں بچی پیدا ہوئی تھی، میری پھوپھی جو حضرت کی بڑی بہن تھیں انھوں نے اپنی گود سے اس بچی کو حضرت کی گود میں ڈال دیا اور فرمایا: تمھیں پوتی مبارک ہو اور اس کا نام بھی تجویز کردو۔ آپ نے اسے لیا اور فرمایا: 'دردانہ فاطمہ'۔ دوسرے روز حضرت کے حکم پر میں اپنے سفر پر روانہ ہو گیا اور دو روز بعد حضرت بھی کلکتہ کے لیے عزیزم شمیم اشرفی سلمہ کے ہمراہ روانہ ہو گئے، حاجی ہاشم اشرفی کے گھر قیام ہوا، علاج جیسے جیسے ہوتا گیا مرض بڑھتا گیا اکثر فون پر رابطہ ہوتا رہا لیکن کبھی بھی آپ کی آواز سے یہ نہیں لگا کہ حضرت اتنا کمزور ہو چکے ہیں، ہمیشہ حوصلہ دیتے رہے، مریدین آپ کی علالت کے پیش نظر عرض کرتے: قادری میاں کو بلا لیا جائے؟ تو آپ فرماتے: ”وہ مشن پر ہیں انھیں کام کرنے دو ورنہ تحریک کا نقصان ہوگا“۔

بالآخر وہ گھڑی آ ہی گئی جب بروز جمعہ دوارس کے علاقے میں میرا سفر تھا خطبہ جمعہ دیتے دیتے اچانک مجھے ایسا احساس ہوا کہ حضرت آ گئے، زبان لڑکھڑا گئی، دل گھبرا گیا، بڑی مشکل سے خطبہ ختم کرکے نماز پڑھائی اس کے بعد وہاں سے جانا تھا۔ میرے ساتھ اس وقت عزیزم شاہ جہاں اشرفی سلمہ بھی تھے، میں نے راستے میں اپنی کیفیت سے آگاہ کیا، انھوں نے تسلی کے جملے کہے لیکن دل کو سکون نہ مل سکا، شام کو ہم 'ہملٹن گنج قریہ' میں پہنچے، وہاں معلوم کیا کسی کے یہاں ٹیلیفون ہے؟ فورا عیسی اشرفی سلمہ بول پڑے: حضور! گھر ہی میں S.T.D. فون ہے، میں نے کہا: جاؤ! اس نمبر پر بات کرو اور حضرت کی حالت دریافت کرو، وہ لوٹ کر آئے اور کہا: اس نمبر پر بات نہیں ہو پا رہی ہے پھر میں نے ایک اور دوسرا نمبر دیا کہ اس نمبر پر بات کرو غرض کہ وہاں بات ہو گئی، کسی عورت نے اٹھایا اور بڑی گھبرائی ہوئی خبر دی کہ حضرت قادری میاں کو فورا بھیج دو، حضرت کی طبیعت بہت ناساز ہے، اس نے آکر مجھے اطلاع دی اس وقت رات کے ساڑھے نو بج چکے تھے، میں

نے جلسہ والوں سے کہا: مجھے علی پور دوار پہنچا دو جو ٹرین ملے گی چلا جاؤنگا، بہر ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، لیکن جاتے جاتے ان لوگوں نے عرض کی حضور! کم سے کم جلسے گاہ میں چل کر دعا ہی فرمادیں، جب میں جلسہ گاہ میں پہنچا غالبا ساڑھے دس ہو چکے تھے اچانک دل میں خیال آیا کہ کچھ ہدایت بھی ہو جائے تھوڑی دیر میں نے موت پر تقریر کی ایسا لگا جیسے میں خود ہی خود کو تسلی دے رہا ہوں ٹھیک اس وقت تقریر ختم ہوئی جو وقت حضرت کے وصال کا تھا یعنی ۱۱ر بج کر ۳ر منٹ پر صلاۃ وسلام کے بعد دعا کی۔ پورا مجمع اشک بار تھا اور ادھر حضور اشرف الاولیاء ہم سب کو چھوڑ کر اپنے رب کا قرب حاصل فرما رہے تھے، پھر میں علی پور دوار آیا اور ٹرین پر سوار ہو کر کلکتہ کے لیے روانہ ہو گیا، مجھے کلکتہ پہنچ کر اطلاع ملی کہ حضرت وصال فرما چکے ہیں، دوسری ٹرین سے واپس مغل سرائے آیا، یہاں سے گاڑی سے گھر پہنچا میرا ہی انتظار تھا، میں بے حد پریشان تھا کہ نہ جانے حضرت کی جگہ کون سی منتخب کی ہے مگر میرے ماموں سید ملیح اشرف مدظلہ العالی نے میری والدہ کے بغل میں جس جگہ کا انتخاب حضرت نے فرمایا تھا قبر بنوائی۔

حاجی ہاشم اشرفی اور شمیم اشرفی کے بیان کے مطابق حضرت جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ مریدین کو جو اس وقت جمع تھے بیٹھا کر حلقہ ذکر ایا اور مسلسل انھیں تعلیم دیتے رہے۔

شام کو ڈاکٹر کو دکھانے کے لیے گاڑی آگئی آپ آرام سے چل کر گاڑی تک گئے، بیٹھے اور ہسپتال پہنچے لیکن ساتھ ہی ساتھ مریدین سے فرماتے جا رہے تھے: ''بابو! اب مجھے گھر بھیج دو کیوں کہ میرا وقت پورا ہو گیا ہے''۔ حاجی ہاشم سے فرمایا: ''مجھے کل گھر جانا ہے، لیکن سعادت مند مریدین اپنے شیخ کو اس حالت میں کیسے چھوڑ دیتے، ڈاکٹر کے وہاں بھی گفتگو کرتے کرتے یہ فرماتے مجھے گھر بھیج دو، وقت آیا اب ڈاکٹر کے چیمبر میں وہیل چیئر پر بیٹھے بیٹھے داخل ہوئے ڈاکٹر نے آپ کو دیکھا تو گھبرا گیا، اس نے کہا: انھیں جلدی سے .I.C.U میں لے چلو ان کی حالت ٹھیک نہیں ہے، ڈاکٹر کے مشورہ پر آپ کو .I.C.U میں لے جایا گیا لیکن آپ نے شمیم سے فرمایا: ''بیٹا! میرا وقت ہو چکا ہے، ایک گلاس پانی لاؤ'' اس نے فوراً پانی پیش کیا، آپ نے اس پر کچھ پڑھ کر دم کیا، اور اسے پی لیا اور فرمایا: ''مجھے لٹا دو، بیٹ پر لیٹ کو آپ نے کلمہ شریف کا ورد کیا اور اپنی جان کو جان آفریں کے سپرد کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

بذریعہ ہوائی جہاز آپ کے جسد اطہر کو لکھنو لایا گیا وہاں ایمبو لینس کے ذریعہ کچھوچھہ شریف لایا گیا اور ۲۲ر ذیقعدہ کو عصر و مغرب کے درمیان سپرد خاک کیا گیا اللہ تعالی آپ کے مرقد انور پر تا قیامت انوار کی بارش فرماتا رہے۔ (آمین)

مشکور ہوں شہزادۂ شیخ اعظم عزیزم سید محمد اشرف سلمہ الرحمان کا جنھوں نے اپنے دادا کی حیات اور خدمات کے لیے 'غوث العالم جریدہ' کے ذریعہ اشرف الاولیاء نمبر نکالنے کا عزم کیا ہے، مشکور ہوں عزیزم مولانا محمد عثمان غنی سلمہ اڈیٹر ماہنامہ غوث العالم اور عزیز القدر مولانا عبد الخبیر اشرفی صدر المدرسین مخدوم اشرف مشن کا جنھوں نے علماء اور دانشوروں سے رابطہ کر کے ان کے مضامین کو اکٹھا کیا۔ مولی تعالی انھیں علم میں عمل میں طاق فرمادے اور ان کے ذریعہ دین کی بے حد خدمت لے۔

میں شکر گزار ہوں ان تمام صاحب قلم حضرات کا جنھوں نے حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے تعلق سے انکی گراں قدر خدمات کو صفحہ قرطاس پر محفوظ فرما کر قوم کے لیے ایک عظیم سرمایا۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ رب قدیر ان کی عمروں میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے ذریعہ دین وملت کی بہترین خدمت انجام پزیر ہوتی رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء کی شخصیت قرآن واحادیث کی روشنی میں

مولانا مفتی عبدالقدوس المصباحی شیخ الحدیث دار العلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد (گجرات)

فضیلت نسبی :-

فرمان باری تعالیٰ ہے "**قل لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربیٰ**" (پ ۲۵، ع ۴، سورہ شوریٰ)

اے محبوب! فرمادو میں اس (ارشاد وہدایت) پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ مگر قرابت (آل) کی محبت۔

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد قریشی ہاشمی علوی جن کے دامان فضائل وکمالات سے مالا مال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الا مثل اهل بیتی فیکم سفینة نوح من رکبها نجا ومن تخلف عنها هلک** (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۳)

خبردار! میرے اہل بیت کی مثال تمہارے اندر کشتی نوح علیہ السلام کی طرح ہے جو اس پر سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا۔

امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "**نحن معشر اهل السنة بحمدالله رکبنا سفینة محبة اهل بیت واهتدینا بنجم هدی اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم نرجو النجاة من اهوال القیمة ودرکات الجحیم والهدایة الی ما یوجب درجات الجنان والنعیم المقیم**" (مرقات شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت، ص ۴۰۰) بحمدہ تعالیٰ ہم اہل سنت وجماعت اہل بیت کی محبت کی کشتی پر سوار ہیں اور بحمدہ تعالیٰ کے ستاروں اصحاب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہدایت پا چکے ہیں اس لئے اہوال قیامت اور درکات جہنم سے نجات کے امیدوار اور درجات جنان اور دائمی چین وسکون کے موجب کی طرف ہدایت پر آس لگائے ہوئے ہیں۔

عن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم النجو امان لاهل السماء فاذا ذهبت النجوم ذهب اهل السماء واهل بیتی امان لاهل الارض فاذا ذهب اهل بیتی ذهب اهل الارض (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت، ص ۴۰۰)

مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک ستاروں کی چمک آسمان پر رہے گی اس وقت تک اہل سماء حفظ وامان میں ہیں اور جب ستاروں کی چمک چھین لی جائیگی اس وقت اہل سماء کے حفظ وامان میں خلل ہو جائے گا۔ یونہی جب تک میرے اہل بیت کی بقا روئے زمین پر ہے اس وقت تک اہل زمین کی بقا اور سلامتی ہے اور جب میرے اہل بیت چلے جائیں گے تو اہل زمین کی بقاء وسلامتی بھی زمین میں چلی جائے گی۔

یہ فضل وکمال حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی عام اولاد وامجاد قریشی ہاشمی علوی سب کو حاصل ہے مگر ایک فضل وکمال جو صرف فاطمی سادات کرام کو حاصل ہے۔

حدیث پاک میں ہے "**انما سمیت فاطمة لان الله تعالیٰ حرمها وذریتها علی النار**" ان کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام کر دیا ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت بتول زہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ان اللـــــه غیر معذبک ولا احدامن ولدک او کما قال صلی الله علیه وسلم ۔ اے فاطمہ! اللہ نہ تجھے عذاب دے گا اور نہ تیری اولاد میں سے کسی کو (فتاویٰ رضویہ دوازدھم کتاب الشتی، ص ۲۰۷)

یہ فضیلت نسبی فاطمی سادات کرام میں سے ہونا اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی ابن شیخ طریقت عالم اسرار وحقیقت دافع ورافع امراض وعلل حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی ابن شبیہ غوث الثقلین نظر کردہ وپروردہ محبوبان حضرت مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہم الرحمۃ والرضوان اور ان کے خانوادے کو ہے حاصل ۔ ملاحظہ ہو شجرہ نسب سلسلۃ الذھب!

فاطمی سادات سے متعلق مذکورہ بالا حدیث پاک کی جھلک دیکھنی ہو تو ملاحظہ کیا جائے حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ فرنگی محل لکھنؤ میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کچھ طلباء نے ازراہ مذاق حضرت سے کہہ دیا کہ یہ سید نہیں ہیں ۔ آپ کو جلال آگیا باورچی خانہ میں تشریف لے گئے شعلہ زن تنور میں اپنا ہاتھ ڈالا، سلگتے ہوئے کوئلے ہاتھ میں لئے ہوئے ہاسٹل کے کمروں میں جا جا کر طلباء کو دیکھایا اور فرمایا کہ دیکھو میں سید ہوں یا نہیں--- اور حال یہ تھا کہ آپ کا ایک بال بھی نہیں جلا اور نہ آپ کے چہرے پر خوف وہراس کا کچھ اثر تھا ۔ (راوی چودھری نور عالم ولد چودھری قیام الدین لـچھمنیا پہلام سمری بختیار پور سہرسہ بہار بحوالہ ملا صاحب پیر الطیف بہار جو حضرت کے ہم سبق ساتھیوں میں تھے)

اشرفی ناز کر تو اشرف پر
کون پاتا ہے خاندان ایسا

فضیلت علمی:-

فضل اگرچہ تقویٰ کے لئے ہے فرمان باری تعالیٰ ہے" ان اکرمکم عندالله اتقکم" بیشک عنداللہ تم میں وہ سب سے مکرم ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے ۔ لیکن فضیلت تقویٰ بے علم نہیں فرمان باری تعالیٰ ہے"انما یخشی الله من عبادہ العلماء" اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور تقویٰ اختیار کرنے والے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ہیں ۔ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے"والذین اوتوا العلم درجات" علماء کو درجوں بلندی عطا کی گئی ۔ فرمان نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہے"المتعبد بغیر فقه کالحمار فی الطاحون" (فتاویٰ رضویہ بازدھم) بے علم کے عابد بننے والا ایسا ہے جیسے چکی میں گدھا کہ محنت کرے اور اسے کچھ حاصل نہیں--- اور حدیث پاک میں ہے"وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب ،وان العلماء ورثةالانبیاء وان الانبیاء لم یورثو دیناراً ولادرهماً وانما ورثو العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۴)

بے علم کے عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جسے چودھویں کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر اور چونکہ علماء نبیوں کے وارث ہیں نبیوں نے علماء کو سونے چاندی کا وارث نہیں بنایا بلکہ دولت علم کا وارث بنایا لہٰذا جس نے علم حاصل کیا اس نے خوب پایا ۔

حضور اشرف الاولیاء نے فضیلت علمی کی تحصیل کے ابتدائی دور اپنے خاندانی مدرسہ کچھوچھہ شریف میں گزارے اور ابتدائی تعلیم غالباً وہیں حاصل کی ۔ لیکن علمی درجات کمال تک پہونچنے کے لئے اس باغ فردوس میں داخل ہوئے جس کو آپ کے جد کریم ہم شبیہ غوث اعظم حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے لگایا تھا اور جس کی باغبانی جلالۃ العلم حافظ ملت استاذی المکرم حضرت عبدالعزیز علیہ الرحمہ محدث مبارکپوری کر رہے تھے اور جس باغ کی سیرابی

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا محمد سلیمان صدیقی اشرفی بھاگلپوری، شیخ الادب حضرت علامہ غلام جیلانی گھوسوی، ماہر خطابت وتدریس وتالیف حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی اور ماہر فنون عقلیہ جامع علوم نقلیہ حضرت علامہ عبدالرؤف بلیاوی وغیرہم، قدس اسرارہم سے کرائی جارہی تھی۔ اور تشنگان علوم ان سمندروں سے علمی تشنگیاں بجھارہے اور سیرابی حاصل کررہے تھے۔ ان نابغۂ روزگار ہستیوں کی علمی جلالت کا اندازہ انہیں کو ہے جنہوں نے ان کے حضور زانوائے ادب تہ کرکے علم وادب کا استفادہ کیا تو کوئی اشرف الاولیاء بنے تو کوئی بحرالعلوم اشرف العلماء ہوئے تو کوئی شیخ اعظم کوئی شیخ الاسلام بنے تو کوئی مناظر اعظم ورئیس القلم، کوئی شیخ الادب ہوئے تو کوئی شیخ التجوید، کوئی شارح بخاری تو کوئی محدث کبیر، کوئی محقق تو کوئی مدرس ومصنف، اس باغ فردوس کو کل دارالعلوم اہل سنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم کہا جاتا تھا۔ اور آج الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فضیلت تقویٰ:۔

تقویٰ کفر وشرک اور فسق وبدعت سارے اعمال سیئہ سے اجتناب کا نام ہے اس کی فضیلت پر فرمان باری تعالیٰ ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔ ناطق ہے۔ نماز کی اہمیت وافضلیت سے کون مسلمان واقف نہیں اور اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جتنی اس کی اہمیت وافضلیت ہے اتنی ہی مسلمانوں کو اس سے غفلت ہے خصوصاً تعلیم یافتہ اور علماء کی اکثریت سفر تو سفر حضر میں بھی نماز پڑھنے کے روادار نہیں مرض تو مرض صحت میں بھی سجدہ کرنے کی پرواہ نہیں۔ خوف تو خوف بے خوفی میں بھی اس سے سروکار نہیں (الامان والحفیظ) حالانکہ یہ نماز مومن کو متقی بنادیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر" بے حیائیوں اور منکرات سے نماز روکتی ہے تو ظاہر ہے کہ نمازی مومن متقی بن گیا۔

اب ذرا اس مومن متقی کے کردار وعمل پر نظر ڈالیں جن کو اشرف الاولیاء کہا جاتا ہے سفر کی بڑی سے بڑی صعوبتوں کے باوجود بھی نماز اس کے وقت میں ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بیل گاڑی، بھینسا گاڑی، جیپ اور کار کی سواریوں میں تو آسانی ہوتی ہے جہاں وقت ہوا روک دی جاتی ہے سڑک اور روڈ کے کناروں پر نماز ادا کرلیتے ہیں اور اگر آبادی ہو تو کسی مسلمان کے مکان یا دوکان پر یا کسی مسجد میں لیکن ٹرینوں خصوصاً فاسٹ اور سپر فاسٹ ٹرینوں میں تو حال یہ تھا کہ جس اسٹیشن پر ٹرین رکی اور وقت نماز آگیا اتر کر نماز پڑھ لی اور اگر ٹرین کے رکنے کی مسافت اتنی طویل ہے کہ اسٹیشن پر پہونچتے پہونچتے وقت گزر جانے اور فوت ہونے کا غالب اندیشہ ہوجاتا تو چلتی ٹرین ہی میں وقت کے اندر سجدہ ریز ہوجاتے اور پھر فرض کی قضا کرلیتے --- ظاہر ہے کہ جو سفر کی تکانوں کے باوجود بھی نماز سے غافل نہ ہو وہ حضر کی آرامگاہوں میں نماز سے کب بے پرواہ ہوا ایسے نفوس قدسیہ کے حسن کردار وعمل کی عکاسی کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے۔

آگیا عین لڑائی میں گر وقت نماز
قبلہ رو ہوکے زمیں بوس ہوئی قوم حجاج

ایک سبق آموز واقعہ:۔

کمر میں کافی چوٹ اور تکلیف کی وجہ سے حضور اشرف الاولیاء صاحب فراش تھے قیام وقعود تو درکنار کروٹ لینی بھی مشکل تر تھی۔ عیادت کی غرض سے راقم الحروف اور مولانا داؤد حسین مصباحی اشرفی حضرت کے کاشانہ اقدس میں فیض آباد ہم دونوں حاضر ہوئے۔ ظہر کا وقت تھا حضرت پشت کے بل چت لیٹے ہوئے تھے۔ سلام وقدمبوسی کے بعد ناشتہ چائے پان سے فوراً ضیافت کی گئی حضرت کا سلسلۂ ارشاد وہدایت جاری تھا فرمان ہوا۔ مولانا! بتاؤ اس حال میں نماز کس طرح ادا کی جائے (جبکہ آپ نماز سے فارغ ہوچکے تھے) ہم لوگوں کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے مطلب یہ ہے کہ نماز مجھے یاد ہے ہی اور ادا بھی کرلی تم لوگوں

کو بھی نماز ادا کرنے کی یاد دلاتا ہوں۔ قربان جایئے! ارشاد و ہدایت کے انوکھے انداز پر اب جب بھی نماز راقم ادا کرتا ہے۔ حضرت کی یاد آجاتی ہے اور وہ گھڑی اور انداز ارشاد و ہدایت بھی آجاتا ہے۔ خدا رحمت کند ایں پاکباز و پاک طینت را

والد باکمال حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی آغوش رحمت نے فاضل علوم مشرقیہ حضرت مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کو خاندانی علوم سینہ بہ سینہ منتقل کر کے اوج کمال پر پہونچ دیا کہ تقویٰ وطہارت اور احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ احتیاط اور تقویٰ کی بنیاد پر اشرف الاولیاء نے کسی مدرسہ کی چائے تک نہیں پی۔ جب کسی دار العلوم کے جلسہ کی دعوت پر تشریف لے جاتے تو دار العلوم کی ملکیت سے سفر خرچ اور نذرانہ قبول نہیں فرماتے۔ ہاں جب اتنی صراحت کر دی جاتی کہ عوامی چندہ ہے یا فلاں مرید یا معتقد کی جیب خاص سے ہے قبول فرمالیتے۔

بسلسلۂ بیعت وارادت تقویٰ کا یہ عالم کہ اجنبیہ عورتیں کسی ضرورت یا مرید ہونے کی نیت سے آتیں تو انہیں دور بیٹھانے کا حکم ہوتا اور پردے میں، پھر یکے بعد دیگرے ضرورتمندوں کے محرم یا نابالغ یا نابالغہ کے ذریعہ انکی ضرورتیں پوری کر دی جاتیں اور مرید ہونے والیوں کے ہاتھوں میں بڑی چادروں کے ایک طرف کا کونہ ہوتا اور چادر کی دوسری طرف حضور اشرف الاولیاء پکڑ کر انہیں بیعت وارادت وارشاد وہدایت سے مشرف فرمادیتے۔ نذر پیش کرنے والیوں کے ہاتھوں سے براہ راست نذرانے قبول نہیں فرماتے بلکہ وہ سب چارپائیوں اور فرشوں پر رکھ دیتیں یا کسی اپنے محرم مرد یا بچے، بچی کے ذریعہ پیش کرتیں تو قبول فرمالیتے۔ الغرض! کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر نہ بیعت کیا اور نہ نذرانے قبول فرمایا۔

بحمدہ تعالیٰ آپ کے سچے جانشین شہزادے حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ہو بہو آپکے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

ارشاد و ہدایت:-

اسلام میں ارشاد و ہدایت ایک اہم کام اور بہت بڑی ذمہ داری ہے فرمان باری تعالیٰ ہے۔ ”کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر“ اے امت محمدیہ! تم بہترین امت ہو تم کو لوگوں کے فائدے کے لئے بھیجا گیا ہے، تمہاری دو ذمہ داریاں ہیں (۱) امر بالمعروف (۲) نھی عن المنکر۔ ظاہر ہے اتنی بڑی ذمہ داریوں کا نباہنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے حکم ہوا ”ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات“ تم میں سے ایک جماعت ہونی چاہئے جو خیر کی دعوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی رہے اور خیرات میں سبقت لیجائے۔

حدیث پاک میں ہے ”عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہٖ فان لم یستطع فبلسانہٖ فان لم یستطع فبقلبہٖ وذلک اضعف الایمان“ (مشکوٰۃ شریف ۴۳۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے بدل ڈالے اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

امر بالمعروف کی ترغیب دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئاً“ جس نے امر بالمعروف کیا اس کو اپنے اجر کے علاوہ ان لوگوں کا بھی اجر ملے گا۔ جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو اور کسی کے اجر میں کچھ کمی نہیں کی جائے گی۔ (مسلم شریف)

المعروف اسم جامع لکل ماعرف من طاعات اللہ تعالیٰ والتقرب الیہ والاحسان الی الناس وکل ماندب الیہ الشرع، والنھی عن المنکر من السیئات والمقبحات. (مرقات) معروف ہر وہ کام جس میں اللہ تعالیٰ کی طاعتیں اور اس کا تقرب اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور جو بھی شرعاً محمود ومباح ہے اور منکر تمام برائیاں اور قبیح چیزیں جن کو بولنے اور کرنے سے فطرت انکار کرے اور بری وقبیح سمجھے۔

حضور اشرف الاولیاء کا ارشاد وہدایت کے لئے سفر ٹرینوں کا ہو یا جیپ گاڑی اور کاروں کا بیل گاڑی کا ہو یا بھینسا گاڑی کا دریا کا ہو یا خشکی کا۔ آپ ہمت ہارتے ہوئے نظر نہیں آئے اور نہ کبھی حوصلہ شکن باتیں کیں جبکہ کتنے جوان ہمت ہار جاتے اور ان کے حوصلے پست ہو جاتے۔

مئی کا مہینہ دوپہر کا وقت چلچلاتی ہوئی تیز دھوپ بذریعہ پسینجر ٹرین کٹیہار جنکشن سے تیگھرا اسٹیشن کا سفر تھا۔ حضور اشرف الاولیاء کی ہمراہی میں راقم الحروف اور حضرت کے بے لوث خادم خاص مولوی اکمل حسین صاحب اشرفی مرحوم بھی تھے تیگھرا اسٹیشن پر ٹرین سے ہم لوگ اترے اسٹیشن سے باہر مریدین ومعتقدین بھینسا گاڑی کے ساتھ استقبال کے لئے سراپا منتظر تھے، نعرہ ہائے تکبیر ورسالت کے بعد سلام وقدمبوسی سے حضرت کا خیر مقدم ہوا اور پھر بھینسا گاڑی پر بیٹھایا گیا ہم لوگ پیچھے بیٹھ گئے تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد بھینسا نے ایک تالاب کا رخ کیا، گاڑی وان پریشان تھا بھینسا نے گاڑی وان کی مار پیٹ کھینچ تان کی کچھ پرواہ نہ کی اور گاڑی سمیت ہم لوگوں کو لیکر تالاب میں گھسا اور جا کر بیٹھ گیا۔ حضور اشرف الاولیاء نے میری گھبراہٹ ملاحظہ فرمائی تو زیر لب تبسم فرما کر گویا ہوئے: مولانا! گھبراؤ نہیں ٹھنڈا ہو کر یہ خود ہی سوئے منزل روانہ ہو جائے گا۔ بالآخر ایسا ہی ہوا۔

بھاگلپور ضلع میں ہنسائی نام کا ایک گاؤں ہے جہاں جلسہ کا پروگرام تھا۔ وہاں فرقہ باطلہ والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ حضور اشرف الاولیاء کے ہمراہ ہم لوگ جب ماچھپور سے تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد سوئے ہنسائی چلے تو راستے کے پیچ وخم اور نشیب وفراز کو دیکھ کر جیپ گاڑی بہ زبان حال الاماں والحفیظ کہہ رہی تھی گاڑی جب الٹنے کے قریب ہوتی تو حضرت ہم میں کسی سے فرماتے ارے بھائی! ادھر بیٹھ جاؤ، بیلنس صحیح کرلو، پھر ادھر کا بیلنس بگڑتا تو دوسری طرف بیٹھا کر بیلنس درست کروا دیتے بالآخر ہچکولے اور جھٹکے کھاتے کھاتے جلسہ گاہ تک پہونچے۔ بطور نمونہ اپنی یادداشت کے یہ دو سفر ذکر کر دیئے۔ جو تقریباً پچیس سال پہلے کے ہیں اور بہار وبنگال آسام وغیرہ کے بے شمار علاقے اس وقت کیا اب بھی ایسے ہیں جہاں کا سفر کرنے سے پہلے تصور کانپ جاتا ہے۔ مگر حضور اشرف الاولیاء نے ان مقامات کا سفر تا حیات ظاہری کیا اور وہ صرف ارشاد وہدایت کے لئے حصول جاہ دولت دنیا کے لئے نہیں، خشکی کا سفر ہو یا دریائی سفر، راجستھان وگجرات کی صحرا نوردی ہو یا دارجلنگ کی کوہ پیمائی، عروس البلاد کے سمندر کا کنارہ ہو یا بنگال کی کھاڑی ---- المختصر

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

حضور اشرف الاولیاء مسند وعظ پر اس وقت متمکن ہوئے جب مجمع سوجاتا یا سونے والا ہوتا یعنی دینی بیداری کے انحطاط کے وقت جس کی جانب حدیث پاک **خیر امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم الخ** اور دوسری حدیث پاک **"انکم فی زمان من ترک منکم عشر ماامر بہ ھلک ثم یاتی زمان من عمل منھم بعشر ماامر بہ نجا"** تو جو ایسے وقت اور ایسے دور میں سوئے کو جگا دے خواب گراں میں پڑے رہنے والوں کو بیدار کردے وہ خیر امت کے مصداقوں میں سے ہوگا۔ گرجدار آواز میں خطبہ مسنونہ کے بعد آپ کا عنوان

کی نماز عید کی امامت کر کے شاہی مسجد کے منبر ومحراب کو زینت بخشتے اور رشد وہدایت کی راہ دکھاتے اور اس پر چلاتے رہے۔

بحمدہ تعالیٰ آپ کے شہزادے حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف صاحب قبلہ آپ کی حیات ظاہری سے آپ کی اس روش پر عمل پیرا اور گامزن ہیں۔ اللہ کرے زور بیاں زور عمل، ہمت وتوانائی اور خلوص وللٰہیت اور زیادہ!

حسن اخلاق:۔

اسلامی تعلیمات میں حسن اخلاق، حسن سلوک کو بڑی اہمیت وافضلیت حاصل ہے ایک حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بعثت لاتمم مکارم الاخلاق “ مجھے حسن اخلاق کو مکمل اور تام کرنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں فرمایا گیا ”اکمل المومنین ایمانا حسنهم خلقا “ اس مومن کا ایمان سب سے زیادہ کامل جس کا اخلاق سب سے اچھا۔

اسلام کی سنہری تاریخ شاہد ہے کہ شرق تا غرب، شمال تا جنوب اسلام کے وسیع سے وسیع تر ہونے کی وجہ حسن اخلاق اور حسن سلوک سے حضرات صوفیائے کرام علیہم الرضوان جہاں تشریف لے گئے اپنے حسن اخلاق سے۔ غیروں کو ایسا گرویدہ بناتے گئے کہ رہزن رہنما بن گئے

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

صحبت، ماحول، تعلیم وتربیت کی تاثیر پر سب کا اتفاق ہے (الا ماشاءاللہ) اس لئے قرآن پاک نے ”یاایها الذین آمنوا تقوا الله وکونوا مع الصادقین“ سے اچھوں اور سچوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور رسول گرامی علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے فرمان ”مامن مولود الایولد علی الفطرة فابواه یهودانه وینصرانه اویمجسانه“ سے بروں کی صحبتوں سے پرہیز کرنے اور بچانے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور بزرگوں کے اقوال واعمال اس پر ناطق وشاہد ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند
بد کی صحبت میں مت بیٹھو اس کا ہے انجام برا
بد نہ بنے تو بد کہلائے بد اچھا بدنام برا

اس کے پیش نظر حضور اشرف الاولیاء کی تربیت گاہ کاشانہ اقدس فیض آباد میں حسن اخلاق کا ایک سبق آموز تازہ واقعہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

۵؍جنوری ۲۰۰۷ء کچھوچھہ شریف فیض آباد لکھنؤ کا ہمارا سفر تھا شریک سفر مولانا مفتی شبیر عالم صاحب صدیقی اشرفی امام وخطیب شاہی جامع مسجد احمد آباد وناظم اعلیٰ دار العلوم شیخ احمد کھٹو احمد آباد اور ان کے چھوٹے صاحبزادے عقیل احمد سلمہٗ بھی تھے۔ ۷؍جنوری کو نماز عشاء کے قریب ہم لوگ کاشانہ حضور اشرف الاولیاء فیض آباد پر پہونچے۔ ایک خادم نے مین گیٹ کھولا ہم لوگ صحن کے اندر داخل ہوئے تو پانچ چھ سال کی ایک ننھی منی بچی نے اسلامی سلام سے ہمارا استقبال کیا پھر اس ننھی زبان پر طوطے کی طرح بھولی بھالی رٹ تھی آئیے، بیٹھئے۔ چائے پیجئے۔ کھائیے۔ آئیے بیٹھیے چائے پیجئے کھائیے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ کمرے میں بیٹھ بھی گئے چائے ناشتہ سے فوری طور پر ضیافت بھی ہوئی اور وہ ایک طرف کھڑی کھڑی رٹ لگاتی رہی۔ آئیے، بیٹھئے، چائے پیجئے کھائیے اور کیا کیا بولتی رہی جو ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ خادم نے ان کو زنان خانہ کی طرف کر کے ادھر سے دروازہ بند کر کے کنڈی لگادی مگر وہ ادھر سے آواز دے دے کر دھکا دیتی رہی جب کہ نہ اس وقت حضرت قادری میاں صاحب قبلہ موجود تھے اور نہ حضرت سید سراج میاں صاحب قبلہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت سراج میاں صاحب قبلہ کی صاحبزادی ہیں اور انہوں نے پہلی بار ہمیں دیکھا اور ہم نے پہلی بار ان کی زیارت کی پھر یہ کہ پانچ چھ سال کی

عمر۔ تو یہ کہنا پڑے گا کہ یہ حسن اخلاق اس صحبت وتربیت اسلامی کی کرشمہ سازی ہے جوان کوان کے گھر سے ملا ہے اور فیضان اشرف الاولیاء سے۔

یہ فیضان کرم ہے اورمکتب کی کرامت بھی
سکھایا جس نے اس بچی کو آدب اسلامی

اور

علی کا گھر بھی کیا گھر ہے اس گھر کا ہر ایک بچہ
جہاں پیدا ہوا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

جب مکتب کے کمسن بچوں کے اعلیٰ اخلاق کا یہ عالم ہے تو پھر اس مکتب کے معلم ومربی کا اخلاق کتنا بلند وبالا اور صاف ستھرا پاکیزہ ہوگا۔

کلکتہ کے ہفتہ روزہ پروگرام میں راقم بھی حضور اشرف الاولیاء کے ہمراہ ایک بار گیا۔ دوروز کے بعد راقم کی طبیعت ناساز ہوگئی جلسہ کے اسٹیج پر جانے سے راقم نے معذرت چاہی، حضرت نے وجہ دریافت کی۔ عرض کیا گیا حسب عادت چار پائی پر نہ سونے کی وجہ سے ایسا ہوگیا ہے۔ منتظمین جلسہ سے فوراً چار پائی کا انتظام کروایا گیا۔ تقریباً ایک سال بعد حضرت کے کاشانۂ اقدس کچھوچھہ مقدسہ پر راقم کی حاضری ہوئی اور ایک ہفتہ قیام رہا، حضرت نے اپنے رفیق سفر وحضر خادم بااخلاص مولوی اکمل حسن صاحب مرحوم اشرفی سے فرمایا۔ مولوی عبدالقدوس کو چار پائی پر سونے کی عادت ہے اس لئے اس کے لئے چار پائی ہونی چاہئے اور روز اول سے باقاعدہ چار پائی کا انتظام کیا گیا۔

تھوڑی دیر کے لئے خیال میں یہ بات آسکتی ہے کہ یہ حسن اخلاق بعض خاص کے ساتھ کسی خصوصیت کی بنیاد پر ہوسکتا ہے تو آیئے عام لوگوں کے ساتھ بھی حسن اخلاق کا اعلیٰ کردار ملاحظہ کرلیا جائے۔

عرس مخدوم پاک میں شرکت کرنے والے زائرین کے رش، بھیڑ بھاڑ اور ہجوم سے واقف ہیں ایام عرس میں حضور اشرف الاولیاء اپنے دولت کدہ کے بیرونی حصہ کے روم کے برآمدہ پر تخت بچھوا کر بہ نفس نفیس جلوہ گر ہوتے سامنے پان کا طشت ہوتا۔ عام وخاص آتے ناشتہ کے وقت ناشتہ اور چائے سے ضیافت کی جاتی اور کھانے کے وقت کھانے سے اور ہر ایک سے فرداً فرداً خود حضرت پوچھتے تم نے ناشتہ کیا چائے پی، کھانا کھایا اور جو اثبات میں جواب دیتا اسے خوشی کا اظہار فرماتے اور جو یہ کہتا کہ ابھی نہیں کھایا ہے کھالوں گا اس پر ناراضگی کا اظہار فرماتے اور پھر یہ کہ پان کے عادیوں کی پان سے تواضع کی جاتی اور غیر عادی بھی بہتے دریائے سخاوت میں ڈبکیاں لگا لگا کر خوب نہاتے۔ مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ دراز ہوتا تو اپنے خواص سے حضرت فرماتے روکو مت، آنے دو یہ سلطان جہانگیر کے مہمان ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے آپ کے دونوں شہزادے اسی نہج پر عمل پیرا ہیں اور اپنے حسن اخلاق سے دعوت دے رہے ہیں کہ

جو ہوں پینے والے تو آج بھی وہی بادہ ہے وہی جام ہے

ایثار:۔

ایثار ایک ایسی بہترین صفت ہے جس کے ذریعے دلوں کی کائنات جیتی جاسکتی ہے اور جیتی گئی بھی، حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کاروان عشق وایثار نے شرق تا غرب، شمال وجنوب کی بلندیوں پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ اس میں ایثار کا بڑا دخل ہے، کاروان عشق وایثار کے سالار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایثار مخفی نہیں۔

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کوئی مہمان آیا۔ حضرت ابوطلحہ نے بی بی صاحبہ سے دریافت فرمایا، مہمان آیا ہے گھر میں کیا ہے؟ بی بی صاحبہ نے عرض کی! بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا، حضرت ابوطلحہ نے فرمایا بچوں کو بہلا پھسلا کر سلادو، مہمان جب کھانے کو بیٹھے تو تم چراغ کی بتی درست کرنے

کے بہانے چراغ گل کر دینا تا کہ مہمان آسودہ ہو کر کھائے اور اس کو احساس ہو کہ میزبان بھی ساتھ میں کھا رہا ہے، چونکہ جب اس کو معلوم ہوگا کہ کھانا کم ہے تو وہ کم کھائے گا بھوکا رہ جائے گا اس طرح مہمان کو پوری آسودگی کے ساتھ کھانا کھلا کر چین سے سلا دیا گیا اور حضرت ابوطلحہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں اور بی بی صاحبہ نے بھوکے رہ کر پوری رات گزار دی۔ صبح کو حضرت ابوطلحہ بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے حضرت ابوطلحہ کی رات کی کہانی خود ہی بیان فرماتے ہوئے آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی'' والذین تبوو الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتو ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصہ'' (پ۲۸، سورہ حشر ع۴)

اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان کو گھر بنایا دوست رکھتے ہیں ان کو جوان کی طرف ہجرت کر کے آگئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دئے گئے اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انھیں شدید محتاجی ہو۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سامنے چمکدار روشن چہرہ دیکھنے والے کچھ افراد پیش کئے گئے حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب یہ کون ہیں فرمان باری تعالیٰ ہوا۔ تمہاری اولاد ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک ایسے شخص کو بھی ملاحظہ فرمایا جسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بڑی چمک دمک ہے آپ کو اس کی چمک دمک بھاگئی عرض کی اے میرے رب یہ کون ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہوا یہ داؤد (علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم) ہے عرض کی اے رب تو نے اس کی عمر کتنی مقرر فرمائی ہے۔ ارشاد ہوا ساٹھ سال، عرض کی اے میرے رب، میری عمر سے چالیس کم کر کے اس کی عمر میں اضافہ فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر چالیس سال باقی رہ گئی ملک الموت ان کے پاس آئے تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ارے ابھی تو میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں ملک الموت نے عرض کی آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کو دی ہے۔

آیئے اس ایثار کی ایک جھلک حضور اشرف الاولیاء میں دیکھتے چلیں۔

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ کے عرس کی ہماہمی تھی ۲۷ محرم الحرام کو حضور اشرف الاولیاء کے کاشانہ پر تقریبات عرس منائی جارہی تھیں اتنے میں حضور اشرف العلماء حضرت علامہ سید شاہ حامد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی خطیب زکریا مسجد وبانی دارالعلوم محمدیہ بھی بدقت تمام مجلس میں لائے گئے۔ ضعف ونقاہت اتنی تھی کہ حاضرین دیکھ کر آبدیدہ ہوگئے اپنے بھائی کی اس حالت پر حضور اشرف الاولیاء کی چشمان رحمت اتنی اشکبار ہوئیں کہ ریش مبارک تربتر ہوگئی۔ ہچکیاں لے لے کر بڑی رقت آمیز دعا فرمائی۔ عمر و زندگی دینے والے میرے رب، میرے بھائی سید حامد اشرف کو شفائے کامل عاجل عطا فرما اور میری عمر کا حصہ لیکر ان کو عطا کر دے۔ سامعین دست طلب اونچا کئے ہوئے آمین کی صدائیں بلند کر رہے تھے چنانچہ دعا باب اجابت سے ٹکرائی اور قبولیت کا پروانہ لیکر آئی اور حضور اشرف الاولیاء کا وصال ۲۰ / مارچ ۱۹۹۸ء کو ہوا پھر اشرف العلماء کا وصال ۹ / اپریل ۲۰۰۵ء کو۔

فراست ایمانی:۔

فراست ایک ایسی فضیلت اور ایک ایسا کمال ہے جس مرد مومن کو عطا ہو جائے اس پر اللہ کا بڑا فضل واحسان ہے حدیث

پاک ہے: ''**اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله**'' اس حدیث سے ظاہر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ نور ہے جس سے مردمومن کی نظروں سے قریب وبعید کے فاصلے ختم ہوکر یکساں ہوجاتے ہیں غائب وحاضر میں سے کوئی چیز ان کی نگاہوں سے اوجھل اور مخفی نہیں رہتی بلکہ عیاں ہوجاتی ہے۔

مشکوۃ شریف کی ایک طویل حدیث قدسی ہے کہ جب مرد مومن فرائض کی ادائیگی اور نوافل کے بعد تقرب الی اللہ کی منزل پالیتا ہے اور محبوب الٰہی بن جاتا ہے تو ''**فکنت سمعه الذی يسمع به وبصره الذی يبصر به**'' الحدیث مثلاً، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے حضور اشرف الاولیاء کے جد کریم اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو خوشخبری دی کہ میرے گھر ایک بچہ کی ولادت ہوئی ہے اس کی مبارکبادی میں اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کو جواب دیا کہ آپ کے گھر مصطفیٰ رضا آئے ہیں اور میرے گھر مصطفیٰ اشرف آنے والے ہیں۔ چنانچہ تاجدار اہل سنت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم ہند کی ۱۳ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو بوقت صبح ولادت طیبہ ہوئی اور حضور اشرف الاولیاء کے والد گرامی حضرت علامہ سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ کو پیدائش مبارک ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں نے اپنی فراست ایمانی سے حضور سید شاہ مصطفیٰ اشرف کی ولادت کی خوش خبری تقریباً سال بھر پہلے دیدی تھی (راوی حضرت مولانا مفتی اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی جودھپور) اب آیئے جد کریم کے پرتو جمال وکمال پوتے حضور اشرف الاولیاء کی فراست ایمانی ملاحظہ کرلی جائے۔

امین مجیب الرحمٰن صاحب مرحوم مولانا مفتی شبیر عالم صاحب کے والد گرامی کا انتقال ۲۱ر مارچ ۱۹۸۲ء میں ہوا اپریل ۸۲ء کے اوائل میں حضور اشرف الاولیاء مولانا مفتی شبیر عالم صاحب کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے بلا کسی استفسار اور بلا کسی عرض ومعروض کے حضور اشرف الاولیاء نے مفتی صاحب سے فرمایا اس سال تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا پھر ۱۵ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو حضور اشرف الاولیاء کا ایک مکتوب گرامی بنام مفتی صاحب احمد آباد میں وصول ہوا کہ خوشخبری اور مبارکباد کہ اب وہ لڑکا پیدا ہونے والا ہے اس کا نام محمد ہارون رکھنا چنانچہ ۳۱ر دسمبر ۱۹۸۲ء کو محمد ہارون سلمہ کی پیدائش ہوئی۔ (بحوالہ مولانا مفتی شبیر عالم صاحب صدیقی اشرفی امام وخطیب شاہی جامع مسجد وناظم اعلیٰ دارالعلوم شیخ احمد کھٹو سرخیز احمد آباد)

فرمان باری تعالیٰ ہے ''**لیس للانسان الا ماسعی**'' سعی پیہم اور جہد مسلسل انسان کا سرمایۂ حیات ہے پھر جب اس سرمایہ کو لیکر قبر میں جاتا ہے اور نکیرین کے تینوں سوالات کے صحیح جوابات دے دیتا ہے تو نکیرین کی جانب سے اس کو مژدۂ جانفزا ملتا ہے ''**نم کنومة العروس الذی لا یوقظه الا احب اهله اليه**

الخ تو پہلی رات کی اس دلہن کی طرح سے سوجا جس کو وہی بیدار کرے گا جو اس سے بہت محبت کرنے والا (شوہر) ہوگا۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ اور حدیث پاک کے پیش نظر استاذ گرامی جلالۃ العلم حضرت علامہ عبدالعزیز حافظ ملت محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''زمیں پر کام زمیں میں آرام'' اس کی عملی تفسیر خود حضور حافظ ملت ہیں اور انکے ارشد تلامذہ کی صف اول میں حضور اشرف الاولیاء ہیں۔ یوں تو آپ نے اپنے آبائی مشن اعلائے کلمہ حق، اسلام کا بول بالا، علوم دینیہ کی ترویج واشاعت اور ترقی، عقیدہ اہل سنت کا اثبات، عقائد باطلہ کا رد وابطال وغیرہ کیلئے دینی مکاتب ومدارس اور دارالعلوم قائم کئے اور ان کی سرپرستی فرمائی۔ مثلاً تحصیل فراغت کے فوراً بعد پہلا مدرسہ کا قیام جو ان کے دست مبارک سے ہوا وہ مدرسہ قادریہ انوارالعلوم سریلہ سمری بختیار پور سہرسہ بہار کا ہے، جس میں پہلے اپنے ہم سبق ساتھی حضرت مولانا مجیب اللہ صاحب قبلہ

اشرفی بھاگلپوری کو تدریس خدمات کے لئے مقرر فرمایا اور انکے چلے جانے کے بعد ۱۹۵۱ء میں یا ۱۹۵۲ء سے بحیثیت پرنسپل اپنے ہی ہم سبق ساتھی حافظ وقاری الحاج حضرت مولانا عبدالرشید صاحب قبلہ قادری چھپراوی علیہ الرحمہ کا تقرر فرمایا اور تادم واپسیں ان کو پورے طور پر ادارہ سپرد کردیا۔ حضرت مولانا عبدالرشید علیہ الرحمہ وہیں کے ہوکر رہ گئے اور ۲۴ / مارچ ۲۰۰۷ء کو اپنی جان جان آفریں کے حوالے کرکے ہمیشہ کے لئے اسی مدرسہ میں آرام کی نیند سو گئے۔

مگر "لیس للانسان الاماسعی اور نم کنومۃ العروس" کے پیش نظر حوصلہ بڑھا۔ ہمت میں توانائی آئی اور ۱۹۹۳ء میں حضرت مخدوم شاہ علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے آستانہ عالیہ سے قریب مخدوم اشرف مشن کے نام سے ایک ادارہ کی سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے حضور اشرف الاولیاء نے رکھا۔ تعمیری سلسلہ ۱۹۹۵ء سے شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے تالاب اور گڈھے کو پاٹ کر دو منزلہ اور سہ منزلہ ۳۵ کمروں پر مشتمل شاندار عمارت دعوت نظارہ دینے لگی۔ اس مشن کے تحت ایک دارالعلوم کو بنام دارالعلوم جلالیہ سراجیہ علائیہ اشرفیہ کو عملی شکل میں دیکر جاری کیا گیا اور شعبہ حفظ وقرأت اور درس نظامی کی مکمل تعلیم کا نظم وضبط کرکے چالو کردیا گیا۔

یہ سب کچھ غریب مسلم علاقوں سے غریب مسلمانوں، مریدوں، معتقدوں کے گاڑھے پسینے کی جائز کمائی سے ہوا اور ہورہا ہے نہ کوئی سفیر اور نہ کوئی باقاعدہ چندہ وصول نے والا محض للٰہیت اور پر خلوص لگن سے میدان عمل میں کود پڑے۔

راہ الفت میں قدم رکھ دیا ہم نے
دیکھیں صبح کہاں شام کہاں ہوتی ہے
یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہے یہ مردوں کی شمشیرین
اور ہمیں سبق دیدیا

بقدر الکد تکتسب المعالی
من طلب العلیٰ سہر اللیالی

آج وہ مرکزی ادارہ چارسو تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کررہا اور اسلامی سانچے میں ڈھال رہا ہے۔ ۹ رشوال المکرم ۱۴۲۸ھ کی شب کو کثیر مجمع تھا جن میں علماء کرام اور مشائخ عظام خصوصاً حضرت علامہ سید جلال الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ مخدوم اشرف مشن بھی جلوہ بار تھے۔ انہیں کی سربراہی اور صدارت میں افتتاح بخاری شریف کا جشن منایا گیا۔ حضور اشرف الاولیاء کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے بخاری شریف کی پہلی حدیث پاک کا پہلا سبق پڑھایا گیا۔ حضرت سربراہ اعلیٰ صاحب قبلہ نے اپنے حوصلہ بخش اور پر خلوص جذبات سے سرشار بیان میں فرمایا کہ الحمد للہ آج اس دور کا احیاء کیا جارہا ہے جبکہ سات سو سال پہلے حضور مخدوم شیخ علاء الحق گنج نبات پنڈوی قدس سرہ نے اسی آستانہ عالیہ پر بارہ سو علماء کرام اور مشائخ عظام کو بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔

پھر ۱۰ رشوال المکرم ۱۴۲۷ھ کو بعد نماز جمعہ حضرت سربراہ اعلیٰ کے دست کرم نے ڈیڑھ سو کمروں پر مشتمل آئینہ ہند ہاسٹل کا سنگ بنیاد تکبیر ورسالت کے فلک شگاف نعروں میں رکھا اور اس کی تکمیل واستحکام اور ترقی کیلئے رقت آمیز دعا فرمائی اور حاضرین حضور اشرف الاولیاء کو اپنے دل ودماغ میں بسائے ہوئے آبدیدہ اور بہ چشم پرنم آمین آمین کی صدائیں بلند کررہے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے۔

چمن اچھا نہیں لگتا کلی دیکھی نہیں جاتی
گلوں کے درمیاں تیری کمی دیکھی نہیں جاتی

راقم الحروف بھی اس جشن کے موقع پر اور سنگ بنیاد کی مبارک گھڑی میں موجود تھا۔

اس ادارہ میں غریب مسلمانوں خصوصاً علماء کی اقتصادی زبوں حالی کے پیش نظر عصری تقاضے کے بموجب عصری علوم وفنون

تکنیکل کے شعبے (کمپیوٹر وغیرہ کی تعلیم) بھی قائم کئے گئے ہیں جو بحمدہٖ تعالیٰ جاری ہے۔ تاکہ غریب مسلمان بالعموم اور علوم دینیہ کے تعلیم یافتہ بالخصوص اپنے ہاتھ سے جائز کمائی کر کے خودکفیل ہوں اور بہتر غذا کھائیں جس کے بارے میں حدیث پاک میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تمہاری بہتر غذا تمہارے ہاتھ کی کمائی کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

اور علماء فکر و معاش سے مستغنی اور فارغ البال ہو کر للّٰہیت وخلوص سے لبریز دلوں کے ساتھ دلجمعی سے مسند تدریس پر بیٹھیں یا مسند تصنیف وافتاء پر، مسند خطابت پر ہوں یا مصلیٰ امامت پر خانقاہوں میں جلوہ گر ہوں یا مسجد کے ممبر پر ہر طرف سے صدائیں آئیں۔

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے
کہ دروے بود قیل وقال محمد ﷺ

مزید برآں اس مشن کے تحت المجتبیٰ موبائل ہاسپٹل کا نظم ونسق اس انداز پر رکھا گیا ہے کہ جہاں غریبوں کا مفت جسمانی علاج ہو وہاں ان کا روحانی علاج بھی مفت ہو جو فکر معاش کے بندھن میں بندھے ہوئے ہیں کسی مکتب، کسی مدرسہ میں دینی تعلیم یا کسی خانقاہ میں دینی تربیت حاصل کرنے کے لئے حاضر نہیں ہو سکتے تو ان کو المجتبیٰ موبائل ہاسپٹل کی طرف سے مفت دین کی تعلیم و تربیت دینے والا ایک مبلغ و مربی بھی ملے گا۔

اتنی بڑی غیر معمولی پلاننگ عملی شکل اختیار کر چکی ہے وہ بھی معمولی شکل وصورت میں نہیں بلکہ پورے آب وتاب اور قوت وتوانائی کے ساتھ تو پھر سوال اٹھتا ہے کہ اس کے ذرائع آمدنی کیا ہیں ؟ یقین کیا جائے ذرائع آمدنی غریب محنتی وجفاکش مریدوں معتقدوں کی محنت ومشقت کی حلال کمائی سے پرخلوص ایک ایک دو دو روپے۔

یہ سب کچھ حقیقت واقعہ ہے اشرف الاولیاء کی پلاننگ کی طرف اشارہ ہے کہ مستحکم اور پائیدار کام کے لئے مستحکم اور پائدار ذرائع بھی ہونے چاہئے۔ جس کو وہی حضرات سمجھے جو ان کی آغوش تربیت کے پروردہ اور انکے اشارۂ ابرو کو سمجھنے والے اور ان کی خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے والے اور ان کی پلاننگ اور تجاویز اور منصوبوں کو عملی روپ دینے والے انہیں جیسا حوصلہ رکھنے والے حضرات ہیں جنہوں نے حضور مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے آستانہ عالیہ کے قریب خانقاہ اشرفیہ حسنیہ حضور سرکار کلاں قدس سرہ سے متصل خانقاہ اعلیٰ حضرت اشرفی حدیقۃ المصطفیٰ کی سہ منزلہ تعمیر کروایا وہ بھی اپنی ذاتی اور موروثی زمین پر اور اس کو پورے خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ مخدوم اشرف مشن قطب شیر پنڈوہ شریف پر وقف کر کے باور کرادیا کہ۔

الولد سر لبیہ اولاد فضل وکمال میں اپنے آباء واجداد کی آئینہ دار ہے اور ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

وہ واقفین حضور اشرف اولیاء کے شہزادگان حضرت علامہ سید جلال الدین اشرف (قادری میاں) حضرت سید شاہ سراج الدین اشرف اور آپ کی چہیتی بھتیجی حضور اشرف العلماء کی شہزادی قادری میاں کی اہلیہ مخدومہ سیدہ صاحبان ہیں۔ حدیث پاک میں ایسی اولاد کے لئے ''ولد صالح یدعولہ'' فرمایا گیا۔

مولائے کریم بہ صحت کاملہ ان کو عمر خضر عطا کرے اور دارین کی فلاح و بہبود اور ترقیات سے نوازتا رہے اور قوم وملت کو ان کے فیوض وبرکات سے مالامال کرتا رہے اور ان کے قدموں میں اور بھی ثبوت، دوام، استقلال واستحکام بخشے آمین، بجاہ سید المرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

حضور اشرف الاولیاء کی بارگاہ عالی میں یہ معمولی اور حقیر نذرانہ ہے اپنے لئے حصول سعادت ونجات وحصول، فلاح ونجاح کا ایک بہانہ ہے۔

☆☆☆☆☆☆

माहनामा गौसुल आलम की पेशकश

हुज़ूर अशरफुल औलिया पर सीरत कमेटी सेन्ट अशरफ फाउन्डेशन के सरपरस्त हज़रत मौलाना काज़ी हकीम इरफान अहमद अशरफी शहर काज़ी देवास 'सीनियर' (म0प्र0) और हाजी हाफिज़ आशिक हुसैन अशरफी, कद्रुद्दीन शेख पहलवान अशरफी, बब्बू खान मील वाले शादाब शेख अशरफी, मो0 सईद खान अशरफी, अय्यूब मंसूरी अशरफी की जानिब से दिली मुबारकबाद पेश करते हैं और सिलसिल–ए–अशरफिया के तमाम बुज़ुर्गाने दीन से और माहनामा गौसुल आलम के तमाम पढ़ने वालों से दुआओं की खुसूसी गुज़ारिश।

पेशकश :

इद्रीस गौरी अशरफी
हाजी अफज़ल राणा अशरफी
मास्टर नज़ीर शेख अशरफी
देवास (म०प्र०)

مختصر حالات علامہ سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ

حضرت مولانا محمد احمد شاہدی غازیپوری، جاج مئوکانپور

حضرت علامہ سید مجتبیٰ اشرف صاحب ایک باصلاحیت عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین مجاہد کامیاب پیر تھے۔ تزکیۂ نفس کے رموز سے بھرپور واقفیت اور اسلاف کی زندگیوں کے بھرپور مظہر تھے۔ ساری زندگی دین کی ترویج اور سنت نبوی کی تبلیغ میں مصروف رہے کیسے ہی دشوار گزار اور نامساعد حالات سامنے آئے لیکن کبھی منہ نہیں موڑا اور نہ ہی قدم ڈگمگایا اور نہ ہی حالات سے کبھی آپ نے سمجھوتہ کیا خود صراط مستقیم پر قائم ودائم رہے اور دوسروں کو بھی صحیح راستہ پر چلنے کی تلقین کرتے رہے۔

میری ملاقات ۱۹۴۵ ء میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں حضرت سید مجتبیٰ میاں صاحب سے ہوئی آپ پہلے سے اشرفیہ میں زیر تعلیم تھے اور میں ۱۹۴۵ء میں آیا اس وقت خانوادۂ اشرفیہ میں سید مجتبیٰ میاں صاحب اور انکے برادر خورد سید حامد میاں صاحب وسید عبدالحمید صاحب زیر تعلیم تھے، میرے اور سید مجتبیٰ میاں صاحب میں یکسانیت تھی۔ ایک کمرے میں رہتے تھے اکثر وبیشتر لوگ مجھے حضرت کا چھوٹا بھائی سمجھتے تھے، حضرت مجتبیٰ میاں صاحب خاندانی شرافت وتربیت کے باوجود اسقدر منکسر المزاج تھے کہ اساتذہ کرام کی خدمت میں بڑی سعادت مندی سے پیش آتے تھے۔ اساتذہ کرام کی نگاہ میں بہت ہی محبوب ومقبول تھے۔ اساتذہ حضرات انہیں عموماً سید صاحب سے مخاطب کیا کرتے تھے، عام طور پر جب مدرسین حضرات کی دعوت ہوتی تھی ساتھ میں حضرت مجتبیٰ میاں بھی مدعو ہوتے تھے۔

بعد فراغت بہت مجاہدانہ کاوشوں سے اپنے حلقے ہموار کئے خصوصی نگاہ بنگال کی طرف تھی، والد بزرگوار اگرچہ کسی مخصوص حلقہ سے منسلک نہیں تھے لیکن بڑے باکمال پیر تھے دیگر پیروں سے جداگانہ جوہر رکھتے تھے، اکثر پیروں کی نگاہ مریدوں کی جیب کی طرف ہوتی ہے لیکن حضرت کی نگاہ مریدوں کی حال کی طرف تھی۔ عادتاً غریبوں کے یہاں قیام فرماتے تھے امیروں یا رئیسوں کی دعوت اور انکے یہاں قیام سے احتراز کرتے تھے۔

حضرت سید مجتبیٰ میاں صاحب قبلہ دنیاوی نام ونمود اور دکھاوے سے بہت بیزاری ظاہر کرتے تھے نہایت سادہ لباس اور سادہ زندگی گذارنے کی خاصیت رکھتے تھے لیکن زبان میں ایسی تاثیر تھی جو کہہ دیتے تھے وہ اکثر ہو جایا کرتا تھا، چنانچہ مونگیر بہار کا ایک گاؤں جس میں ایک شخص کے یہاں قیام پذیر ہوئے، مسواک فرمانے کے بعد اسے حکم دیا اسے گاڑ دو، یہ درخت ہوگا اور اسی میں تمہارے دروازے پر تمہارا ہاتھی بندھے گا اور واقعتاً اس وقت سے آج تک ان کے دروازے پہ ہاتھی بندھتا آرہا ہے، ایسے بہت سے واقعات ہیں۔

بھاگلپور میں ایک شخص کے یہاں قیام فرمایا ایک رئیس نے دعوت دی فرمایا کھانا قیام گاہ پر بھیج دینا! جب کھانا لیکر رئیس آیا فرمایا رکھ دو بعد میں کھائیں گے، رئیس کے جانے کے بعد حضرت

نے فرمایا کہ گڑھا کھود کر کھانا اسمیں گاڑ دو! چنانچہ حکم کے مطابق عمل کیا گیا، لوگوں نے عرض کیا حضور اتنا بہترین کھانا کہ آپ نے اسے دفن کروا دیا فرمایا جاؤ اور مٹی ہٹا کر دیکھو، جب لوگوں نے دیکھا تو خالی کیڑے ہی کیڑے نظر آرہے تھے فرمایا: کیا فقیری حرام کھانے کے لئے ہے؟

ایسے ماحول میں کوئی خاص حلقۂ ارادت تو نہیں مگر حضرت سید مجتبیٰ میاں صاحب بہت دشوار منزلوں سے گزر کر ایسے مقام پر پہونچے کہ پورے ہندوستان کے لوگ اشرف الاولیاء کے نام سے پکارنے لگے، یہ حضرت مخدوم سمنانی کا خصوصی فیض انکے ساتھ تھا اس لئے تو آپ دشوار گزار راہوں سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ فتح یابی حاصل کرتے تھے۔

زمانہ طالب علمی میں ایک بار کولکاتہ تشریف لے گئے اور وہاں مشہور ہو گیا کہ حضرت خانوادہ مخدوم اشرف سے تشریف لائے ہیں۔ حاجت مند اور ضرورت مند پروانوں کی طرح گرد ونواح سے پہونچنے لگے، آنے والے میں ایک شخص جن کی بچی پر جن مسلط تھا پریشان تھا کہ جب کوئی جھاڑ پھونک کرنے والوں کو گھر لے جاتا تو پہلی یا دوسری سیڑھی پر چڑھتے ہی جن اٹھا کر باہر پھینک دیتا۔ ازیں سبب کوئی عامل تیار نہیں ہوتا تھا چنانچہ جب حضرت سے عرض کیا گیا حضرت نے سوچا اگر نہ جاؤں تو خاندان کی رسوائی ہوگی اور جاؤں تو معاملہ سنگین ہے؟ پھر یہی طے ہوا کہ چلنا ہی ہے چنانچہ تشریف لے گئے اور پہلی اور دوسری سیڑھی چڑھے تو کوئی حادثہ سامنے نہ آنے سے کچھ اطمینان ہوا اور آگے بڑھے اندر سے آواز آئی رک جایئے! میں برہنہ ہوں ستر پوشی کے لئے کپڑا بھیج دیا جائے کپڑا بھیجا گیا بعدہٗ حضرت تشریف لے گئے اس کمرے کے دروازے پر جہاں لڑکی موجود تھی، اس نے سلام پیش کیا اور کہا حضور آپ میں کوئی خوبی نہیں ہے، مگر آپ کے دائیں جانب حضور مخدوم سمنانی اور بائیں جانب حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ جلوہ گر ہیں میں آپکا مشکور ہوں کہ آپ کی وجہ سے ان بزرگوں کی زیارت ہوئی میں درگاہ ہی میں رہتا تھا مگر کچھ لغزش کی بنیاد پر وہاں سے اخراج ہو گیا، آتے ہوئے راستے میں اس لڑکی کو دیکھا اس پر مسلط ہو گیا اور اب میں جا رہا ہوں اس کے بعد لڑکی اچھی بھلی ہو گئی۔

مختصر یہ کہ حضور مخدوم اشرف کا فیضان تھا کہ کتنا ہی دشوار منزل ہو لیکن حضرت کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوتے تھے طرح طرح کے مشکلات اور مشقتوں کو جھیلتے ہوئے دین کے کام کو انجام دیتے رہے اور اسی میں پوری زندگی صرف کئے جس کا بین ثبوت پنڈوا شریف میں دینی درسگاہ سربیلا میں مدرسے کا قیام یہ تمام امور آپکے کاوشوں کے ثمرات ہیں اپنی دینی خدمات کی وجہ سے ملکی یا غیر ملکی پیمانے پر ایک مشہور عالم دین اور ایک عظیم المرتبت پیر تصور کئے جاتے ہیں۔ حرف اخیر کے طور پر یہ دعا ہے کہ مولائے کائنات حضرت کے فیوض وبرکات سے ہم لوگوں کو مستفیض فرمائے بالخصوص عزیزی قادری میاں کو انکا صحیح جانشین بنائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

"اشرف الاولیاء نمبر" کی اشاعت نیک خواہشات
منجانب:
سہیل اشرفی
مہوا سمبھو پٹی، ویشالی (بہار)
موبائل: 09835650272

حضور اشرف الاولیاء سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مفتی محمد شبیر پورنوی قاضی ادارہ شرعیہ ضلع کشن گنج وبانی وسربراہ اعلیٰ دارالعلوم چشتیہ کھگڑہ خانقاہ کشن گنج (بہار)

معبود برحق کو جب کسی شخص سے اپنے دین حق کی اشاعت واستحکام کا کام لینا مقصود ہوتا ہے تو اس کو وسعت فکر ونظر، رفعت علم وپاکیزگی عمل وبلندی حوصلہ اصابت راہ ویقین وہمت واستقلال میں وہ کمال پیدا کر دیتا ہے کہ جو اسکی ہمہ گیری شہرت وعزت کا سبب بن جاتا ہے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ان ہی خوش نصیب انسانوں میں سے ایک ہیں۔

قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص بھی جس کام کے قابل نظر آیا

اس حقیقت کا اعتراف واظہار تصنع وتکلف سے بالکل بالاتر ہے کہ موصوف نے اپنی زندگی کے شب وروز کو معرفت علم وپاکیزگی عمل کے لئے وقف کر دیا تھا۔

اسکی تابندہ مثال بنگال کی سنگلاخ دھرتی پر علم وآگہی کا وہ منارہ ہے جس میں سیکڑوں تشنگان علم وادب کو سیرابی بخشی جاتی ہے جبکہ وسائل کی کمی اور غربا نوش مقام وجنگلات کا وقوع اس کار اہم کے لئے رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

فی الواقع موصوف کو عشق کی جو نعمت حاصل ہے اور ان کی جذبات ومحبت کا اظہار کر رہے ہیں اس کو روحانیت کے مزاج آشنا لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔

یہ بات اس شخص کے لئے کہی گئی ہے جس کے نزدیک سرکار روحی فداہ علیہ التحیۃ والثناء سے عہد وپیمان کر لینا قصر معاصی کو نیست ونابود کر دیتا ہے جو اپنے آقا کے در کا تصور اور اس کا ایک ایک لمحہ اسے مہکتا، مسکراتا وار پُر فضا محسوس ہوتا ہے۔

سرکار دوعالم سے پیمان وفا کر لے
یہ قصر معاصی پھر مسمار نظر آئے

میں معذرت خواہ ہوں کہ اپنے کم علمی وبے بضاعتی ومشغولیات کی کثرت وہجوم افکار کی وجہ سے آپکے شایان شان تحریر نہ کرسکوں گا۔ البتہ اس واقعہ پر اکتفا کرتا ہوں کہ پونہ صوبہ مہاراشٹر میں ایک دیوبندی عالم اپنے کو بریلوی ظاہر کر کے حضور اشرف العلماء کے عقیدت مندوں کی مسجد میں امامت پر گامزن تھا۔ رسول دشمنی تو اس کے پیشواؤں کی سنت تھی ہی۔ ان کی اولاد اور بزرگان دین کے ساتھ ان کے متبعین کی بھی سنت ہوگئی۔

حضرت موصوف جب بھی ان علاقوں میں پہونچتے تو عقیدت مندوں کا میلہ بپا رہتا تھا۔ اس دیوبندی مولوی نے موقع پا کر حضرت کے کچھ لیٹر پیڈ کو ہاتھ کر کے ان پر عقیدت مندوں کے نام غلاظت آمیز جملے لکھ کر متعدد جگہوں سے رجسٹری کر کے لوگوں کے دلوں میں کافی نفرت پیدا کرتا رہا اور آپ جب ان عقیدت مندوں کے ہاں پہونچے تو ان لوگوں کو قریب نہ آتے دیکھ کر دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہے؟ لوگ مائل نہیں ہو رہے ہیں۔

کسی چاہنے والے نے بتایا کہ آپ کے چند ناشائستہ خطوط نے لوگوں کو دوری کا سبب بنا دیا ہے۔ آپ محو حیرت ہوئے کہ وہ خطوط کیسے؟ اور لکھنے وبھیجنے والا کون؟ طلب کرنے پر ان خطوط کو پیش کیا گیا۔ آپ نے کہا یہ ہم نے قطعاً نہیں لکھا اور نہ ہی میرے علم میں ہے۔ البتہ مجھے معلوم ہوتا ہے آپ کے امام کی گندی سازش ہے۔

امام کو طلب کیا گیا اور جلالانہ طور پر نہایت گرجتی ہوئی آواز میں دریافت کیا کہ سچ بتاؤ؟ یہ سازش کس کی ہے؟ تمہاری ہے یا نہیں! پہلے تو اس

نے انکار کیا پھر دوبارہ دریافت کرنے پر خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

بالاخر آپ نے فرمایا سچ بتاؤ ورنہ زمین میں دھنس جاؤ گے اتنا کہنا تھا کہ وہ دیوبندی مولوی گھٹنا تک دھنس گیا۔ پھر دوبارہ دریافت کیا اب بھی بولو ورنہ دھنس جاؤ گے۔ اب کی کمر تک دھنس گیا تب اس نے جرم اقرار کرتے ہوئے معافی کے لئے قدم میں گر گیا۔ سچ کہا ہے حضرت شیخ سعدی نے:

گفتۂ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اسی طرح دھوم نگر ضلع کٹیہار میں دیوبندیوں کی کثرت اور ان کا غلبہ تھا اس کو توڑنے کے لئے چند عقیدت مندوں نے آپ کا دورہ کرایا۔ دو ایک سفر میں دیوبندیت کا بادل چھٹ گیا اور انوار سنیت کی بارش برسنے لگی۔ دیوبندی عالموں کے برسوں کی محنت برباد ہونے لگی۔ جمعہ کا دن تھا آپ جامع مسجد تشریف لے گئے، نمازیوں کی خواہش پر خطبہ پڑھنے جوں ہی ممبر پر چڑھے۔ ایک دیوبندی عالم کھڑا ہو کر یہ جرأت بدتمیزی کیا کہ میں امام ہوں، امامت وخطبہ کا حق مجھ کو ہے! آپ کیوں کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں کی خواہش پر خطبہ کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اب یہ لو ممبر اور لو مسجد میں تو چلا!

آپ ادھر سیدھے اسٹیشن کا رخ کئے ادھر قہر مخدومی کا نزول شروع ہو گیا۔ روزانہ شام ہوتے ہی اس دیوبندی عالم کے مکان پر ڈھیلہ گرنا شروع ہو گیا۔ دوسرا عالم جو اس کے ساتھ دیا اس کے مکان میں آگ لگنے لگی۔ ہزاروں کوششیں کی گئیں مگر یہ بلا دور نہ ہونا تھا، نہ ہوا۔ سچ کہا کسی نے۔

خدا والے جہاں میں زندگی کا نور ہوتے ہیں
وہ خادم بن کے رہتے ہیں مگر مخدوم ہوتے ہیں

آخیر میں اس ولی برحق کے لئے اس دعا کے ساتھ اپنے کلام کا اختتام کرتا ہوں کہ۔

آسمان تیرے لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ تیرے گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆☆☆

منقبت

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا عثمان غنی اشرفی،
گوال ٹولی، سلی گوڑی، دارجلنگ

گدائے کوچہء اشرف بنا لو مجتبیٰ اشرف
خدارا گرنے والے کو سنبھالو مجتبیٰ اشرف
پلادو چشم میگوں سے کہ میں سرشار ہو جاؤں
کرم سے ساغر اشرف اچھالو مجتبیٰ اشرف
گھرا ہوں بحر غم میں ڈوبنے کو ہے میری کشتی
مجھے طوفان کی زد سے نکالو مجتبیٰ اشرف
تمہاری یاد میں کھویا ہوں کیف عشق طاری ہے
مجھے بھی اپنا دیوانہ بنا لو مجتبیٰ اشرف
تڑپتا ہے دل مضطر تمہاری یاد میں آقا
مجھے اب اپنے روضہ پر بلا لو مجتبیٰ اشرف
مشن مخدوم اشرف کا سدا پھولے پھلے آقا
حسد کی آگ سے اس کو بچالو مجتبیٰ اشرف
ہمیشہ بول بالا شاہ سید قادری کا ہو
سدا کام ان سے اپنے دین کا لو مجتبیٰ اشرف
بنالو اپنے عثماں کو بھی کتا اپنی چوکھٹ کا
اسے در در کی ٹھوکر سے بچالو مجتبیٰ اشرف

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء کا حضور حافظ ملت سے روابط

صدر العلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یو. پی.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامدا ومصلیا

حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی زیارت پہلی بار میں نے اس وقت کی جب میں مدرسہ اشرفیہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع اعظم گڑھ (حالیہ ضلع مئو) میں زیر تعلیم تھا۔ وہ اپنے بعض مریدوں کی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ بمشکل ۲۴ر گھنٹے خیرآباد میں ان قیام رہا جسمیں زیادہ لوگوں کے گھروں میں جانے آنے میں صرف ہوگیا۔ وہیں ایک بار انکے والد ماجد مولانا سید مصطفےٰ اشرف کی زیارت کا بھی شرف حاصل ہوا تھا۔ اس وقت خیرآباد میں ان کے بھی چند مریدین تھے...... بعد میں جب میں مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گہنہ میں صدر المدرسین تھا اسوقت حضرت مجتبیٰ میاں ایک دو دن کے لیے محمد آباد تشریف لائے تھے اور مدرسہ ہی میں قیام تھا لیکن ہم مدرسین مدرسہ سے زیادہ محلّہ کے لوگ اپنی حاجات کے لیے ان وقت استعمال کرتے رہے۔ اس وقت میری کتاب ''تدوین قرآن'' چھپ چکی تھی، وہ میں نے حضرت کو نذر کی۔ مدرسہ میں چند منٹ سکون سے اگر بیٹھنے کا موقع انھیں مل جاتا تو اسے جستہ جستہ دیکھ لیا کرتے۔

اس ملاقات کے قبل وبعد بھی دید وشنید کا موقع ملا مگر بہت سرسری۔ اس لیے کوئی خاص گفتگو یا کوئی اہم واقعہ ذہن میں نہیں جو بیاں کرسکوں۔ اجمالی طور ان سے متعلق یہ جانتا ہوں کہ وہ ایک عظیم خانوادہ کی قد آور شخصیت تھے۔

عربی کی ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں حاصل کرنے کے بعد دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں شوال ۱۳۶۰ھ مطابق نومبر ۱۹۴۱ء میں تحصیل علم کے لیے آئے اور شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء میں سند فضیلت حاصل کی۔

نتائج امتحان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اپنے درجہ میں نمایاں صلاحیت رکھتے تھے اور ہر کتاب میں امتیازی نمبر لاتے تھے۔ اس زمانے میں عموما منتہی کتابوں کے ممتحن صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی رضوی (مصنف بہار شریعت)، محدث پاکستان ابو الفضل مولانا سردار احمد گورداسپوری، شمس العلماء مولانا قاضی شمس الدین احمد جعفری جونپوری علیہم الرحمہ ہوتے تھے۔

اور منتہی کتابوں کے اساتذہ درجہ ذیل حضرات تھے:

☆ حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دار العلوم اشرفیہ
☆ مولانا عبدالمصطفےٰ ازہری ابن صدر الشریعہ علیہما الرحمہ
☆ مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری تلمیذ صدر الشریعہ علیہما الرحمہ
☆ مولانا عبدالمصطفےٰ اعظمی " " "

اشرفیہ کی رودادوں مظہر تعلیم وغیرہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ نے اکثر اسباق انھیں حضرات سے پڑھے۔ مزید تفصیل حضرت رفقاء درس اور اس زمانے میں تحصیل علم کرنے والے حضرات سے دریافت ہوسکتی ہے۔ وہ چند ہی حضرات رہ گئے ہیں جن میں ایک حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی دام ظلہ ہیں...... مولانا مجیب اللہ بھاگلپوری، مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا اعجاز احمد خان ادروی، مولانا قاری رضاء

المصطفی اعظمی بھی اس دور کے طلبہ میں تھے۔

حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ نے دارالعلوم سے فراغت کے بعد تبلیغ وخطابت اور طریقت وارشاد کا میدان اپنایا۔ اس میں بھی انھوں نے شاداب اور زرخیز علاقوں کو چھوڑ کر بنجر اور سنگلاخ زمینوں کی آبیاری پر کمر ہمت باندھی۔ یو۔ پی، بہار، بنگال وغیرہ کے ان خطوں کی جانب رخ کیا جہاں ذی علم خطباء اور مرشدوں کا گزر کم ہی ہوتا تھا۔ عموماً ان جگہوں میں جو لوگ ملتے وہ ایک تو ناخواندہ یا کم خواندہ ہوتے اور دوسرے غریب ونادار ہوتے، انھیں علم وعمل سے آراستہ کرنے کے لئے کافی توانائی بھی چاہیئے، ان کی اعرابیت برداشت کرنے کی قوت بھی، مسلسل صبر اور پیہم جدوجہد بھی اور ان سب کے ساتھ ساتھ بے پناہ خلوص وللّٰہیت بھی۔

مگر حضرت ممدوح کی ہمت مردانہ قابل صد آفریں ہے کہ انھیں علاقوں میں پوری زندگی صرف کردی، لوگوں کی مشکلات میں دست گیری کی، انھیں ایمان وعقائد حقہ پر صلابت بخشی، علم وعمل سے آراستہ کیا اور اس شان سے نہ کلفتوں اور مشقتوں کا گلہ نہ تہی دستی کا شکوہ بلکہ مسرت وسرخوشی کا یہ نقشہ:

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

انہوں نے اپنے استاذ گرامی حضرت حافظ ملت اور اپنے مادر علمی دارالعلوم اشرفیہ سے رابطہ بھی ہمیشہ استوار رکھا۔ اور ناسازگار ماحول میں بھی انہوں نے اور ان کے برادر عزیز حضرت مولانا سید حامد اشرف اشرفی جیلانی علیہما الرحمہ نے استاذ گرامی اور دارالعلوم کی حمایت جاری رکھی...... ان حضرات نے عرصہ دُراز تک حافظ ملت کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ ان کے رسوخ علم کے ساتھ ان کے کردار وعمل کی پختگی، اخلاق کی بلندی، سادات کے ساتھ محبت وعقیدت، خانوادۂ اشرفیہ کے لئے بے پناہ جذبۂ احترام ونیاز مندی، ان کے بلند پایہ جذبۂ اخلاص اور روحانی رتبہ وکمال سے بھی آشنا تھے دوسری طرف یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ بے دینی اور بدمذہبی کا جو طوفان اسلامی آبادیوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا جارہا ہے اس سے مقابلہ کی جو اسپرٹ اور دینی وعلمی خدمت کی جو لگن اس بوریا نشین کی بارگاہِ فیض میں پیدا کی جاتی ہے وہ ملک بھر میں کہیں اور نظر نہیں آتی اس لئے اس ادارے کی توسیع اور اس کی فیضان عام تر کرنا وقت کا سنگین تقاضا اور ملت کی اہم ضرورت ہے۔

ان ہی مشاہدات واحساسات کا یہ اثر تھا کہ ان حضرات کے جذبۂ محبت وحمایت پر کبھی گرد تک نہ لگ سکی اور ان کے خلوص کا سونا ہمیشہ تابناک رہا۔ (بشکریہ مفتی کمال الدین اشرفی)

☆☆☆☆☆

موبائل: 0988930277

رفید ایجو کیشنل اکیڈمی

مولانا عبدالباری ندوی اشرفی (ڈائیریکٹر)

اشرف الاولیاء نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات ہم

اشرف ملت حضرت علامہ سید محمد اشرف اشرفی جیلانی

اور مولانا عثمان غنی اشرفی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

کچھ نقش تری یاد کے باقی ہیں ابھی تک

حضرت مولانا محمد قاسم اشرفی مصباحی شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ رؤفیہ دھامنگر شریف ضلع بھدرک (اڑیسہ)

* * *

مت سہل انہیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے
نگاہیں کاملوں پڑہی جاتی ہیں زمانہ کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہا ہوکر

شیخ المشائخ اشرف الاولیاء حضور سیدی وسندی، مرشدی حضرت علامہ الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سرہ العزیز کی عظمت شان رقم کرنا راقم الحروف کے بس کی بات نہیں۔ تاہم سعادت مندوں کی ایک طویل فہرست میں اپنانام درج کروانے کے لئے شکستہ تحریر کے ساتھ احقر حاضر ہوگیا ہے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جہاں آل نبی ہونے کی وجہ سے نسبی شرافت وبزرگی کے حامل تھے وہیں ایک جید عالم باعمل، ہادیٔ شریعت بھی تھے اور شریعت کی راہ مستقیم پر گامزن رہ کر ریاضت ومجاہدہ کے سبب راہِ طریقت کے بھی آپ ممتاز شیخ الشیوخ تھے۔ آپ کی شخصیت بناوٹی صوفیوں، جاہل اور ڈھونگی پیروں سے بہت دور تھی۔ آپ کا شمار ان مشائخ عظام میں تھا جن کے لئے فرمایا گیا ''تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجائے''۔ دنیا کی بقا اور دنیا کی نعمتیں بھی صدقہ ہیں ان ہی پاک طینت نفوس قدسیہ کا: چنانچہ ارشاد رسول پاک ﷺ ہے''**بهم تمطرون وبهم ترزقون** ''ان ہی کی برکتوں سے تمہیں بارش عطا کی جاتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ دوسری جگہ فرمان رسول ہے''**لاتقوم الساعة حتیٰ يقال في الارض الله الله** ''زمین میں جب تک اللہ اللہ کا ورد ہوگا اسوقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی''۔

ایک عالم باعمل شیخ طریقت کی موت پر بمطابق حدیث پاک سمندر کی مچھلیاں بھی نوحہ کناں اور دعائے مغفرت میں مشغول ہوتی ہیں۔ کیونکہ مچھلیوں کی حیات پانی سے ہے۔ اور پانی کا نزول ان ہی پاک نفوس کے دم قدم سے ہے۔ گویا مچھلیوں کی زندگی بھی صدقہ ہے علماء عاملین ومشائخ کے وجود کا۔

آج سمندر کی مچھلیاں تو اشرف الاولیاء کو یاد کریں مگر ہم انکے خانہ زاد غلام اور پیر وکار ہوکر ان کے احسانات کو فراموش کرجائیں یہ بڑی بے انصافی اور اللہ کے نعمتوں کی ناشکری ہوگی۔

آقائے دوعالم ﷺ کا فرمان ہے۔''**من لم يشكر الناس لم يشكر الله** '' جولوگوں کا شکریہ ادانہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکریہ ادانہیں کرتا۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ان علماء ومشائخ میں سے تھے جن کے بارے میں فرمایا گیا۔''**اتبعوا العلماء فانهم سراج الدنيا ومصابيح الآخرة** '' تم علماء عاملین کی پیروی کروکیونکہ وہ دنیا کے چراغ اور آخرت کی قندیل ہیں۔'' بلاشبہ آپ زمین کے ستارے تھے امت مسلمہ کے ستون اور سفینۂ اسلام کے ناخدا تھے۔ آپ کا دیدار عبادتِ الٰہی تھا اور اجر بے پایاں کا حامل تھا۔ حدیث پاک میں ہے''**من زار بيت المقدس محتسبا اعطاه الله اجر الف شهيد** ''جس نے اخلاص کے ساتھ بیت المقدس کی زیارت کی اللہ تعالیٰ اسے ہزار شہیدوں کا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔''**ومن زار عالماً فكانما زار**

بیت المقدس'' اور جس نے کسی عالم باعلم کی زیارت کی گویا اس نے بیت المقدس کی زیارت کی۔ حدیث مذکور کا انداز بیان بتارہاہے کہ علماء ومشائخ کی زیارت اور دیدار پر بھی رب تعالیٰ مثل زیارت بیت المقدس اجر بے حساب عطا فرماتا ہے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات کریمہ مثل شمع تھی۔ جہاں کہیں آپ نزول اجلال فرماتے، پروانے گھیرا ڈال دیتے، ویرانہ شہر بن جاتا، میلہ اور ہجوم اکٹھا ہوجاتا، اور جب آپ کوچ کر جاتے تو شہر ویران سا ہوجاتا۔ اور کیفیت یوں ہوجاتی کہ

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا
نہ وہ دل ہے اب نہ وہ دلربا، رہی زندگی سو وبال ہے

اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے زندگی بھر مسلک حق کا پرچار کیا۔ باطل اور طاغوتی طاقتوں کے سامنے ہمیشہ سینہ سپر رہے۔ سلسلۂ بیعت وارشاد سے خلق خدا کو فیضیاب فرمایا۔

سرزمین پنڈوہ شریف، مالدہ (بنگال) جہاں غربت وافلاس کی وجہ سے لوگ علم کی روشنی سے دور ہوکر جہالت کے اندھیرے میں بھٹک رہے تھے، آپ نے اسی سرزمین کو اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کے لئے منتخب فرمایا اور ''مخدوم اشرف مشن'' کی بنیاد ڈال کر اس کی تعمیر وترقی کے لئے بھرپور جدوجہد فرمائی۔ الحمدللہ! آج شہزادۂ حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرفی جیلانی دام ظلہ النورانی نے اپنے والدگرامی کی اس عظیم دینی یادگار کو اپنے شب وروز کی مساعی جلیلہ سے اتنا پروان چڑھایا کہ ''جنگل میں منگل'' کی زندہ مثال قائم فرمادی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے سرزمین مالدہ کو علم وفضل اور رشد وہدایت کی تخم ریزی سے لالہ زار بنادیا۔ آج وہاں حفظ وقرأت سے لیکر تکمیل درجات نظامیہ کی عمدہ تعلیم کا معقول انتظام ہے۔

آج کے دور پرفتن میں جیب بھرو پیر تو ہر گلی کوچے میں نظر آتے ہیں مگر راہ خدا میں اپنی جیب سے خرچ کرنے والے پیر بہت کم ہیں۔ مالدار اور سیم وزر والے علاقوں پر قبضہ کرنے والے پیر تو بہت ہیں، مگر غریب علاقہ کو اپنے دامن میں جگہ دینے والے پیر بہت کم ہیں۔

ایک مرد کامل، درویشانہ زندگی، فقیرانہ طرز عمل، امانت ودیانت اور توکل کو اختیار فرماتے ہوئے ''مخدوم اشرف مشن'' کی بنیاد ڈال کر کتنا کامیاب ہوا اس کا فیصلہ راقم الحروف نہیں بلکہ ارباب نظر اور صاحبان بصیرت ہی کریں گے۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

مسند بیعت وارشاد پر جلوہ فگن ہوکر فیوض وبرکات اور رشد وہدایت کا پیغام دلنواز خلق خدا کو پہونچانا اور انہیں حرام وناجائز کاموں کے ارتکاب سے روکنا یقیناً ابدی وسرمدی سعادتوں کا ذریعہ ہے، مگر یہ بڑا صبر آزما کام ہے۔ اس وادی میں قدم رکھنے کے لئے بہت سے اوصاف وکمالات کا حامل ہونا ضروری ہے۔ آیات قرآنیہ اور احادیث طیبہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس بار عظیم کو اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں حق وباطل، ایمان وکفر، صحیح وسقیم نیکی وبدی، اچھے اور برے کی شناخت ہو اسے یہ بھی علم ہو کہ فلاں چیز گناہ اور فلاں کار ثواب ہے۔ یونہی اس کے اندر حلم وبردباری اور قوتِ برداشت بھی ہونی چاہئے۔ تاکہ کسی کی گستاخی اور اہانت آمیزی پر تنگ دل نہ ہو کہ اس بار عظیم کی انجام دہی سے اعراض کر جائے۔ وہ ایسے صبر وضبط کا پیکر ہو کہ اذیتوں اور مشقتوں پر دامن صبر چھوڑ نہ دے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ تواضع وانکساری اور عجز وخاکساری کا خوگر ہو اور بغض وکینہ، حسد اور کبر ونخوت سے دور ہو۔ تاکہ لوگ اس کی صحبت سے متنفر ہوکر دور نہ ہوجائیں۔ جب تک دل میں نفسانیت کا ذرہ برابر عنصر رہے گا اس وقت تک اس کا دل شمع الٰہی سے ہرگز منور نہیں ہوسکتا۔ احادیث کریمہ

اور معمولات بزرگان دین سے پتہ چلتا ہے کہ مرشد طریقت کے لئے نفس کشی بنیادی طور پر لازم ہے بایں ہمہ اوصاف وہ رحمت ونرمی اور خوش دلی وخوش مزاجی سے بھی متصف ہو، کیونکہ یہ وہ اوصاف ہیں جو سخت دلوں کو موم بنا کر انہیں اپنی طرف مائل کرلیا کرتے ہیں۔ نیز عفوودرگزر اور بخشش وعطیات کی دولتِ بے بہا اسے میسر ہوتا کہ قوم کا سرکش فرد بھی اس سے فیض لے سکے۔ ان تمام اوصاف حمیدہ اور اخلاق جمیلہ کے ساتھ سب سے اہم وصف یہ بھی ہو کہ اللہ عزوجل اور حضور ﷺ کی رضا اور خوشنودی کا جذبہ اور خلوص نیت ہر کام میں پیش پیش ہو۔ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات کریمہ مذکورہ تمام اوصاف فاضلہ کی حامل تھیں آپ کی حیات مبارکہ میں پیش آنے والے واقعات اور آپ کے شب وروز کے معمولات ان تمام اوصاف مذکورہ کو اجاگر کرتے نظر آرہے ہیں۔ بخوف طوالت ذیل میں چند واقعات اور معمولات کی صرف ہلکی جھلک پیش کی جارہی ہے۔

اشرف الاولیاء بحیثیت جید عالم ومناظر:-

۱۹۹۴ء میں مدرسہ غوثیہ روٗفیہ دھامنگر شریف (اڑیسہ) کے سالانہ اجلاس کے موقع پر راقم الحروف کی دعوت کو شرف قبول عطا فرماتے ہوئے جب آپ تشریف لائے تو ایک نشست میں آپ نے حج بیت اللہ کے سفر کا ایک واقعہ یوں بیان فرمایا کہ "مدینہ منورہ کی سرزمین پر ایک عربی شخص کو کھڑے ہوکر استنجاء کرتے ہوئے میں نے دیکھا، اور استنجاء کے بعد جب عربی زبان میں اس سے کلام کرنا شروع کیا تو اس نے بھی اپنی مادری زبان (عربی) کا استعمال کیا۔ اب طرفین سے مناظرانہ انداز میں سوال وجواب شروع ہوا۔ باوجودیکہ وہ شخص عربی تھا اس کی زبان عربی تھی مگر اپنے مدمقابل (حضور اشرف الاولیاء) کو فصاحت وبلاغت اور سلاست کے ساتھ عربی زبان میں جب دلائل کے ساتھ کلام کرتے دیکھا تو وہ بڑا حیران اور ششدر رہ گیا اور مغلوب ہوکر اپنی غلطی کے اعتراف کے ساتھ اشرف الاولیاء کی زبان دانی اور حق گوئی کا قائل اور معترف ہوگیا۔

ہجوم مشاغل اور خدمت خلق کے باعث کتابوں کی ممارست سے اگرچہ ایک گونہ دوری پیدا ہوگئی تھی مگر عربی قواعد واصول اور مسائل پر حضور اشرف الاولیاء کی گرفت تازیست بڑی گہری تھی۔ اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ عربی زبان انتہائی مشکل زبان ہے۔ اس میں مہارت حاصل کرنے کیلئے بیک وقت علم نحو، علم صرف علم بلاغت، علم لغات کی ضرورت ہوتی ہے۔ عربی النسل کے لئے تو یہ زبان کوئی مشکل نہیں کیونکہ اس کی زبان ہی عربی ہے۔ مگر باشندگان عجم کے لئے عربی بولنا اس وقت تک ضرور متعذر ہے جب تک کہ وہ متعدد علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کرکے مشق نہ کرلے۔

واقعہ مذکورہ سے پتہ چلا کہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جاہل پیروں اور صوفیوں کی طرح نہیں تھے بلکہ آپ میدان علم کے شہسوار اور فن مناظرہ سے بھی بدرجہ اتم واقف تھے۔

دوسری نظیر:-

ہندوستان کی مایہ ناز درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ میں حضور اشرف الاولیاء ابتداً بموقعہ امتحان سالانہ عربی درجات کے طلبہ کا امتحان لینے کے لئے مدعو ہوتے تھے ارکان اشرفیہ کا بحیثیت ممتحن حضور والا کو مدعو کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اہل علم کی نگاہوں میں بھی علمی حیثیت سے آپ کا مقام بلند تھا۔ آپ کا سینہ علم نبی کا مدینہ تھا۔ کیوں نہ ہو کہ علم شریعت کے زینہ کو عبور کئے بغیر ولایت کی منزل میں قدم رکھنا ناممکن ہے۔

صبر واستقلال:-

احقر کی تعلیم کا زمانہ تھا اسی دوران معلوم ہوا کہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے بڑے فرزند ارجمند کو کچھوچھہ مقدسہ میں خود

آپ کے مکان کے پاس دن دھاڑے شکم میں چھری گھونپ کر ظلماً کسی نے شہید کر ڈالا مگر حضور اشرف الاولیاء کے صبر و استقلال کا عالم یہ تھا کہ آپ نے کوئی کیس مقدمہ اور قانونی چارہ جوئی کا سہارا نہ لیا۔ آپ زار وقطار روتے اور برابر یہی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ اس کا انصاف فرمائے گا۔

قارئین غور فرمائیں کہ آج کے دور میں کون ہوگا جو ظالمانہ قتل کے خلاف قانونی چارہ جوئی نہ کرے؟ اور قاتل کو کیفر کردار تک پہونچانے کے لئے ہر ممکن سعی نہ کرے؟ مگر یہ صبر آپ ہی کا حصہ تھا کہ لخت جگر کو زندگی سے محروم کر دیا گیا۔ ہمیشہ کے لئے انہیں ابدی نیند سلا دیا گیا مگر دامن صبر آپ کے ہاتھوں سے نہیں چھوٹا۔ جب اس عظیم سانحۂ ارتحال پر آپ نے ''استعینو ابالصبر'' پر عمل فرماتے ہوئے صبر علی المصیبۃ کا ثبوت پیش فرمایا تو زندگی کی اور کس اذیت ومشقت پر آپ نے ''صبر'' کا دامن چھوڑا ہوگا؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تبحر علمی اور تشخص کا اعتراف:-

یوپی کی سرزمین پر جب رضویت اور اشرفیت کے درمیان کچھ متعصبین نے نفرت وعداوت کی دیواریں کھڑی کر دیں اور فریقین میں سے بعض کو بعض سے سخت بغض وعناد پیدا ہوگیا تو ایسے پر آشوب ماحول میں بھی حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے اپنے شہزادے حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرفی جیلانی کو حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت پر پی ایچ ڈی کرنے کی اجازت مرحمت فرما کر یہ ثابت کر دیا کہ اعلیٰ حضرت کا علمی تبحر اور تفقہ فی الدین حتیٰ کہ آپ کا سراپا گرانقدر اور قابل تقلید وریسرچ ہے اور یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ متعصبین کی راہ کج سے آپ بہت دور ہیں۔

حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا دنیائے سنیت پر جو احسان عظیم ہے اس کا صلہ رضویت سے بغض وعناد رکھنے والوں نے جس اختلاف سے دیاوہ انتہائی افسوسناک ہے یونہی حضور اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں اور حضور محدث اعظم ہند وسرکار کلاں علیہم الرحمہ کے احسانات کا بدلہ ان سے بغض رکھنے والوں نے جس نفرت وشدت پسندی سے دیا اس سے فاضل بریلوی اور حضور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمہ کی روح شاید خوشی سے جھوم رہی ہوگی۔

کاش یہ متعصبین حضور اشرفی میاں اور فاضل بریلوی علیہما الرحمہ کے مابین وارفتگی محبت اور احترام وعقیدت کا مطالعہ تاریخ کے اوراق میں انصاف پسندی سے کرتے تو ایک دوسرے سے دوری کی بجائے قرب بڑھتا۔ اور ہماری جماعت کا اتحاد پارہ پارہ نہ ہوتا۔ اور ہم ایک عظیم طاقت بنکر غیروں کے مقابل کھڑے ہوتے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی ذات کریمہ منصف مزاج اور حق شناس تھی۔ آپ کا قلب اطہر بیجا بغض وعناد سے پاک تھا۔ اپنوں کے لئے آپ ''رحماء بینھم'' کے مصداق تھے اور اغیار کے لئے ''اشداء علی الکفار'' کی تصویر تھے۔ آپ کی ذات ''سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود'' کی آئینہ دار تھی۔ آپ کے دل میں چھوٹوں کے لئے شفقت کا جذبہ اور بڑوں کے لئے عظمت واحترام تھا۔ آپ اپنی انا کو فنا کر کے تواضع وخاکساری کا پیکر بنے ہوئے تھے اس وصف سے آپ کو بے پناہ رفعت ملی۔ اور کیوں نہ ملتی کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ''جو تواضع اور عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتا ہے۔ اور جو خود سے بڑا بننے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گرا دیتا ہے۔

علماء حق کا اشرف الاولیاء کی بیعت قبول کرنا:-

یہی وہ اوصاف ہیں جن کے باعث علماء حق کی کثیر جماعت آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئی۔ آج کے ماحول میں جاہل اور بے عمل پیروں کی برساتی کیڑوں کی طرح بہتات ہے۔ ان کے جالوں میں بھولی بھالی عوام تو پھنس جاتی ہے مگر علماء حق ان سے

کتراتے اور حسب موقع وضرورت عوام کو ان سے ہوشیار رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔ مگر اشرف الاولیاء کی خلوت وجلوت اور لیل ونہار کے معمولات کو شریعت وسنت کے مطابق پاک علماء کا ایک بڑا گروہ صرف آپ کا گرویدہ ہی نہیں بلکہ آپ کے سلسلے سے وابستہ ہوگیا۔

ارشاد رسول پاک ﷺ "لاتجمع امتی علی الضلالة" (میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی) کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ علماء حق کی کثیر جماعت کا آپ کے دست حق پرست پر بیعت قبول کرنا آپ کی استقامت کی بین دلیل ہے۔ اور یہی استقامت اصل کرامت اور امیت وافضلیت کا سبب ہے۔

تسخیر اجنہ:-

انسان جب علم وعمل اور ریاضت ومجاہدہ کے سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہوکر رہ جاتا ہے تو بمطابق حدیث پاک "من کان للہ کان اللہ لہ" خدا اور اس کی ساری کائنات اس انسان کا ہوکر رہ جاتی ہے۔ اور جن وانس بھی اس کے زیر نگیں اور تابع ومحکوم بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے شہزادے حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرفی جیلانی کے ساتھ جب مدرسہ غوثیہ رؤفیہ دھامنگر شریف بھدرک (اڑیسہ) کے سالانہ اجلاس میں نزول اجلال فرمایا تو راقم الحروف کے ایک اسٹاف جناب ماسٹر عبدالحکیم صاحب نے حضرت کی دعوت کا بڑا پرتکلف اہتمام کرتے ہوئے حضرت کو مدعو کرنا چاہا۔ پیرانہ سالی اور سفر کی تھکان کی وجہ سے حضور اشرف الاولیاء بہ نفس نفیس اس وقت دعوت میں تشریف نہیں لے گئے مگر وعدہ ضرور فرمایا کہ میں کسی وقت ماسٹر صاحب کے گھر ضرور جاؤں گا۔ اس دعوت میں آپ کے شہزادے اور مدرسہ غوثیہ رؤفیہ کے چند اسٹاف ماسٹر صاحب کے گھر گئے۔ اور طعام ماحضر تناول فرماکر سب واپس آگئے۔ دوسرے دن حضور نے خود ہی فرمایا کہ ماسٹر عبدالحکیم صاحب کے گھر چلنا ہے۔ چنانچہ رکشہ لایا گیا اور آپ بذریعہ رکشہ ماسٹر صاحب کے گھر پہونچے۔ ادھر ماسٹر صاحب نے بھی سوچا کہ موقعہ بڑا اچھا ہاتھ آیا ہے کیوں نہ موقعہ کی نزاکت سے استفادہ کیا جائے۔ ماسٹر صاحب کی پریشانی یہ تھی کہ انکے ایک گھر میں برسوں سے جنون کا بسیرا تھا دن دہاڑے عجیب وغریب ڈراؤنی شکل اس گھر میں کبھی بندر، کبھی سانپ، کبھی دوسری ڈراؤنی مخلوق بنکر نظر آتی تھی۔ دن کے اجالے میں بھی کسی کو اس گھر میں قدم رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ تمام اہل خانہ پریشان اور خوف زدہ تھے۔ ماسٹر صاحب نے حضور کی دعوت کا اہتمام اور قیام کا انتظام بھی اسی گھر میں بہت سوچ سمجھ کر کیا تھا۔ مگر یہ بات کسی کو ماسٹر صاحب نے بتائی نہیں تھی۔ پہلے دن تو شہزادۂ حضور اشرف الاولیاء کا اس گھر میں بابرکت قدم پڑا۔ اور دوسرے دن حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا چند لمحہ قیام اس گھر میں ہوا۔ ماسٹر صاحب نے حضور اشرف الاولیاء سے بھی اپنی گھریلو پریشانی پوشیدہ رکھی تھی۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے والے درویش حق آگاہ سے یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی۔ آپ نے اسی گھر میں لگے بستر پر خلوت میں تھوڑی دیر آرام فرمایا۔ پھر اپنی قیامگاہ پر واپس تشریف لے آئے جب کچھ دن گزر گئے تو ماسٹر صاحب نے ازخود حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی اس کرامت کو بیان فرمایا اور کہا کہ الحمدللہ میرے اس گھر کی پریشانی دودوآل رسول کے بابرکت قدم سے ہمیشہ کے لئے دور ہوگئی اور میرے دل کا ارمان پورا ہوگیا۔ میں نے سمجھ لیا کہ واقعی حضور کی ذات والاصفات بے پناہ عظمت وبزرگی کی حامل ہے۔

دلوں کے خطرات پر مطلع ہونا:-

۱۹۸۷ء کی بات ہے جب راقم الحروف جامع اشرف کچھوچھہ شریف میں تدریسی خدمات پر مامور تھا۔ اسی سال شہزادۂ حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرفی

جیلانی صاحب قبلہ کو رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا تھا۔ دعوت نامہ ہر طرف پھیلا دیا گیا۔ مگر راقم الحروف کے پاس ابھی دعوت نامہ نہیں پہونچا تھا۔ شادی میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تھا۔ پچھلے دنوں کی طرح اس دن بھی میرے رفقاء طنز و مزاح کرتے اور چٹکیاں لیتے کہ "دعوت نامہ ہر طرف تقسیم کیا جاچکا مگر تعجب ہے کہ آپ (راقم الحروف) اشرف الاولیاء کے مرید ہونے کے باوجود فراموش کیوں کردیئے گئے؟ طنز و مزاح کا یہ جملہ نشتر بنکر دل میں چبھتا تھا۔ شادی سے ایک یوم قبل کی بات ہے کہ احقر اپنے ان ہی رفقاء کے ساتھ جامع اشرف کے دالان میں چہل قدمی کررہا تھا کہ یکا یک ایک جیپ جامع اشرف کے صحن میں آکر رکی، دیکھا کہ اس میں حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ تشریف فرما ہیں۔ یہ خادم قریب ہوکر سلام وقدمبوسی عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی قاسم! تم اپنے عزیز ہو تم میرے ہو۔ دعوت تو غیروں کو دی جاتی ہے تمہارے پاس بجائے دعوت نامہ کے فقیر خود آگیا ہے۔ کل تمہارے بھائی جان کا نکاح ہے چل کر انتظامات وغیرہ میں ہاتھ بٹانا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ طنز ایک مرید پر ہو رہا ہے اور اطلاع پیر و مرشد کو ہو رہی ہے۔ اس سے آپ کی قوتِ کشف کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ راقم الحروف حضور کے قدم کی خاک کے برابر بھی نہیں۔ مگر کمتر اور چھوٹوں کو نوازنے کی عادت کریمہ تو آپ ہی کے خاندان اور نانا جان کی سنت رہی ہے۔ اور اس سنت پر حضور اشرف الاولیاء بھی مضبوطی سے عمل پیرا تھے۔ طنز کا جواب تو کسی اور طریقہ سے دیا جاسکتا تھا مگر از خود آپ کی تشریف آوری کچھ اور مقام رکھتی ہے۔

مریدوں کی شناخت:۔

۱۹۷۷ء میں راقم الحروف کو حضور اشرف اولیاء علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل ہوا۔ اسکے بعد تقریباً نو برس تک حضور سے احقر کی ملاقات نہیں ہوسکی۔ بیعت کے بعد پہلی ملاقات ۱۹۸۶ء کے اواخر میں جودھپور راجستھان میں ہوئی جب آپ دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور کے سالانہ اجلاس میں مدعو ہوئے تھے ان دنوں احقر اسی دارالعلوم میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا۔ حضور کی قیام گاہ پر پہنچ کر احقر نے سلام وقدمبوسی کا شرف حاصل کیا۔ بغیر کسی کلام وتعارف کے آپ نے فرمایا "کیا تم صلاح الدین کے لڑکے ہو؟ راقم الحروف نے عرض کیا جی حضور! مقام حیرت ہے کہ کہاں بہار کا سہرسہ ضلع اور اسکا ایک عام کسان صلاح الدین نام کا۔ اور کہاں جودھپور راجستھان میں مقیم اس عام کسان کا ایک فرزند، پھر ایک لمحہ کی ملاقات بموقعہ بیعت نو برس پہلے ہوئی تھی اس کے باوجود آپ نے پہچان ہی لیا۔ تھوڑی دیر کے لئے احقر بھی حیرت میں پڑ گیا۔ مگر یہ حیرت اسوقت دور ہوگئی جب حاضرین میں سے کسی نے برجستہ پوچھ لیا کہ حضور نے کیسے پہچان لیا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ "وہ پیر، پیر کیا جو اپنے مریدوں کو نہ پہچانے"۔ سبحان اللہ! ناظرین غور فرمائیں کہ اس دنیا میں حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے علم وادراک کا یہ حال ہے تو عالم برزخ میں آپ کے علم وادراک کا کیا حال ہوگا جہاں خواص تو خواص، عام مومنوں کے علم وادراک میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے۔

بطور ثبوت چند واقعات کی جھلکیاں ہدیۂ ناظرین کرتا ہوا احقر ان ہی پر اکتفا کرتا ہے۔ اس اعتراف کے ساتھ کہ۔

ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے
جمال یار کی زیبائیاں ادا نہ ہوئیں

رب قدیر کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور اشرف الاولیاء کی تربت اقدس پر صبح و مساء اپنی رحمتوں کے پھول برسائے اور آخرت میں ان کا سایہ کرم راقم الحروف کے سر پر جلوہ فگن رہے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء کی دینی خدمت کے بعض گوشے

حضرت مولانا مفتی آل مصطفیٰ مصباحی خادم تدریس جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو

یہ ہمارے اور قرب وجوار والوں کے لئے فخر ومسرت کی بات ہے کہ ہمارے یہاں علماء ومشائخ کی آمد کا سلسلہ برابر رہا۔ شعور کی آنکھیں کھولنے کے بعد ہمارے یہاں جن حضرات علماء ومشائخ کی تشریف آوری کے چرچے بہت دنوں تک سننے میں آتے رہے ان میں (۱) حضرت سید مصطفیٰ علی رشیدی سبز پوش سجادہ نشیں خانقاہ رشیدیہ، جون پور شریف، (۲) ملک العلماء خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری (۳) سرکار کلاں حضرت سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی (۴) قطب پورنیہ علامہ سکندر علی رشیدی (۵) شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی (۶) علامہ غلام یاسین رشیدی، قدس اسرارہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

میرے والد گرامی استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین اشرفی لطیفی مدظلہ العالی، شاگرد رشید خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء قدس سرہ (جو ایک جید عالم دین، شریعت پر عامل اور نام ونمود سے دور، دین کے مخلص وبے لوث خادم ہیں) نے اپنے آبائی وطن اور سسرالی گاؤں کا ماحول دینی وعلمی بنانے اور لوگوں کو علم دوست بنانے میں بڑی کوششیں فرمائیں جس کی وجہ سے خانقاہوں کے وارثین اور علماء متین کی دعوتیں وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی تھیں۔ گاؤں اور قرب وجوار کے لوگوں کو بھی فیضیاب ہونے کا موقع ملتا تھا۔ اور یہ سلسلہ بحمدہ تعالیٰ اب بھی قائم ہے۔ میں نے اپنے گھر تشریف لانے والوں میں جن حضرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اب وہ اس دار فانی میں نہیں ان میں اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا سراپا اب بھی ذہن پر نقش ہے۔

چہرہ خوبصورت وجیہہ وبارعب، زلف سیاہ، داڑھی گھنی، جسم شحیم، قد اونچا، آواز گرج دار یہ تھے ان کے ظاہری خدوخال، ایک عظیم معروف گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ ہمارے گھر کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ کئی بار تشریف لائے جب بھی مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم سونا پور جورا جوا (جہاں والد گرامی صدر المدرسین کی حیثیت سے تدریسی خدمات انجام دیتے تھے اور اب ضعیفی کی وجہ سے یہ خدمت انجام نہیں دے پاتے) کے سالانہ جلسے میں تشریف لاتے۔ یا قرب وجوار کے کسی پروگرام میں، تو والد صاحب کی دعوت پر ہمارے بھی گھر تشریف لاتے، پھر تو لوگوں کی آمد ورفت کا ایک سلسلہ ہوتا۔ چائے ناشتے کے بعد ہی لوگوں کا آنا جانا شروع ہو جاتا، جس میں پریشان حال، مصیبت زدہ، خصوصاً سحر اور آسیب زدہ لوگ اپنی اپنی پریشانی بیان کرتے اور حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ انھیں تعویذ عنایت فرماتے۔ یا پانی کی بوتل میں دم کرتے، کبھی مریض پر دم کرتے یوں تو ہر بزرگ عالم یا شیخ طریقت کی آمد پر لوگوں کی بھیڑ جمع ہوتی۔ مگر تعویذ لینے والوں کا اتنا بڑا ہجوم حضرت مجتبیٰ میاں کی آمد پر ہوتا کیونکہ ان کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہ دعا تعویذ کے میدان کے شہسوار ہیں۔ جو تشخیص فرمادیتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے اور ان کے تعویذ میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ والد گرامی کبھی اندر جاتے کبھی باہر آتے۔ قسم قسم کے کھانے پکواتے، مجتبیٰ میاں فرماتے تھے کہ مولانا شہاب الدین کے یہاں آکر میں اپنے گھر کی طرح اطمینان کی سانس لیتا ہوں۔ والد

صاحب کے گہرے تعلقات کے علاوہ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہمارا گھر دیہات میں ہونے کے باوجود بحمدہٖ تعالیٰ صاف ستھرا ماحول قدیم تہذیب کا آئینہ دار، علماء ومشائخ کی بارگاہوں کے آداب سے واقفیت اوران کے حسب مراتب خاطر مدارات کا خصوصی خیال رکھا جاتا ہے۔ بقول حضرت شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب سجادہ خانقاہ اشرفیہ ''کہ یہ تو اشرف دیہات ہے'' کبھی ایسا ہوتا کہ بعض سخت قسم کا آسیب زدہ یا سحر زدہ والد صاحب سے سفارش کرواتا کہ آپ گزارش کردیں تو میرا مشکل کام بن جائیگا۔ ہمارے یہاں کبھی ایک روز کبھی دو تین روز قیام فرماتے ۔ پھر وہاں سے پروگرام کے مطابق دو چار روز تک قرب وجوار کے پروگرام رہتا۔ بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری رہتا۔ ان کے پاس متصلب سنیوں کے علاوہ کچھ بدمذہب اور صلح کلی مزاج کے لوگ بھی تعویذ کے لئے آتے اور جب حضرت کی تعویذ سے فائدہ ہوتا تو پھر دوسرے پروگرام میں حضرت سے ملاقات کرکے ان سے مرید ہوجاتے۔ اور متصلب سنی بن جاتے اسی طرح ان کی تعویذ نویسی مسلکی خدمت کا بہترین ذریعہ ہوتی میرے علم میں کئی ایسے سحر زدہ یا آسیب زدہ ہیں جو حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ کے تعویذ ودعا سے بالکل اچھے ہوگئے۔ میری ایک خالہ زاد بہن ہے سحر (جادو) نے ان کی زندگی کی قرار چھین لی تھی۔ شروع میں میرے خالو نے مرض سمجھ کر انکے علاج معالج میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن جب افاقہ نہ ہوا تو پنڈوا شریف لیجا کر حضرت مجتبیٰ میاں سے تعویذ دعا کروائی گئی۔ بحمدہٖ تعالیٰ چند مہینوں میں وہ صحت یاب ہوگئیں۔ میرے خالو کے گھر سرکشی جنوں کا دورہ بھی تھا۔ چنانچہ میرے والد گرامی علامہ محمد شہاب الدین اشرفی مدظلہ العالی نے بتایا کہ حضرت مجتبیٰ میاں اس وقت تک اعظم نگر نہیں گئے تھے، ہمارے یہاں آئے ہوئے تھے میرے ساڑھو کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ لحیم شحیم آدی کہاں کے ہیں؟ میں نے کہا اعظم نگر کے اور میرے ساڑھو ہیں۔ فرمایا ان کو بلایئے۔ میں نے بلایا وہ آئے تو انگلیاں دیکھ کر فرمایا کہ آپ کے مکان کے دکھن جانب ایک بڑی جھیل ہے ۔ فلاں جانب فلاں قسم کا درخت ہے۔ آپ کا محلہ شمالی وجنوب واقع ہے۔ اس طرح تفصیل ذکر کرکے فرمایا کہ آپ کے گھر جو کھانا پکتا ہے اس کا رنگ کبھی کبھی پیلا ہوجاتا ہے۔ آپ جو روپے بکس میں رکھتے ہیں گم ہوجاتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو میرے ساڑھو نے ان سب باتوں کا اعتراف کیا۔ پھر حضرت کی ترکیب ودعا تعویذ سے اجنہ کا راستہ رکا اور آج تک جنوں کی شرارت سے ان کا گھر محفوظ ہے۔

الغرض کتنوں کی بگڑی بنی آپ کی ذات سے کتنوں کی پریشانی دور ہوئی کتنوں کا غم ہلکا ہوا، کتنوں کے زخم مندمل ہوئے، یہ کچھ وہی جان سکتے ہیں جنہوں نے قریب سے اشرف الاولیاء کے حالات اور خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم کے سالانہ جلسے میں تشریف لاتے تو سب سے اخیر میں انھیں اسٹیج پر مدعو کیا جاتا۔ اچھا خاصا مجمع ہوتا، تقریر کس موضوع پر کرتے؟ مجھے یاد نہیں کہ وہ میرے بچپن کا زمانہ تھا لیکن اتنا یاد ہے کہ بار بار درود شریف پڑھواتے اور فرماتے اخلاص ومحبت کے ساتھ درود شریف کثرت سے پڑھا کرو تمہاری مصیبتیں انشاء اللہ تعالیٰ دور ہوں گی اور بہت مختصر آسان درود پڑھواتے جسے سب پڑھ لیں... صلی اللہ علیہ وسلم، صلی اللہ علیہ وسلم...

والد صاحب جب کچھوچھہ شریف میں عرس حضرت تارک السلطنت مخدوم سمناں قدس سرہ میں حاضر ہوتے تو ۲۷ محرم الحرام کی صبح اس پروگرام میں بھی شریک ہوتے۔ جو حضرت مجتبیٰ میاں اپنے دروازہ پر کیا کرتے تھے ۔ جس میں نعت ومنقبت خوانی اور تقریر ہوتی پھر صلوٰۃ وسلام کے بعد قل شریف ہوتا۔ بچپن

میں ایک بار میں بھی جب والد صاحب کے ساتھ اس پروگرام میں شریک ہوا۔ بچپن میں میں ترنم سے نعت پڑھتا تھا۔ میں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی یہ نعت پڑھی ع ”وصف رخ ان کا کیا کرتے“ تو مجمع جھوم اٹھا اور حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ واہ واہ، سبحان اللہ کی خوب خوب داد دیتے رہے۔

ہمارے علاقے میں ایک بڑا دیہی گاؤں دھوم نگر ہے۔ آج سے کوئی دس بیس سال قبل یہاں تبلیغیوں اور وہابیوں کا دور دورہ تھا۔ معدود چند گھر ہی سنی تھے۔ ایک صاحب جو سنی تھے ان کے گھر زبردست قسم کا آسیب تھا گھر میں خون رہتا تھا۔ مرغ چلے تو پیروں میں خون لت پت رہے یہ سب جناتی اثر تھا اس کی بندش کے لئے وہ بے چارہ پریشان تھا۔ بڑی مشکل سے اس نے راقم الحروم کے والد گرامی مدظلہ العالی کی سفارش سے حضرت مجتبیٰ میاں صاحب کی دعوت لی تھی جمعہ کا دن تھا وہاں کی مسجد کا امام ایک وہابی مولوی عبدالواحد تھا۔ لوگوں نے حضرت سے کہا کہ جمعہ کی نماز اس مسجد میں پڑھی جائے اور جمعہ کی نماز آپ پڑھائیں گے۔ اس شرط پر آپ مسجد تشریف لے گئے، مگر وہاں کے امام نے حضرت کو نماز پڑھانے نہیں دی اور خود پڑھانے پر مصر رہا۔ آپ وہاں سے جمعہ پڑھے بغیر جلال کے عالم میں مسجد سے یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ وہابی کے پیچھے نہ مجتبیٰ اشرف نماز پڑھے گا نہ کوئی سنی صحیح العقیدہ۔ یہ سن کر جتنے سنی تھے سب حضرت کے ساتھ نکل گئے۔ اور جلال کے عالم میں فرمایا کہ ایک دن اس گاؤں میں مخدومی جھنڈا بلند ہو کر رہے گا“ گاؤں سے باہر والد صاحب سے اشرف الاولیاء کی ملاقات ہوئی والد صاحب کچھ دیر بعد گئے تھے سارا قصہ سنایا۔ والد صاحب کا چونکہ بڑا رعب تھا۔ علاقے کا کوئی دیوبندی مولوی ان کے روبرو بولنے کی ہمت نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے اشرف الاولیاء سے فرمایا کہ آپ دوبارہ تشریف لے چلیں۔ اس وہابی مولوی کی مجال نہیں کہ وہ نماز کے لئے آگے بڑھ جائے مگر حضرت مجتبیٰ میاں نے واپس جانا مناسب خیال نہ فرمایا۔ اور پھر اعظم نگر آ گئے۔

چنانچہ چند ہی سال میں ان کی دعاؤں کا یہ اثر ہوا کہ اس وہابی کے گھر میں کئی آدمی کا انتقال ہو گیا۔ مہلک بیماریاں اس گھر میں داخل ہو گئیں۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ وبال ہے اشرف الاولیاء کے ساتھ بدتمیزی کا۔ پھر تو اس گاؤں میں سنیت کی خوش گوار فضا قائم ہونا شروع ہو گئی۔ ایک چوتھائی سے زیادہ لوگ سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ کئی طلبہ سنی مدارس سے فارغ بھی ہوئے۔ اب وہاں حضرت سید قطب اشرف مدظلہ العالی اور ان کے صاحبزادے سید نظام الدین اشرف صاحب کا دورہ ہوتا ہے لوگ انھیں سے مرید بھی ہیں۔

مختصر یہ کہ حضرت اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے تن تنہا اسلام وسنیت کے لئے جو کام کیا ہے بالخصوص ایسی سنگلاخ سرزمین میں جہاں کی زبان ان کے لئے اجنبی تھی وہ ایسا عظیم کارنامہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہے ان کے لگائے ہوئے علمی گلشن کے مہکتے ہوئے پھول کی خوشبو سے پورا بنگال مہک رہا ہے۔

حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کے پیرومرشد آئینہ ہند حضرت سراج الدین اخی قدس سرہ کا آستانہ سعد اللہ پور ضلع مالدہ میں ہے۔ مالدہ جنکشن سے کوئی ۱۲، ۱۳ کلومیٹر دکھن کی جانب واقع ہے۔ آم کے حسین اور بڑے باغات سے یہ جگہ بھری ہوئی ہے پاس میں تالاب ہے اور کچھ ہی دوری پر باغ کے قریب ایک بڑی جھیل ہے اس طرح وہ علاقہ کافی شاداب اور دلکش ہے مگر آبادی بہت کم ہے۔

حضرت آئینہ ہند قدس سرہ کا مزار پاک کی رونق اور دلکشی قابل دید ہے وہاں جائیے تو پھر واپسی کی طبیعت نہیں کرتی۔ مزار پاک کے دکھن جانب حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ نے خانقاہ کے

کمرے تو بہت پہلے بنوائے تھے اور اب شعبۂ حفظ وقرأت کے لئے مدرسہ بھی قائم فرمادیا ہے۔ جس سے اس علاقہ کے بچوں میں جو صرف اسکول کی تعلیم ہی حاصل کرتے تھے اب دینی تعلیم کا خاص رجحان پایا جاتا ہے حفاظ کے کئی قافلے یہاں سے تیار ہو چکے ہیں۔ حضرت مجتبیٰ میاں جب تک ظاہری حیات رہے بلا ناغہ عید الفطر کی نماز سعد اللہ پور کی عیدگاہ میں عقیدت مندوں کے ساتھ پڑھی وپڑھائی، عید الفطر ہی کے دن حضرت آئینہ ہند قدس سرہ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے لوگ مزار شریف پر فاتحہ کے بعد حضرت مجتبیٰ میاں کے پاس جاتے اور اپنی ضرورتیں پیش کرتے، لوگ تعویذ کے لئے آتے تو فرماتے کہ مزار پاک پر خلوص ومحبت وعقیدت سے حاضری دو سب بلائیں دور ہو جائیں گی۔ میرے والد گرامی قدر کے قیام وطعام کا خاص خیال فرماتے۔ کبھی اپنے ساتھ کھلاتے، کبھی قیام گاہ پر بھجوا دیتے۔ بنگال میں عورتوں کے اندر پردہ کم ہے۔ حضرت اس کی سخت تاکید فرماتے۔ یہ حفظ وقرأت کا ادارہ بھی بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ اور مستقبل قریب میں ایک بڑے ادارے کی شکل اختیار کرنے کی امید ہے جیسا کہ قادری میاں کی جدوجہد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بنگال کے علاقے میں آپ نے جو دعوتی وتبلیغی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اور ہزاروں کی تعداد میں گمراہ وبے دین بلکہ بعض مشرکین تک کو راہ مستقیم پر لا کھڑا کیا ہے۔ ماضی قریب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ راہ کی مشکلات، کھانے کی تکلیف اور نذرانہ کی پرواہ کئے بغیر لگن، محنت اور خلوص کے ساتھ بنگال کی دھرتی پر جو کام ہو گیا ہے وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔

میں نے اپنے والد گرامی حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین الاشرفی اللطفی مدظلہ العالی کے ساتھ بعض ان علاقوں کا سفر کیا ہے جو اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے مریدین ومتوسلین میں تصلب فی الدین اور سنیت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا عزم مصمم خاصی تعداد میں پایا جاتا ہے۔ دیوبندیوں اور غیر مقلدین کے ساتھ مناظرے کے جتنے پروگرام مجموعی طور پر بنگال کے لوگوں نے رکھوائے۔ وہ کم دیکھنے سننے میں آتے ہیں۔ بعض مناظرے بھی ہوئے اس وقت زیادہ تر حضرت مفتی عبید الرحمٰن صاحب قبلہ سجادہ خانقاہ رشیدیہ جونپور شریف اور حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ مناظرہ کے لئے مدعو کئے جاتے تھے۔ ان مناظروں کے پروگرام کا اچھا اثر ہوا اگرچہ یہ پروگرام بلا مذہبوں کے راہ فرار اختیار کرنے کی وجہ سے اکثر ملتوی ہو جایا کرتا تھا۔

متعدد بار استاذ العلماء علامہ محمد شہاب الدین اشرفی لطفی مدظلہ العالی سے یہ مشورہ کرتے ہوئے اشرف الاولیاء کو دیکھا سنا گیا کہ فلاں علاقے میں سنیت کمزور ہے یا وہاں بدعقیدوں کا دور دورہ ہے جس کی وجہ سے سادہ لوح افراد دیوبندی وہابی گمراہوں کے دام تزویر میں پھنسے جا رہے ہیں۔ پھر پروگرام مرتب کر کے اپنے خاص مریدین کو ساتھ لے کر وہاں پہنچتے اور لوگوں کو آسان لفظوں میں بدمذہبوں کے عقائد وافکار سے واقف کرا کر توبہ کراتے پھر انہیں مرید کرتے۔ تعویذ نویسی کے ذریعہ بھی انھیں سنیت کی خدمت کا کافی موقع ملا بالخصوص بنگال میں۔ حضرت اشرف الاولیاء کو لگن تھی تو دین کی خدمت کی، دھن تھا تو بنگال میں دینی ماحول بنانے کا فکر تھی تو بنگالیوں کو دینی واسلامی تعلیم سے آراستہ کرنے کی۔ یہی وجہ ہے کہ بنگال اور بنگال کے متصل شمالی مشرق بہار کے علاقے میں آپ نے درجنوں چھوٹے بڑے ادارے بھی قائم کئے۔

تارک سلطنت حضرت مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کے پیرومرشد حضرت علاء الحق پنڈوی قدس سرہ کا مزار مقدس جس پنڈوا شریف کی سرزمین پر مرجع خاص وعام ہے اور جہاں لاکھوں افراد اپنی قضائے حاجات کے لئے وسیلہ بنانے حضرت مخدوم کی

بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔ وہاں آپ نے ایک عظیم ادارہ مخدوم اشرف مشن کے زیر اہتمام بنام ''الجامعۃ الجلالیہ العلالیہ الاشرفیہ'' قائم فرمایا۔ جہاں دورۂ حدیث تک کی عمدہ اور ٹھوس تعلیم وتدریس جاری ہے۔ حفظ وقرات کی معقول تعلیم ہوتی ہے عصری تقاضے کے مطابق بعض طلبہ کو کمپیوٹر بھی سکھایا جاتا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ طلباء کے اندر تہذیب واخلاق کی جو کمی دیگر مدارس میں پائی جاتی ہے وہ یہاں دیکھنے کو نہ ملی۔ طلبہ کی اچھی تربیت بھی ہوتی ہے۔ جس کے آنے والے خصوصاً حضرات علماء کافی متاثر ہوتے ہیں۔

یوں ہی ادارہ کے قیام سے قبل متعدد بار حضرت مخدوم پاک کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ لیکن جب قیام مدرسہ کے بعد اطمینان کے ساتھ وہاں ایک روز قیام کرنے کا موقع ملا تو طلباء کی محنت اور حسن اخلاق دیکھ کر بے پناہ متاثر ہوا۔ پھر محب گرامی مولانا کمال الدین صاحب اور دیگر اساتذہ ادارہ نے فقیر راقم الحروف کے اعزاز میں ایک استقبالیہ پروگرام رکھا۔ جس میں مولانا فیاض عالم مصباحی بھی تھے۔ پھر مجھ بے بضاعت سے طلبہ کو نصیحت آمیز کلمات کہنے کی فرمائش ہوئی کوئی ایک گھنٹہ تعلیم وتربیت کے موضوع پر فقیر نے طلباء سے خطاب کیا۔

عرض یہ کرنا ہے کہ یہ سب حضرت اشرف الاولیاء کے خلوص اور جدوجہد کا نتیجہ ہے کہ دینی تعلیم کے لحاظ سے ایک سنگلاخ وادی کو آپ نے گلشن بنادیا ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے:

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

ہمیں خوشی ہے کہ آج جبکہ ان کی ذات ہمارے درمیان ظاہری حیات میں نہ رہی۔ ان کا فیض ان کی جدوجہد، ان کی کوشش ومحنت، ان کا خلوص، ان کا بے لوثی، ان کے جانشین وخلیفہ حضرت سید جلال الدین اشرفی الجیلانی عرف (قادری میاں) کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت قادری میاں سے کئی بار تفصیلی ملاقات ہو چکی ہے۔ دوبار خود گھوسی میں ان کی گفتگو اوران کی تحریکی لگن سے بھی یہ اندازہ ہوا کہ مخدوم اشرف مشن کے فروغ کے تعلق سے جو درد حضرت مجتبیٰ میاں علیہ الرحمہ کے دل میں تھا اور جس درد نے ان کے کارنامے کو تاریخی بنادیا ہے۔ وہی درد وہی لگن، قادری میاں صاحب کو بھی ہے۔ گفتگو کا موضوع کچھ بھی ہو مگر وہ اپنے مخدوم اشرف مشن کی تحریک سے کبھی غافل نہیں رہے اور یہی وہ سچی لگن ہوتی ہے جو آدمی کو اس کے مقصد اور نصب العین تک پہونچادیتی ہے۔ ہم بغیر کسی مبالغہ کے کہہ سکتے ہیں کہ آج بھی حضرت مجتبیٰ میاں گویا ہمارے درمیان قادری میاں کی شکل میں موجود ہیں۔ اوران کی تحریک دین اور مشن سے ہم سب فیض اٹھا رہے ہیں۔

مختصر یہ کہ اشرف الاولیاء حضرت سید مجتبیٰ اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے تن تنہا اسلام وسنیت کے لئے جو عظیم کارنامہ انجام دیا ہے، بالخصوص بنگال کی ایسی سنگلاخ سرزمین میں جہاں کے لوگ تو ان کے لئے اجنبی تھے ہی، انکی زبان بھی اجنبی تھی، سننے میں دشواری، سمجھنے میں مشکل، بولنے میں پریشانی، اکثر علاقوں میں کھانے آپ کے ذوق کے مطابق نہیں بنتے تھے۔ بعض جگہوں کے لئے پکانے کا سامان خود رکھتے اور خادم سے تیار کراتے۔ یا پھر بسکٹ وغیرہ پر اکتفا فرماتے۔ سواریوں کی دشواری، عموماً دیہات کا آپ نے اپنے عزم محکم میں کبھی کمی نہیں آنے دی۔ اور یہ کہتے ہوئے ہمیشہ آگے بڑھتے رہے۔

ہاتھ پر ہاتھ دھرے شکوۂ قسمت کیا
ضرب مرداں سے اگل دیتا ہے پتھر پانی

مولیٰ تعالیٰ انکی قبر پر رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆

حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی و تبلیغی سرگرمیاں

ڈاکٹر محمد عاصم اعظمی جامعہ شمس العلوم گھوسی، مئو

شمالی، مشرقی ہند میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا دینی روحانی مرکز جو صدیوں سے اقامت دین کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور ماضی قریب میں اس خانوادۂ طریقت کے چشم و چراغ اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ سید مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم علمی و دینی شخصیت گذری ہے۔ جنہوں نے اپنے آبا اجداد کے نقشے قدم پر چل کر پورے ہندوستان میں دین حق کی تبلیغ و اشاعت، سنیت کے تحفظ اور اصلاح نفوس کے لئے اپنی گرانقدر زندگی وقف کردی۔ حضرت اشرف الاولیاء ایک متبحر عالم باعمل ہونے کے ساتھ ساتھ داعیانہ صفات سے بھی متصف تھے۔ ان کا ہر ہر قدم اتباع سنت اور پیروی سلف میں اٹھتا۔ دین کی خدمت اور دعوت حق کا جذبہ رگ رگ میں خون بن کر گردش کرتا تھا۔ سفر و حضر، صحت و مرض ہر جگہ ہر حال میں دین کی اشاعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی فکر دامن گیر رہتی۔ اور اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی سے کسی جگہ کسی وقت غافل نہ رہتے۔ سخت سے سخت حالات میں بھی مومنانہ شان بان اور خاندانی جاہ و جلال کے ساتھ اپنے دعوتی منشور کو پوری جرآت و بے باکی کے ساتھ بروئے کار لائے۔ اللہ تعالیٰ نے دعوت و ارشاد کے لئے مؤثر انداز بیان سے آپ کو سرفراز فرمایا تھا۔ خاص مجلسیں ہوں یا عوامی جلسے ہر جگہ اپنے پر مغز اصلاحی اور تبلیغی وعظ سے سخت دلوں کو موم کر دیتے اور ذہن و دماغ سے فساد و بغاوت کے جراثیم کافور کر دیتے۔ لوگ سرکشی اور بغاوت سے تائب ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوتے اور آئندہ صلاح و تقویٰ کی زندگی اختیار کرنے کا اقرار کرتے اور ہمیشہ اپنے عہد بیعت پر قائم رہتے حتیٰ کہ اسلام دشمن عناصر جن کے دل و دماغ میں کفر و شرک رچا بسا ہوتا۔ آپ کی بصیرت افروز تقریروں سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

بڑوانی: ایم پی میں انقلابی اقدام:

ایم پی صوبہ مدھیہ پردیش کے ایک شہر بڑوانی میں مولانا شمشاد احمد اشرفی مصباحی نے ایک جلسے کا اہتمام کیا اور حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو دارالخیر اجمیر شریف سے بڑوانی لائے۔ مسجد کے قریب ایک مکان میں آپ کا قیام تھا۔ شام ہوئی عشاء کا وقت آگیا مگر آپ کو باہر کہیں جلسے کا انتظام نظر نہ آیا تو مہتمم جلسہ مولانا شمشاد احمد اشرفی مصباحی کو بلا کر پوچھا، مولانا: کیا جلسہ نہیں ہوگا؟ ابھی تک جلسے کی کارروائی شروع نہیں ہوئی؟ مولانا نے ادب کے ساتھ عرض کیا۔ غیر مسلموں کے شر سے بچنے کے لئے جلسے کا انتظام مسجد میں کیا گیا ہے۔ حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا، حضرت اس شہر میں ہنود کا غلبہ ہے۔ ان کے شر پسند عناصر کسی اسلامی تقریب کو کھلے میدان میں ہونے نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ نقض امن کے اندیشے سے اذان بھی مسجد کے اندر ہی دی جاتی ہے۔ یہ بات سنتے ہی حضرت کو جوش آیا۔ پیری اور نقاہت کی وجہ سے آرام فرما رہے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور پُر جلال آواز میں فرمایا: مولانا شمشاد احمد کیا میں دارالحرب میں آگیا ہوں؟ کیا تمہیں یہ مسئلہ معلوم نہیں ''لایوذن فی المسجد'' پھر فرمایا یہ ہندوستان سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا ملک ہے کسی کے باپ کی جاگیر نہیں۔ فقیر سے تقریر کرانی ہو تو جلسہ مسجد کے باہر رکھو اور

لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام کرو۔ یہ سننے کے بعد مولانا شمشاد حواس باختہ رہ گئے۔ سخت کشمکش میں مبتلا ہوئے۔ ایک طرف مرشد کا حکم تھا تو دوسری طرف نقض امن کا خطرہ۔ چنانچہ مولانا شمشاد احمد اشرفی احباب سے مشورہ کرنے لگے۔ مولانا اویس عالم اشرفی نے پرجوش لب و لہجے میں کہا۔ جان جائے یا رہے پیر کی آرزو ضرور پوری کرنی ہے۔ حاضرین نے لبیک کہی۔ اور بیرون مسجد جلسہ گاہ کا اہتمام آناً فاناً ہو گیا۔ یہ پہلا اتفاق تھا کہ اس شہر میں کھلی جگہ پر لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ جلسہ عید میلاد النبی ﷺ منعقد ہو رہا تھا۔ حضرت اشرف الاولیاء کے حکم پر ان کے جانشین قادری میاں صاحب مدظلہ العالی نے اپنی پہلی تقریر سے جلسے کا آغاز کیا۔ حضرت اشرف الاولیاء خاندانی وضع قطع کے ساتھ مریدوں کی جھرمٹ میں اسٹیج پر تشریف لائے اور کرسئ خطابت پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپنے دین اسلام کی حفاظت و صداقت کو موضوع تقریر بنایا۔ خطبۂ مسنونہ کے بعد یہ آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ أشداء علی الکفار رحماء بینھم (الایۃ) تلاوت فرمائی۔ آیت کریمہ کی روشنی میں نقلی اور عقلی دلائل و براہین کے ساتھ اپنے مدعا کی وضاحت ایسے مؤثر لب و لہجہ اور اسلوب بیان میں فرمائی کہ اسلام کی حقانیت اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت کی صداقت دلوں پر نقش ہو گئی۔ سامعین میں مسلمانوں کے ساتھ برادران وطن کی ایک بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ حضرت کی تقریر سنکر کفر و شرک کے حجابات اٹھ گئے۔ اور وہ اسلام کی سچائی کے معترف ہو گئے۔ انہوں نے جلسہ گاہ ہی میں حضرت کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ صبح کے وقت ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور ایک پیر پر کھڑے ہو کر عرض کیا: بابا! میں نے گھر سے آپ کی تقریر سنی اور جان لیا کہ سچا دین کیا ہے؟ میں نے بھی رات ہی میں وہ کلمہ پڑھ لیا جو ہمارے بھائیوں نے پڑھا تھا۔ اب آپ مجھے اپنی چھتر چھایہ میں لے لیں۔ حضرت اشرف الاولیاء نے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کا ہاتھ اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر کلمۂ طیبہ، ایمان مجمل، مفصل پڑھا کر مجمع عام میں شرف با اسلام کیا اور فرمایا تم اسلام میں داخل ہو چکے ہو اور شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہونا مشکل نہیں، تم کھلے بندوں، اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دو۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا اعلان کیا اور شریعت محمدی ﷺ کا پابند ہو گیا۔

برادران وطن کے قبول اسلام کا شہرا صحرا کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گیا۔ کھلی جگہ میں جلسۂ عام کا انعقاد کو متعصب لوگ کسی طرح تو برداشت کر سکتے تھے۔ مگر اپنے ہم مذہبوں کا شرف با اسلام ہونا ان کے لئے بہت بڑا چیلنج تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت اشرف الاولیاء کا چراغ حیات گل کرنے کی ناپاک اسکیم بنائی۔ شدہ شدہ یہ خبر مولانا شمشاد احمد اشرفی کو بھی پہونچی بے حد تشویش کا شکار ہوئے۔ حضرت کی روانگی کا وقت قریب تھا۔ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! فی الحال سفر کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ لوگوں کے عزائم فاسد ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ متشدد افراد کو سمجھا بجھا کر غلط ارادے سے باز رکھیں۔ اور جب ماحول نارمل (Normal) ہو جائے تو آپ تشریف لے جائیں۔ حضور ہم جیتے جی آپ پر آنچ نہیں آنے دیں گے اپنی جانیں قربان کر دیں گے مگر آپ کا بال بیکا نہ ہونے دیں گے۔ حضرت نے یہ باتیں سننے کے بعد ارشاد فرمایا: مولوی شمشاد تم کیسے اشرفی ہو، تمہارے باپ، دادا اشرفی تھے۔ تم نے ہمیں پہچانا نہیں۔ ہم جب گھر سے نکلتے ہیں تو موت سے نہیں ڈرتے، موت ہم سے ڈرتی ہے۔ ہم جان کو ہتھیلی پر لے کر چلتے ہیں۔ آج تک فقیر کے راستے کو کوئی روک نہ سکا۔

یہ فرماتے ہوئے قیام گاہ سے باہر آئے اور کار میں بیٹھ گئے۔ پھر الا اللہ کی ضرب لگائی۔ کار کے اردگرد عقیدت مندوں کا ایک جلوس لا الہ الا اللہ کی ضرب لگاتا ہوا کار کے ساتھ آگے بڑھا۔ گلی، کوچوں اور سڑکوں سے گذرتا ہوا یہ مقدس قافلہ ریلوے اسٹیشن پہونچا۔ کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی، ابھی ٹرین آنے میں دیر تھی۔ ایک طرف بستر لگا دیا گیا اور حضور اشرف الاولیاء

استراحت فرمانے لگے۔ اتنے میں مولانا شمشاد احمد اشرفی کی نظر اوور برج (Overbridge) پر پڑی وہ چیخ پڑے۔ حضور غضب ہو گیا۔ دشمن تعاقب میں یہاں تک آ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا گھبراؤ نہیں۔ مجھے اٹھا کر بیٹھا دو۔ آپ چہار زانوں ہو کر بیٹھ گئے اور عصائے مبارک زانوں پر رکھ لیا۔ چہرے پر غضب وجلال کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اوور برج سے اتر کر لوگ آپ کے قریب آئے اور پیٹ کے بل زمین پر لیٹ گئے۔ پھر ادب کے ساتھ کھڑے ہو کر بڑی لجاجت سے عرض کیا۔ مہاراج ہمیں اور ہمارے بچوں کو (چھما) یعنی معاف کر دیں۔ حضرت نے بڑی نرمی سے ارشاد فرمایا: تم لوگ کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور کس بات کی چھما چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا! ہم بڑوانی کے رہنے والے ہیں، رات کے واقعے سے متاثر ہو کر ہمارے بچوں نے آپ کے خلاف خطرناک سازش کی۔ اسی وقت سے ان کی ایسی حالت ہوئی ہے کہ بولتے ہیں نہ چلتے ہیں، نہ اٹھتے ہیں نہ بیٹھتے ہیں۔ بے حس وحرکت اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہیں۔ اگر آپ چھما نہیں کریں گے تو ہمارے گھر برباد ہو جائیں گے۔ ہماری نسلیں ختم ہو جائیں گی۔ حضور نے بڑی نرمی سے فرمایا گھبراؤ نہیں سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ پانی لاؤ پانی کی چند بوتلیں حاضر کی گئیں۔ آپ نے سب میں دم کیا اور ارشاد فرمایا۔ ان بوتلوں کو لے جاؤ ان پر چھڑک دینا اور یہ پانی ان سب کو پلا دینا ٹھیک ہو جائیں گے۔ وہ لوگ پانی لے کر گھروں کو واپس آئے اور دم بخود لڑکوں پر چھڑ کا وہ ہوش میں آ گئے۔ پانی پلایا تو انکے دلوں کی دنیا بدل گئی اور سب نے کلمۂ طیبہ پڑھ لیا۔

شہر بڑوانی جہاں کفار کے تشدد کا بول بالا تھا۔ کھلی جگہوں وجلوس کا انعقاد تو درکنار۔ مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان دینا اپنے خلاف ہنگامہ اور شورش کو دعوت دینا تھا۔ مگر حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت الی الخیر اور اعلان صداقت نے صرف مسلمانوں کے حوصلوں کو ہی تقویت نہیں بخشی بلکہ دشمنان اسلام کے دلوں پر دین کی حقانیت واضح کر دی۔ اور وہ صدق دل سے اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے۔ پھر یہی شہر مسلمانوں کے لئے دارالامن بن گیا۔ جہاں وہ پوری آزادی سے دینی وملی تشخص وامتیاز کے ساتھ شعار اسلام بجالاتے ہیں۔ مساجد میں لاؤڈ اسپیکر سے اذانیں ہوتی ہیں۔ کھلے میدانوں میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ شاہراہوں پر محمدی جلوس گشت کرتے ہیں۔ نعرۂ تکبیر ورسالت سے پوری فضا گونج اٹھتی ہے۔ یہ سب کچھ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی دعوتی سرگرمیوں کا فیضان ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ارشاد وتبلیغ، دعوت حق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے میں کسی کی مطلق پرواہ نہ کرتے۔ ملامت کرنے والوں کو ملامت، اغیار کی عداوت اصحاب مال وثروت کا دبدبہ، دین وشریعت کی تبلیغ واشاعت اور حکم شرع بیان کرنے ابطال باطل اور احقاق حق کی راہ میں حائل نہ ہونے دیا، بلاخوف وخطر لوگوں کو منکرات وتباہی سے روکنے اور دین وشریعت کی صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت فرماتے۔

مناظرہ:-

ہندوستان کے اندر انگریزی سامراج کے ساتھ باطل فرقوں کی خوب نشوونما ہوئی اور باطل فرقوں کے مبلغین نے اسلامی معاشرے میں مکروجال کے ذریعہ فساد پھیلانے کی پوری کوشش کی اور آج تک وہ اپنے مشن میں لگے ہوئے ہیں ان تحریکوں میں کروڑوں مسلمان سنیت کے جادۂ اعتدال سے بھٹک گئے ہیں۔ اسلاف کی عظمتیں ان کے دلوں سے محو ہو گئی ہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں گستاخیوں سے دریغ نہیں کرتے۔ حضرت اشرف الاولیاء نے ان باطل فرقوں کی تردید اور ان کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح کو بھی اپنا مطمع نظر بنایا۔

عام مجلسوں اور جلسوں میں جہاں بھی موقع ہوتا باطل فرقوں کا رد فرماتے اور مسلک اہلسنت وجماعت کی تائید وحمایت میں مدلل

ومفصل گفتگو کرتے۔ اغیار سے مناظرہ ومباحثہ کی نوبت آتی تو عزم وثبات کی چٹان بن کر مناظرہ فرماتے اور انھیں عقیدۂ اہل سنت کی حقانیت کا قائل کر لیتے۔ اس طرح ہزاروں افراد نے اپنی بدعقیدگی وگمراہی سے توبہ کر کے عقیدۂ اہل سنت کو دل کی گہرائیوں سے قبول کیا۔

سکڑ ونہ کٹیہار کا مناظرہ:۔

سری بختیار پور سے حضرت کا نورانی کافلہ پنڈوہ شریف کی طرف اس شان سے روانہ ہوا کہ جہاں شام ہو جاتی وہاں پڑاؤ ڈال دیا جاتا، محفل میلاد شریف کا انعقاد ہوتا، نعت خوانی کی جاتی۔ حضرت وعظ ونصیحت فرماتے۔ پھر صلوٰۃ وسلام کے دلنواز نغموں سے بستی گونج جاتی۔ ایک شام یہ نورانی قافلہ سکڑ ونہ کٹیہار پہونچا ۔ جہاں غیر مقلدوں اور وہابیوں کی کثیر آبادی تھی اطراف وجوانب میں انھیں لوگوں کا غلبہ تھا۔ آپ مغرب کے وقت سکڑ ونہ پہونچے قریب کی مسجد میں اذان ہوئی مگر یہ بدمذہبوں کی مسجد تھی۔ حضرت مسجد کے باہر ایک کھلیان میں نماز باجماعت ادا فرمائی اور وہیں قیام شب کا اہتمام فرمایا جب آبادی کے لوگ نماز پڑھ کر مسجد کے باہر نکلے اور حضرت کوا۔ نے ارادت مندوں کے ساتھ نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ ان کے ایک مولوی نے طیش میں آ کر کہا! کیا مسجد نظر نہیں آ رہی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہارے مذہب میں گنبد ومینار کا نام مسجد ہے لیکن ہمارے مذہب میں مسجد سجدہ کرنے کی وہ جگہ ہے جس کا واقف مومن یا مومنہ ہو اور رہی بات جماعت سے پڑھنے کی تو نماز صحیح ہونے کے لئے بنیادی شرط امام کا مسلمان ہونا ہے۔ اس نے کہا کیا ہم لوگ مسلمان نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا اگر تم مسلمان ہو تو اپنا ایمان ثابت کرو۔ یہ سن کر اس نے مناظرہ کا چیلنج دیا۔ آپ نے چیلنج قبول کر لیا، دن اور تاریخ کا تعین ہوا اس نے اپنے درجنوں بڑے مناظر علماء کو مناظرہ کے لئے مدعو کیا۔ آپ نے بھی اردگرد کے چند سنی علماء کو دعوت دی۔

مقررہ تاریخ پر مناظرہ منعقد ہوا۔ دونوں طرف کے ہزاروں سامعین مناظرہ گاہ میں حق وباطل کا معرکہ دیکھنے کے لئے جمع ہوئے مناظرہ شروع ہوا۔ وہابی مناظر نے اپنا ایمان ثابت کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا مغالطہ آمیز دلائل پیش کئے۔ حضرت اشرف الاولیاء اس کی ہر دلیل کو آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی سے رد فرماتے رہے۔ زور کلام اور مناظرانہ پینترہ بازیاں کام نہ آسکیں۔ وہ اپنی بے بسی پر مبہوت ہو گیا۔ لوگوں پر وہابیت کا باطل ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ خود غیر مقلدوں کی آنکھوں سے پردے اٹھ گئے۔ اور انہوں نے حق وصداقت کو جان پہچان لیا۔ اور درجنوں غیر مقلدوں اور انکے علماء نے اپنے باطل عقائد وافکار سے توبہ کر لی اور مسلک اہل سنت کی حقانیت وصداقت کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ اس تاریخ سے یہ علاقہ اہل سنت وجماعت کا مرکز بن گیا اور وہابیت کا قلعہ قمع ہو گیا۔

دارجلنگ کا مناظرہ:۔

ضلع دارجلنگ کے قصبہ چپاٹ میں اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا اکثر تبلیغی واصلاحی دورہ ہوتا۔ جہاں تقریروں میں آپ دیابنہ کی کفری عبارتیں اور گمراہ کن نظریات لوگوں کے سامنے پیش کرتے تا کہ گندم نما جوفروش دیوبندیوں کے حیلہ ومکر سے سادہ لوح سنی مسلمان اپنے عقیدہ ومسلک کی حفاظت کرتے رہیں۔

وہاں کے دیوبندیوں کو معلوم ہوا کہ یہ پیر صاحب تو ہماری گمراہی کا پردہ چاک کر رہے ہیں اور اہل سنت وجماعت کے عقائد لوگوں کے ذہن ودماغ میں بٹھا رہے ہیں ۔ انھیں اپنا مستقبل تاریک نظر آنے لگا۔ انہوں نے سوچا پیر صاحب کی تقریریں اسی طرح ہوتی رہیں تو ہماری قلعی کھل جائے گی اور ہمارا باطل چہرہ بے نقاب ہو جائے گا۔ پھر جہاں دیوبندی تحریک کی سرگرمیاں خاک میں مل جائیں گی۔ اس خدشے کو مدنظر رکھتے ہوئے سربرآوردہ دیوبندیوں نے مشورہ کیا اور حضرت کے پاس آ کر کہا!" باطل عقیدہ ومسلک تو مناظرے کا اہتمام کرتے

ہیں۔ ہمارے علماء آئیں گے ان سے آپ کو مناظرہ کرنا ہوگا اور ہمارے عقائد کو باطل ثابت کرنا ہوگا۔ اس مناظرہ میں جس کی جیت ہوگی اسی کو حق پر سمجھا جائے گا۔ آپ نے مناظرہ کا چیلنج قبول کیا اور فرمایا۔ حق حق ہے اور باطل باطل ہے''۔

تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی دیوبندیوں نے اپنے بہت سے نامور مولویوں کو مناظرہ کے لئے مدعو کیا۔ مقررہ تاریخ آئی دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے ہزاروں سامعین کے روبرو حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے مقررہ عناوین کے تحت صراط مستقیم، براہین قاطعہ، تحزیر الناس، تقویۃ الایمان اور حفظ الایمان کی کفری عبارتیں پڑھ پڑھ کر سنائیں۔ اور ان عقائد کے سامنے اور صحیح جاننے والوں کا کفر ثابت کرتے ہوئے ان کفری عبارتوں کا جواب طلب کیا۔ دیوبندی مناظر نے ان کفری عبارتوں کی بے جا تاویلیں کیں لیکن آپ نے ان بے بنیاد تاویلات کا قرآن وحدیث اور اقوال مفسرین ومحدثین کی روشنی میں ایسا رد بلیغ فرمایا کہ وہ مبہوت وششدرہ گیا۔ کچھ جواب نہ بن پڑا۔ تو اگلے روز کے لئے مناظرہ ملتوی کردیا۔ جب دوسرا دن آیا حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ اپنے ارادت مندوں کے ساتھ مناظرہ گاہ میں تشریف لے گئے دیوبندی اسٹیج خالی تھا نہ وہاں انکے علماء تھے اور نہ ہی سامعین۔ دیر تک انتظار کیا گیا مگر دیوبندی مناظرین تو وقت سے پہلے ہی فرار ہو چکے تھے۔ مناظرہ گاہ میں کیا آتے؟ حضرت نے وہیں جشن فتح منایا اور مدرسہ اشرفیہ اصلاح المسلمین کی بنیاد اپنے دست حق پرست سے رکھی۔ جس کا فیضان یہ ہوا کہ دیوبندیت اس علاقے سے نیست ونابود ہوگئی اور بحمد اللہ تعالیٰ فیضان اشرف سے سنیت کا غلبہ عام وتام ہوا۔ حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتی سرگرمیوں، اصلاحی کوششوں اور تبلیغی دوروں سے اسلام اور سنیت کا جو اہم کام ہوا وہ ہمہ گیر اور ہمہ جہت تھا۔ جس کے اثرات ونتائج آج بھی ظاہر وباہر ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ مشرقی بہار اور صوبہ بنگال میں آپ کی بے لوث دینی واصلاحی جدوجہد کے جلوے عام ہیں۔

مخدوم اشرف مشن:

مخدوم اشرف کا سنگ بنیاد حضرت نے اپنے دست اقدس سے رکھا۔ تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر آپ نے ادارے کے مقاصد، اس کے شعبوں، طریقہ کار اور اس کی ہمہ گیر افادیت واہمیت پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی۔

''یہ ادارہ ایک منفرد المثال ادارہ ہوگا۔ اس ادارے کے اثر سے دارالعلوم کے علاوہ اسکول اور کالج بھی چلیں گے۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ یہاں کے طلبہ کو عصری تعلیم سے بھی آراستہ کیا جائے گا۔ تا کہ یہاں کے فارغین ہر میدان میں اپنے علم وہنر کے ذریعہ دین کی خدمات انجام دے سکیں۔ اس میں طبی خدمات کا بھی انتظام ہوگا۔ گاؤں گاؤں مریضوں کے لئے طبی سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ رفاہِ عام اور غریبوں کی امداد کے لئے بیت المال قائم ہوگا۔

ریسرچ سنٹر بھی قائم ہوگا علما آپس میں بیٹھ کر تحقیق وجستجو اور علمی گفتگو کریں گے جو یہاں سے پڑھ کر نکلے گا جہاں بھی جائے گا کامیاب رہے گا۔ اور مخدومی فیضان اس کے ساتھ رہے گا۔''

رسم سنگ بنیاد کے بعد مسلسل کمرے تعمیر ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے متعدد پرشکوہ عمارتیں بن کر تیار ہوگئیں اور مشن کے مجوزہ منصوبوں پر عمل درآمد کا آغاز بھی ہوگیا۔ بانی کے اخلاص وایثار اور گرد ونواح کے مسلمانوں کی قربانیاں رنگ لائیں۔ علم دین اور عصری علوم کا یہ شاندار مرکز اپنے بنیادی مقاصد اور ذیلی منصوبوں کی تکمیل کے لئے جدوجہد کررہا ہے۔ علمی وروحانی سرگرمیوں کی دانشگاہ صدیوں پرانی تاریخ کو دہرا رہی ہے۔

شورش عندلیب نے روح چمن میں ڈال دی
ورنہ کلی کلی یہاں مست تھی خواب ناز میں

☆☆☆☆☆

काज़ी हकीम निसार अहमद एकेडमी

शाही जामा मस्जिद, बड़ा बाज़ार देवास (म०प्र०)

सिलसिलए अशरफिया के अज़ीम तरीन बुजुर्ग हुज़ूर अशरफुल औलिया सैय्यद मुज्तबा अशरफ अशरफी जीलानी रहमतुल्लाह की ज़ाते बा बरकत पर माहनामा गौसुल आलम की जानिब से अशरफुल औलिया नम्बर निकलने पर काज़ी हकीम अहमद एकेडमी देवास के बानी हज़रत मौलाना काज़ी हकीम इरफान अहमद अशरफी शहर काज़ी देवास सीनियर (म0प्र0) और एकेडमी के चेयरमैन हाजी डॉ0 महमूद ज़की साहब और जनरल सेक्रेट्री शरीफ खान मामू की जानिब से मुबारकबाद पेश करते हैं और दुआ की दरख्वास्त।

पेशकश : काज़ी हकीम निसार अहमद एकेडमी
देवास (म०प्र०)

گوارا نہیں کرتے۔ چہ جائے کہ اس کے لئے اپنے آرام میں فرق آنے دیں۔ یہ آپ کے بزرگانہ اخلاق کا ایک نمونہ تھا اسی سے آپ کے دیگر اخلاقی کردار پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

۷۔ خانقاہی جھگڑوں اور مولویانہ چپقلش میں آپ کو پڑتے ہوئے نہیں دیکھا گیا آپ تمام اداروں اور جملہ سنی خانقاہوں سے یکساں اور بہتر سلوک کے خواہاں تھے۔ ذرا ذرا سی بات، غلط فہمیوں اور فروعی اختلافات کی وجہ سے آپ نے کبھی ہنگامہ آرائی یا اختلاف و انتشار برپا کرنا پسند نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات کی ناگواری کے باوجود آپ آخر تک الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے جڑے رہے۔ اور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے رہے۔

آپ کے چلے جانے سے خانوادہ اشرفیہ کا ایک ستون گرگیا اور ایک عہد ساز یادگار اسلاف شخصیت ہم سے رخصت ہوگئی۔

آخر عمر میں آپ نے دیگر اپنے اداروں کے علاوہ پنڈوہ شریف میں وسیع پیمانے پر دار العلوم اشرفیہ جلالیہ مخدومی مشن قائم کرکے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، چند سالوں میں اس کی عمارت طلبہ و اسٹاف کی تعداد دیکھ کر حیرت ہوئی۔ جہاں تک آپ کا ہاتھ ہے اس کی تعمیر و ترقی اور حسن نظم و ضبط میں آپ کے جلیل القدر فرزند اور جانشین حضرت مولانا سید جلال الدین اشرفی جیلانی زیدت معالیہ کی جد و جہد اور کاوشوں کا بھی بہت دخل ہے، مولیٰ عز و جل اس ادارہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے کر اہل سنت کا مضبوط قلعہ بنائے اور بانی و سربراہ کی مساعی کو مشکور فرمائے۔ بجاہ سید المرسلین علیہ و الہ وصحبہ و الصلوٰۃ و التسلیم

☆☆☆☆☆

عرس سعیدی وفیضان تیغ علی کانفرنس

ہر سال ۱۰؍ رجب المرجب کو محبوب الاذکیا عارف باللہ حضور سعید ملت

حضرت الحاج الشاہ محمد سعید علی قادری تیغی فیضی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مقدس کے موقع پر فیضان تیغ علی کانفرنس نہایت ہی تزک احتشام کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ خانقاہ تیغیہ سعیدیہ مدرسہ تیغیہ فیض العلوم کے جملہ انتظام و انصرام خلف اکبر شہزادہ سعید ملت حضرت حافظ قاری الشاہ محمد غلام معصوم سجادہ نشین کی سرپرستی میں ہوتی ہے۔

لہذا جملہ شہزادگان سعید ملت کی طرف سے اشرف الاولیاء نمبر نکالنے پر ادارہ ماہنامہ غوث العالم کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب :

مرکزی مدرسہ تیغیہ فیض العلوم ملحقہ خانقاہ تیغیہ سعیدیہ میراپور شریف وایہ ڈھولی ضلع مظفر پور (بہار) پن۔ ۸۴۳۱۲۱

حضرت مولانا سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ

حضرت مولانا مفتی شاہ الحاج محمود احمد قادری رفاقتی اشرفی، سجادہ نشین درگاہ معلی حضرت امین شریعت سونپور، مظفر پور (بہار)

روزنامچہ شریف میں بڑے حضرت صاحب قبلہ نے ان کا تاریخی نام شاہ "ابوالفتح محمد مجتبیٰ" تحریر فرمایا ہے۔ جس کے اعداد ۱۳۳۲ھ ہیں آپ نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے اساتذہ کرام سے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی، بیعت وخلافت اور تعلیم طریقت داداجان سے حاصل ہوئی والد ماجد نے بھی اپنی طرف سے اجازت وخلافت مرحمت فرمادی تھی۔ راقم السطور کو احمد آباد کے دارالعلوم شاہ عالم میں حضرت پیر مجتبیٰ میاں کا دیدار حاصل ہوا۔ سیدی مرشدی والدی الماجد حضرت امین شریعت قدس سرہ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا "مجتبیٰ میاں! آپ کی شکل حضرت جیسی ہے صرف رنگ کا فرق ہے" حضرت موصوف ممدوح کو حضور داداجان اعلیٰ حضرت محبوب ربانی علیہ الرحمہ بے پناہ چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ حضور پرنور اعلیٰ حضرت محبوب ربانی کی شفقت وعطوفت کا اکثر تذکرہ فرماتے رہتے تھے۔ آپ نے بیان فرمایا "ایسی شان وعظمت والا کوئی اور بزرگ میں نے نہیں دیکھا حضور مجھے بے حد مانتے تھے اور بہت پیار کرتے تھے، جب کبھی سفر سے تشریف لاتے، بہت ساری مٹھائیاں اور تحفے ساتھ لاتے تھے جب بھی تشریف آوری ہوتی محلہ اور علاقے کے بچے بھیڑ لگادیتے اور آناً فاناً سب مٹھائیاں بچوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ مٹھائیاں تقسیم کرنے سے پہلے آپ بچوں سے فرماتے: پہلے اپنے سردار کو بلاؤ وہ مٹھائیاں تقسیم کرے گا اور میں گھر میں بند ہوجاتا اور ناز کرتا کہ نہیں جاؤں گا دادا مجھے چھوڑ کر کیوں چلے گئے؟ لیکن مجھے بچے پکڑ کر لے جاتے اور میں مٹھائیاں تقسیم کردیتا اور حضرت داداجان فرماتے: پوتا مجھے معاف کردو یہ سلسلہ ہمیشہ رہتا تھا۔

حضرت صدر المشائخ مدظلہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور داداجان اعلیٰ حضرت محبوب ربانی علیہ الرحمہ کے پاس میں اکثر حاضر رہا کرتا تھا۔ داداجان فرماتے: پوتا ذرا پاؤں دباؤ، لیکن میں ناز کرتا اور کہتا کہ میں نہیں دباؤں گا یہ کہہ کر میں پاؤں دبانے لگتا تو فرماتے ٹکے لگائے جاؤ اور یہ پڑھتے جاؤ۔

کمی گھما گھم درد نکلے جھما جھم   نام اللہ کا دم پہ دم

چنانچہ میں جھوم جھوم کو پڑھتا اور پاؤں دباتا۔

حضرت مجتبیٰ میاں کریمانہ اخلاق وصفات بزرگ تھے۔ ساری زندگانی رشد وارشاد اور ہدایت وتبلیغ میں گزاری۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ آپ غریب پرور اور غریب نواز بزرگ تھے۔ غرباء کا مجمع ہمہ وقت ساتھ رہتا تھا آپ نے رشد وارشاد کے لئے بنگال جیسے پسماندہ خطہ کو پسند فرمایا اور مسلسل دورے فرمائے۔ آپ بنگال کے دورہ پر تھے جب سیدی الوالدی الماجد قدس سرہ نے وصال فرمایا آپ نے خواب میں دیکھا کہ باغ میں بڑا محل ہے سات دروازے طے کرکے آپ اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ بلندی پر ایک تخت بچھا ہے اور اس پر ایک بزرگ لیٹے ہوئے ہیں اور منوں کے حساب سے تازہ گلابوں کا پھول ان پر رکھا ہوا ہے۔ لوگوں سے آپ نے دریافت کیا تو جواب ملا کہ یہ حضرت امین شریعت ہیں۔ خواب ہی میں خیال آیا کہ اس کا مطلب ہے کہ حضرت امین شریعت وصال فرماگئے! چنانچہ آپ خطہ بنگال سے سفر کرکے صبح صبح بذریعہ کار حضرت سیدی الوالد قدس سرہ کے مرقد پاک پر آئے گلاب کے پھول چڑھائے اور فاتحہ وشجرہ خوانی کا ثواب نذر کیا۔ راقم الحروف کو کلمات صبر تلقین فرمائے اور آبدیدہ ہوکر گلے لگایا۔ حضرت مجتبیٰ میاں قبلہ کثیر الفیوض بزرگ تھے۔

افسوس کہ آپ نے ۲۱ر ذی قعدہ مطابق ۲۰ر مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ۷ر بجے شام کلکتہ میں وصال فرمایا، مرقد منور کچھوچھہ مقدسہ میں ہے حضرت مخدوم زادہ مولانا سید جلال الدین اشرف قادری میاں آپ کے خلف ارشد جانشیں اور آپ کے قدم بقدم ہیں۔ متعہ اللہ المسلمین بطول حیاتہ.

دین ودانش کا مرکزی ادارہ

ادارہ احمدیہ اشرف العلوم

بہار کی راجدھانی پٹنہ میں تعلیمی اعتبار سے یہ ادارہ ایک مقام حاصل کر چکا ہے جہاں سینکڑوں طلبہ اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں، بزرگوں کے اصولوں پر مبنی خانقاہی تربیت بھی دی جاتی ہے، شعبۂ عالمیت، حفظ وقرآت پر مشتمل ادارہ ہذا شب وروز متحرک ہے۔ بچوں کے قیام وطعام اور علاج ومعالجہ کا مکمل نظم ونسق ادارہ ہذا کے ذمہ بھی ہے۔ ادارہ ہذا اپنے متعلقہ شعبہ جات کے علاوہ نونہال قوم وملت کی روشن مستقبل کے لئے شعبۂ کمپیوٹر وٹیکنیکل کا منصوبہ رکھتا ہے۔ سکریٹری سرور خاں اشرفی، صدر منصور انصاری اشرفی کے اہتمام وانصرام میں مزید ترقی کے راہ پر گامزن ہے۔

﴿اس لئے﴾

اس کے بازؤں کو مضبوط کرنا اور ہر موقع پر اس کا خیال رکھنا ہم سب کا دینی وملی فریضہ ہے۔

خط وکتابت وترسیل زر کا پتہ

حافظ انعام الحق اشرفی
ناظم اعلیٰ ادارہ احمدیہ اشرف العلوم، سبزی باغ، پٹنہ
فون: 0612-2301034, 0943162274

واصلاں را پیر کامل............کاملاں را رہنما

مولانا طاہر حسین مصباحی اشرفی جامع مسجد تکیہ پاڑہ، ہوڑہ

(۱) آپریشن کے بعد تقریباً دس دنوں نرسنگ ہوم میں زیر علاج رہنے کے بعد جب اوپری ٹانکے کٹے اور ڈاکٹر نے مریضہ کو گھر جانے کی اجازت دی تو اسے کسی حد تک اطمینان حاصل ہوا۔ شام ۴ بجے وہ مریضہ کو لیکر گھر آ گیا۔ نماز مغرب سے فراغت کے بعد پھر جیسے ہی گھر پہونچا مریضہ نے گھبراہٹ کی شکایت کی اور کہا کہ مجھ کو دم کر دیجئے۔ اس نے کچھ پڑھ کر دم کیا ہی تھا کہ اچانک آسیبی خلل ظاہر ہو گیا اور اس نے مریضہ کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا ”میں جان لیکر ہی جاؤں گا، اس کو کسی حال میں نہیں چھوڑونگا۔“ وغیرہ۔ اس سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو اور کیوں پریشان کر رہے ہو؟ تو اس کا جواب بس اتنا ہی تھا۔ کہ ”میں جان لینے کے لئے آیا ہوں اور جان لیکر ہی جاؤں گا۔“ بزرگوں کی بارگاہوں سے اسے جو کچھ ملا تھا اس کی روشنی میں اس نے کچھ پڑھ کر دم کیا، حاضری بند ہو گئی، لیکن یہ خدشہ اسے مسلسل پریشان کرتا رہا کہ ابھی ٹانکے کچے ہیں اور اسی حالت میں اگر پھر آسیبی خلل ظاہر ہوتا ہے تو ٹانکوں کے پک جانے کا خطرہ ہے، کہیں دوبارہ آپریشن کی نوبت نہ آ جائے۔ اسی فکر میں غلطاں و پیچاں تھا اچانک اسے خیال آیا کہ میرے شیخ ابھی فیض آباد میں واقع اپنے مکان پر ہی تشریف فرما ہونگے۔ کیونکہ مسلسل دینی و تبلیغی سفر کے درمیان صرف رمضان المبارک ہی وہ مہینہ تھا جس کی ستائیس تاریخ شیخ اپنے مکان تشریف فرما ہوتے، اور آج رمضان المبارک کی ۱۰ر تاریخ تھی۔ وہ چپکے سے اٹھا اور تقریباً ایک فرلانگ پر واقع تکیہ پاڑہ (ہوڑہ) ہی کے ایک ایس ٹی ڈی بوتھ میں پہونچ کر فون کیا۔ سلام کا جواب دیتے ہی شیخ نے بڑے مشفقانہ انداز میں پوچھا، ”کہو بیٹا کیسے ہو؟“ مرید نے عرض کی حضور بہو کا یکم رمضان کو آپریشن ہوا تھا، آج نرسنگ ہوم سے گھر لایا ہوں لیکن بعد مغرب ایسا ایسا واقعہ پیش آیا۔ ارشاد فرمایا، ”گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا! اطمینان رکھو انشاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔ البتہ بہو جب مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے تو ایک مرتبہ آستانۂ مخدوم پر حاضری دلوا دینا“ مرید نے کہا جی حضور! انشاء اللہ العزیز اس کا خیال رکھونگا۔ قلب کو یک گونہ طمانیت حاصل ہوئی۔

دوسرے دن نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد جیسے ہی گھر میں داخل ہوا اچانک مریضہ کی کیفیت بدلی، آسیب ظاہر ہوا اور اس نے کہا ”السلام علیکم“ مرید نے جواب میں وعلیکم السلام کہکر پوچھا کون؟ حاضر ہونے والے نے بتایا کہ میں وہی جن ہوں جو کل آیا تھا۔ بڑی حیرت سے اس نے پوچھا کہ کل تو تم بہت پریشان کر رہے تھے اور آج بڑی شرافت سے سلام کر رہے ہو کیا ماجرا ہے؟ جن نے جواب دیا میں صرف ایک بات کہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور یہ کہ آپ کے پیر و مرشد نے مجھکو بلاکر بہت ڈانٹا ہے اور تنبیہ کی ہے۔ میں اب کبھی بھی اس کو پریشان نہیں کروں گا اور نہ کبھی اس پر حاضر ہونگا۔ ایک ضروری بات کہنی تھی اس لئے آج آخری بار آیا ہوں وہ یہ کہ جب یہ ٹھیک ہو جائے تو ایک مرتبہ اس کو کچھوچھہ شریف حاضری ضرور دلوا دیں۔ میں جا رہا ہوں السلام علیکم کہتے ہوئے جن کی حاضری ختم ہو گئی اور مریضہ پھر معمول کی حالت میں واپس آ گئی اور بفضلہٖ تعالیٰ چند ہی دنوں میں مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی۔

(۲) شیخ اپنے چہیتے مرید حاجی محمد ہاشم اشرفی (تکیہ پاڑہ ہاوڑہ) کے مکان پر قیام پذیر تھے۔ ایک مرید اپنی پانچ سالہ اور سات

سالہ دو بچیوں کو لیکر حاضر خدمت ہوا۔ شیخ کا رنگ آج کچھ عجیب تھا ایسا لگتا تھا کہ آج بہت مسرور ہیں، شادمانی انگ انگ سے پھوٹی پڑ رہی تھی۔ اسی عالم میں دونوں بچیاں حاضر ہوئیں اور شیخ کو سلام کرکے دست بوسی کی۔ شیخ بچوں سے بہت پیار کرتے۔ دونوں پھول جیسی بچیوں کے سروں پر دست شفقت رکھا اور مرید سے پوچھا ’’بیٹا یہ کون ہیں؟‘‘ مرید نے عرض کی حضور آپ کی پوتیاں ہیں۔ ’’اچھا اچھا! ایک نظر پھر پوتیوں پر ڈالی اور سوال فرمایا ’’پوتیاں ہی ہیں پوتا نہیں ہے۔‘‘ مرید نے عرض کی حضور یہی پوتیاں بھی ہیں اور یہی پوتے بھی۔ ارشاد فرمایا ’’بیٹا جاؤ! اس بار پوتا ہوگا اور نام میں خود رکھوں گا‘‘ .....اذعان ویقین کے اس تیور پر قربان جایئے ایک مقبول بارگاہ کی زبان سے نکلے ہوئے اس جملے کی صداقت دس ماہ بعد ہی جلوہ گر ہوگئی، بچہ پیدا ہوا اور شیخ نے اس کا نام ’’غضنفر حسین‘‘ تجویز فرمایا۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ عظیم المرتبت شیخ کامل کون ہیں؟ یہ فقید المثال شخصیت گل گلزار اشرفیت شہزادۂ سمناں سیدنا الشاہ بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ کی ہے۔ جنہیں آج دنیا ’’اشرف الاولیاء‘‘ کے لقب سے جانتی پہچانتی اور مانتی ہے اور مذکور دونوں واقعات کا تعلق خود میری ذات سے ہے۔ (اس طرح کے بیشمار واقعات ہیں جنہیں بخوف طوالت چھوڑا جارہا ہے)

وقت کی اس عظیم ہستی نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ تقریباً سات دہائیوں تک (۱۹۲۷ء تا ۱۹۹۸ء) افق ہدایت پر ولایت کا یہ آفتاب درخشاں رہا جس کی کرنوں سے تیرہ لاکھ سے زائد افراد کے قلوب منور ہوتے رہے اور جس کی ضیا پاشیوں نے کفر کی تاریکیوں میں بھٹکنے والے ہزارہا افراد کو ایمان کے نور سے منور کرکے منزل مقصود تک پہونچایا بارہا شیخ کے ساتھ سفر و حضر میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ہر سفر نئے مشاہدات وکمالات سے روشناس کراتا اور ہر ملاقات میں شیخ کے محاسن کی ایک نئی پرت کھلتی۔ شفقت ایسی کہ شفقت پدری بھی قربان جائے۔ کیا امیر کیا غریب!

مجلس عام میں بھی سب کی طرف یوں نظر ہوتی کہ محفل کا ہر فرد سمجھتا کہ حضرت مجھ سے مخاطب ہیں اور سب سے بڑی خصوصیت یہ کہ ہر شخص کا تصور یہ ہوتا کہ حضرت مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے ہیں۔ بارہا ایسے مواقع آئے کہ محفل عام میں موجود علماء سے اگر کوئی خاص بات کہنی ہوتی تو بے تکلف عربی زبان کا استعمال فرماتے۔ بڑی خوبصورت عربی بولتے۔ حضرت کی مجلس وعظ میں شریک ہونے والا ہر فرد اس بات کی گواہی دے گا کہ حضرت کا خطاب شروع ہو جانے کے بعد مجمع ایسا مسحور ہوتا کہ کبھی کبھی کسی شخص کو درمیان تقریر محفل سے اٹھتے نہیں دیکھا گیا۔ ایسا شگفتہ انداز بیان کہ لوگوں کو نہ تو گردوپیش کی خبر ہوتی نہ وقت گذرنے کا احساس۔ حضرت کی تشریف فرما ہوتے ہی پوری مجلس میں الگ طرح کی روحانی رنگ آجاتا، سونے والے جاگ جاتے، دوران خطابت کبھی کسی پر نیند کا غلبہ نہیں ہوتا۔ یہ ایک ایسی خصوصیت تھی جو ہزاروں جلسوں میں شرکت کے باوجود کم از کم میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ علم وعمل تقویٰ وطہارت کے ساتھ ساتھ عملیات وردعملیات وروحانیت میں بھی حضرت کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ لیکن ہمیشہ خود کو چھپاتے (مثال کے لئے اول الذکر واقعہ کافی ہے) نماز، معمولات ووظائف کی سخت پابندی فرماتے۔ اور مجلسی گفتگو میں کسی نہ کسی زاویے سے اس جانب حاضرین کو بھی رغبت دلاتے۔

یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے حضرت کے ارشادات کو دل سے سنا اور جن پر حضرت نے توجہ خاص ڈال دی ان کی زندگی یکسر بدل گئی۔ اور آج ذکر خدا سے غافل رہنے والے نہ جانے کتنے افراد ذاکرین اور شاکرین کی صف میں ہیں۔ پہلے والے واقعہ میں اہلیہ کے آپریشن اور مابعد کے واقعات کا بیان گذر چکا ہے۔ یہ پہلا واقعہ رمضان المبارک میں پیش آیا، دو ماہ بعد حضرت کے حکم کے مطابق میں اہلیہ کو لیکر آستانہ مخدوم پر حاضر ہوا اور اسی درمیان حضرت کلکتہ تشریف لے آئے۔ تین دن آستانہ مخدوم پر قیام کے

بعد وہاں سے واپسی میں حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مرید خاص جناب حاجی محمد نعیم الدین صاحب مرحوم، حاجی محمد سلیم اشرفی (گڈا، جھارکھنڈ) کی جانب سے منعقد ہونے والے سالانہ اجلاس ''سرکار مدینہ کانفرنس'' میں شرکت کی اور ۲۱/ذی القعدہ کو علی الصباح وہیں حضرت کے وصال کی خبر ملی۔ علم وحکمت، دیانت وصداقت، حلم ومروت اور ولایت وکرامت کا ایک آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اس صدمۂ جانکاہ سے دل بیحد متاثر ہوا اور پہلی بار اس چوٹ نے اشعار کی صورت اختیار کی۔

معرفت کا ایک بحر بیکراں جاتا رہا
کارواں کو چھوڑ میر کارواں جاتا رہا
عشق کی دنیا اندھیری ہو گئی یکبارگی
حسن کا اک آفتاب ضوفشاں جاتا رہا
جس نے اپنے خون سے سینچا تھا اک اک پھول کو
دردِ دل میں لئے وہ باغباں جاتا رہا

ماحول سوگوار ہو گیا اور شیخ حضرت علامہ الحاج سید اظہار اشرف صاحب قبلہ شہزادۂ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے ساتھ بھی آبدیدہ ہو گئے۔ وہیں سے میں شیخ اعظم کے ساتھ سیدھے کچھوچھہ شریف کے لئے چل پڑا۔ حضرت کا جسد خاکی بذریعہ ہوائی جہاز لکھنؤ اور وہاں سے بائی روڈ کچھوچھہ شریف لایا گیا۔ جمعہ کا دن گذار کر شنبہ کی شب حضرت کا وصال گیارہ بجکر تین منٹ پر ہوا تھا اور یکشنبہ (اتوار) کو تجہیز وتکفین ہوئی۔ غسل کے وقت جملہ بزرگان خانوادہ کے ساتھ یہ فقیر بھی حاضر تھا۔ تاج الاولیاء حضرت علامہ سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ النورانی کا حکم ہوا، مولانا! آپ اپنے ہاتھوں سے غسل دیں، مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا حضرت نے پھر ارشاد فرمایا۔ ایک طرف مرشد کی جدائی کا غم دوسری طرف اس بات کی خوشی کہ یہ سعادت جو میرے تصور میں بھی نہیں تھی مجھے نصیب ہو رہی ہے۔ تقریباً چھتیس گھنٹے سے زائد کا وقت گذر جانے کے بعد بھی حضرت کا جسم ناز پھول کی طرح تھا اور ہونٹوں پر وہ مسکراہٹ رقصاں تھی جو ایک محبوب کے ہونٹوں پر وصال محبوب کے وقت ہوتی ہے۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

معطر ہے اسی کوچے کی صورت اپنا صحرا بھی
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

☆☆☆☆☆☆☆

منقبت

نتیجۂ فکر: عابر قالین آبادی

زینت الاصفیا اشرف الاولیاء
سید الاذکیا اشرف الاولیاء
تو ہے آقا مرا میں ہوں خادم ترا
دے تصدق ذرا اشرف الاولیاء
روشنی دی ہے ظلمت کدے کو سدا
آل نورالہدیٰ اشرف الاولیاء
لاکھ قلب و جگر کو منور کیا
وہ اجالا ترا اشرف الاولیاء
مر نہ جاؤں کہیں تجھ کو دیکھے بنا
آ کے جلوہ دکھا اشرف الاولیاء
دام گیسو گلے میں مرے ڈال دے
میں ہوں شیدا ترا اشرف الاولیاء
نہ بھنور میں پھنسے گی یہ کشتی مری
تو ہے جب ناخدا اشرف الاولیاء
صوفیوں کی صفت مجھکو عابر ملے
ہے وظیفہ مرا اشرف الاولیاء

☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء سے وابستہ چند یادیں

حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی شیخ الادب الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یو. پی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً ومصلیاً ومسلماً

یہ کویہ ۱۹۹۲ء کی بات ہے جب میں دار العلوم قادریہ چریا کوٹ ضلع مئو میں شعبہ عربی وفارسی کے صدر کی حیثیت سے تعلیمی خدمات انجام دے رہا تھا۔ حضرت مولانا حافظ مشکور احمد اعظمی مصباحی زید مجدہ کی دعوت پر دار العلوم کے اساتذہ اور طلبہ کے ہمراہ سمبھی (ضلع اعظم گڑھ) پہنچا جو حافظ صاحب کا وطن مالوف ہے۔ انھوں نے علم دین کی نشر واشاعت اور دین وسنیت کی وہاں ایک دینی ادارہ قائم فرمایا تھا اور اس کے لیے علاحدہ ایک مستقل عمارت کی تعمیر کی غرض سے ایک جلسہ تاسیس کا انعقاد کیا تھا۔ سمبھی پہنچکر بہت سے علماء وحفاظ سے ملاقات ہوئی، نماز مغرب سے فراغت کے بعد اس مکان میں حاضر ہوا جہاں علماء کرام اور مشائخ عظام کا قیام تھا۔ حافظ صاحب کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اس جلسہ کے سنگ بنیاد کے مہمان خصوصی خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف (ضلع امبیڈکر نگر) کے فرد فرید اشرف الاولیاء، زینت الاصفیاء حضرت علامہ سید مجتبیٰ اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ہیں جو سامنے والے کمرے میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت کا تذکرہ اپنے اکابر کی زبان سے پہلے ہی سن چکا تھا، زیارت اور دست بوسی کے لیے قیام گاہ میں حاضر ہوا، آپ اپنے ایک ہم عمر بزرگ کے ساتھ محو گفتگو تھے، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ دوسرے بزرگ حضرت علامہ ومولانا محمد احمد شاہدی تھے جو جاجمئو کانپور سے تشریف لائے تھے، میں نے کمرہ میں داخل ہوکر سلام کیا اور دست بوسی کی، حضرت نے اپنی گفتگو روک کر میری خیریت معلوم کی اور تعارف چاہا، میں نے مختصراً اپنا تعارف کرایا اور جب میں نے یہ بتایا کہ میں شیخن ٹولہ، قصبہ سدھور، ضلع بارہ بنکی کا رہنے والا ہوں، جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے ۱۹۸۹ء میں میری فراغت ہے اور اس وقت دار العلوم قادریہ چریا کوٹ میں تدریسی خدمات انجام دے رہا ہوں تو حضرت کے چہرے سے بشاشت کے آثار ہویدا ہوگئے۔

اس وقت تو میری سمجھ میں نہ آیا کہ میرا تعارف سنتے ہی حضرت رخ زیبا کیوں کھل اٹھا تھا؟ لیکن بعد غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اس بشاشت وشگفتگی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت بھی ۱۹۴۷ء میں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور سے فارغ ہیں اور دار العلوم کے نامور فرزندوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ اور میرے وطن مالوف (سدھور، بارہ بنکی) سے حضرت کے مشائخ کرام کا قدیم تاریخی رشتہ ہے۔ بانی سلسلہ اشرفیہ محبوب یزدانی حضرت سیدنا مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ورود ومسعود قصبہ سدھور میں دوبار ہوا اور وہاں کے شیوخ واشراف اور دیگر باشندوں نے حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور مخدوم شیخ خیر الدین انصاری، مخدوم شیخ علی انصاری اور مخدوم قاضی محمد سدھوری کو حضرت نے اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔ خود لطائف اشرفی اور صحائف اشرفی میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اس طرح وطن اور درسگاہ دونوں اعتبار سے ایک طرح کا تعلق ہونے کی وجہ سے حضرت اشرف الاولیاء کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

پھر حضرت علیہ الرحمہ شاہدی صاحب سے گفتگو میں مصروف ہو گئے اور میں وہیں باادب بیٹھ کر دونوں بزرگوں کی گفتگو سننے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ اللہ تعالی نے آپ کو حسن ظاہر اور جمال باطن دونوں سے نوازا تھا، سیادت ونجابت کے آثار چہرے سے نمایاں تھے۔ گفتگو سنجیدہ، باوقار اور باوزن تھی، جس سے سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

پھر حضرت کے مبارک ہاتھوں اس ادارہ کی رسم سنگ بنیاد ادا ہوئی۔ بعد عشاء جلسہ تاسیس کا آغاز ہوا۔ یہ حضرت سے پہلی ملاقات اور پہلی زیارت تھی۔ پھر اس کے بعد کچھوچھہ شریف میں کئی بار حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت کا شمار دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے قابل فخر فرزندوں میں ہوتا ہے۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی، شہزادۂ صدر الشریعہ علامہ عبد المصطفے ازہری، جامع معقول ومنقول علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہم الرحمۃ الرضوان قابل ذکر ہیں۔

اور آپ کے رفقائے درس میں بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی مدظلہ العالی، مولانا محمد شفیع اعظمی مبارکپوری، حضرت مولانا قاری محمد یحیٰ اعظمی مبارکپوری علیہما الرحمہ جیسے نامور فضلاء شامل ہیں۔

آپ بلند پایہ خطیب، حاضر جواب متکلم، جلیل الشان عالم دین اور بافیض شیخ طریقت تھے، آپ کے ہاتھوں نامعلوم کتنے گم گشتگان راہ کو ہدایت نصیب ہوئی، اور آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے نہ جانے کتنے بھٹکے ہوئے ''آہو'' سوئے حرم روانہ ہوئے۔ آپ نے بیعت اور ارشاد کے علاوہ مختلف مقامات پر مساجد، مدارس اور مکاتیب قائم فرما کر دین متین کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔

احقاق حق اور ابطال باطل آپ کا محبوب وطیرہ تھا، اظہار حق میں آپ نہ کسی سے مرعوب ہوتے اور نہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ کرتے، دینی پختگی اور بدمذہبوں سے نفرت وبیزاری آپ کے خاص اوصاف ہیں، لیکن اہلسنت کے باہمی اختلافات میں آپ ہمیشہ جادۂ اعتدال پر قائم رہے اور اپنے مریدین ومتوسلین کو اسی کی تلقین فرماتے رہے اس طرح آپ کی ذات اشداء علی الکفار رحماء بینهم کی چلتی پھرتی تصویر تھی، اللہ تعالی آپ کی تربت انور پر ہمیشہ رحمت ونور کی بارش برسائے اور آپ کی قائم کی ہوئی یادگاروں کو ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔ آمین

آپ کے فرزند ارجمند خطیب ملت شیخ طریقت حضرت مولانا سید جلال الدین اشرفی جیلانی معروف بہ قادری میاں آپ کے سچے وارث اور جانشیں ہیں جو آپ کے اوصاف کے حامل اور آپ کے طریقے پر گامزن ہیں۔ حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ کے پیر ومرشد حضرت مخدوم علاء الحق علیہ والرضواں کے دیار پاک پنڈوہ شریف، مالدہ بنگال میں ایک شاندار دینی ادارہ چلا رہے ہیں اور فرزندان اسلام کو زیور تعلیم سے آراستہ کر رہے ہیں۔

رب کریم ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور دارین میں ان خدمات کا وہ صلہ عطا فرمائے جو انکی شان رحیمی وکریمی کے لائق ہے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین و صلی الله تعالی علی خیر خلقه ونور عرشه سیدنا ومولانا محمد خاتم النبین وعلی آله الطاهرین واصحابه اجمعین.

(بشکریہ مفتی کمال الدین اشرفی)

☆☆☆☆☆☆

بانی مخدوم اشرف مشن، مخدوم اشرف مشن کے حوالے سے

استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی رضاء الحق اشرفی راج محلی (شیخ الحدیث جامع اشرف درگا کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی)

مخدوم اشرف مشن (پنڈوہ شریف ضلع مالدہ، مغربی بنگال) کا نام سنتے ہی ایک اشرفی بزرگ کی دل آویز روحانی شخصیت کا سراپا ذہن کے پردے میں جلوہ گر ہوجاتا ہے۔ وہ اشرفی بزرگ، مخدوم الاولیاء محبوب ربانی اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے پوتے، عارف باللہ سید شاہ مصطفےٰ اشرف علیہ الرحمہ کے فرزند سعید اور عالم ربانی حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف علیہ الرحمہ کے برادرزاد تھے۔ میری مراد ولی کامل، مرشد برحق، شیخ طریقت، عالم باعمل حضرت علامہ الحاج الشاہ ابوالفتح سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمتہ والرضوان کی ذات گرامی سے ہے۔ آپ خانوادۂ اشرفیہ اور گروہ علماء ومشائخ میں ایک جید عالم دین، باعمل شیخ طریقت، عظیم مبلغ سنیت اور اپنے لاکھوں مریدین ومعتقدین کے درمیان اشرف الاولیاء کے خطاب سے یاد کئے جاتے تھے۔ خاندان وجاہت وبزرگی کے علاوہ، آپ کی گوناگوں ذاتی خوبیوں اور دینی، علمی وروحانی خدمتوں نے آپ کو اپنے دور کے مشائخ میں نمایاں مقام عطا کیا تھا۔ میں اس مختصر مقالے میں ''مخدوم اشرف مشن'' کے حوالے سے حضرت کی دینی، علمی، روحانی وفلاحی خدمات کا منہ بولتا ثبوت آپکا قائم کردہ ''مخدوم اشرف مشن'' ہے۔ بولنے کو تو یہ ایک ادارہ ہے لیکن اپنے آپ میں یہ کئی اداروں کو سموئے ہوئے ہے۔ بہ یک وقت یہ ادارہ دینی بھی ہے اور روحانی بھی ہے، تبلیغی بھی۔ راقم الحروف کے علم کے مطابق مخدوم اشرف مشن کے تحت فی الحال درج ذیل شعبے بڑی تن دہی اور کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔

الجامعتہ الجلالیہ العلائیہ : یہ دینی درسگارہ عظیم الشان عمارت میں درس نظامی کے مطابق درجۂ فضیلت (دورۂ حدیث) تک کی تعلیم میں سرگرم عمل ہے۔ یہاں پر لائق مخلص اساتذہ کی نگرانی میں طالبان علوم دینیہ کو دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ یہاں تعلیم کے ساتھ بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ یہاں کے نظام تعلیم وتربیت کو دیکھ کر ہندوستان کے بالغ نظر علماء اساتذہ ومشائخ نے اپنے گراں قدر تاثرات اور مسرتوں کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کا ثبوت جامعہ کا معائنہ رجسٹر ہے۔

دارالافتاء : ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے سوالوں کے شرعی جوابات کے لئے دارالافتاء بھی ہے۔ یہاں سے مفتیان کرام سوالات کے شرعی جوابات دیتے ہے۔

شعبہ تحفیظ القرآن: اس شعبے میں تکمیل حفظ قرآن کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہاں سے فارغ ہونے والے حفاظ کو حدر کے ساتھ قرآن کا دور مکمل کرایا جاتا ہے۔ یہاں کے فارغ شدہ بعض حافظوں کو خود میں نے حدر کے ساتھ قرآن پاک پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب کہ سنی مدارس میں یہ خوبی خال خال نظر آتی ہے۔

کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر : اس میں باضابطہ طور پر کمپیوٹر کی تعلیم دی جاتی ہے اور کمپیوٹر کورس کا ڈپلوما کرایا جاتا ہے۔ اس کورس کے مکمل ہونے پر طالب علم کو سند بھی دی جاتی ہے، جس کے ذریعہ وہ سرکاری یا نیم سرکاری کمپیوٹر شعبوں میں نوکری حاصل کرکے اپنے آپ کو خود کفیل بنا سکتے ہیں۔

فری ہومیو اسپتال : ہر ہفتے چند مخصوص دنوں میں یہاں پر ماہر ہومیو پیتھک ڈاکٹرز مریضوں کے مفت علاج کے لئے موجود رہتے ہیں۔ صبح وشام تک مریضوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے۔ سب کو امراض کی تشخیص کے ساتھ ساتھ مفت دوائیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ یہ فلاحی کام بلاتفریق مذہب وملت فی سبیل اللہ انجام دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے مغربی بنگال کے مختلف اضلاع میں مخدوم اشرف مشن کی طرف سے موبائل ہاسپٹل کے ذریعہ طبی خدمات انجام دی جا رہی تھیں۔ دو تین سال کی مختصر مدت میں موبائل ہاسپٹل کے توسط سے مخدوم اشرف مشن نے بے شمار لوگوں کو طبی سہولیات مفت فراہم کی ہیں۔

مخدوم اشرف مشن کے موجودہ تمام شعبے حضرت اشرف الاولیاء کے خلف اکبر وجانشین برحق، معمار قوم وملت حضرت مولانا الحاج الشاہ سید محمد جلال الدین اشرف عرف قادری میاں مدظلہ العالی کی محکم نگرانی میں چل رہے ہیں۔ حضرت قادری میاں صاحب اپنے والد بزرگوار علیہ الرحمہ کے خوابوں کو تعبیر کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کررہے ہیں۔ اگرچہ حضرت اشرف الاولیاء ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کی روحانیت ''قادری میاں'' کی صورت میں رات ودن ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء عزم کے کوہِ گراں تھے۔ ایک خستہ حال اور دینی تعلیم سے دور جاہل علاقے میں اتنا بڑا دینی، علمی اور فلاحی کارنامہ انجام دینا پتھر سے چشمہ نکالنے کے مترادف ہے۔ یہ بڑی جگر کاوی اور بلند حوصلگی کا کام ہے۔ اس وقت مخدوم اشرف مشن کے تحت جو شعبے خدمات انجام دے رہے ہیں ان کے علاوہ اور بھی کئی فلاحی وسماجی واقتصادی شعبے قائم کرنا مشن کے عظیم منصوبوں میں ہے۔ مشن کی دینی درسگاہ کے نصاب تعلیم میں قدیم وجدید کا حسن امتزاج پیدا کرنے کے لئے کوششیں ہورہی ہیں، اسکولی تعلیم کے لئے جامع علائیہ کے گراونڈ میں ایک عظیم عمارت تعمیری مراحل سے گذر رہی ہے۔ ان تمام خدمتوں کا سہرا بالواسطہ وبلاواسطہ حضرت اشرف الاولیاء ہی کے سر جاتا ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء گوناگوں ظاہری وباطنی خوبیوں کے مالک تھے۔ خدمت دین کا جذبہ تو آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ پرپیچ راستوں پہ چل کر گاؤں گاؤں میں جاکر آپ نے سنیت کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ مغربی بنگال کے اضلاع میں خصوصاً جو کچھ دین وسنیت کی بہاریں نظر آتی ہیں ان میں اشرف الاولیاء کی خدمتوں کا سب سے اہم رول رہا ہے۔

مجھ فقیر اشرفی کو بھی حضرت اشرف الاولیاء کی دور ونزدیک سے بارہا زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ چہرہ خوبصورت، بھرا ہوا، پیشانی روشن، کشادہ، جس پر سعادت کے آثار نمایاں، ہونٹ پتلے پتلے گلابی رنگ لیے ہوئے، آنکھیں بڑی بڑی خوبصورت، سر پہ خاندانی کلاہ اور کبھی تاج خاندانی، قد ایسا دراز کہ سیکڑوں کے مجمع میں نمایاں، یہ ہے حضرت اشرف الاولیاء کے سراپا کا مختصر تعارف۔ دیکھنے والا پہلی ہی نظر میں آپ کی وجیہ وبارعب شخصیت کو دیکھ کر متاثر ہو جاتا۔ مجھے آپ کی متعدد مجلسوں میں دیر دیر تک بیٹھنے اور آپ کی مجلسی گفتگو سے محظوظ ہونے کا بھی موقع ملا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کوئی خلاف شرع بات دیکھتے تو جلال میں آجاتے اور سختی کے ساتھ اس کی تردید فرماتے۔ اپنے مریدین کی اصلاح میں کوئی رعایت نہیں برتتے تھے۔ جلسوں میں خطاب فرماتے تو انداز پیشہ ورانہ نہیں بلکہ ہر حال میں ناصحانہ انداز اختیار فرماتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک بار صوبہ جھارکھنڈ تحصیل راج کے ایک گاؤں کٹہل باڑی میں ایک جلسے میں آپ وعظ فرما رہے تھے، جلسے میں خواتین کے لیے پردے کا معقول انتظام تھا پھر بھی کچھ خواتین پردہ ہٹا ہٹا کر حضرت کو دیکھنے کی کوشش کر رہی تھیں اور آپس میں شور مچا رہی تھیں۔ وعظ کے دوران حضرت نے اپنے ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ: عورت کو پردہ کرنا

چاہئے۔ عورت سراپا عورت ہے حتی کہ اسکی آواز بھی عورت ہے ،لیکن بدستور وہ عورتیں شور مچاتی رہیں۔ حضرت نے وہاں کے ماحول کے مطابق بنگلہ زبان میں نصیحت فرمائی، پھر بھی اپنی عادت کے مطابق شور مچانے سے وہ باز نہ آئیں۔ حضرت کو جلال آ گیا اور اپنے مخصوص انداز میں انھیں ڈانٹا تو سب اپنی جگہوں پر چپ بیٹھ گئیں، پھر پورے وعظ کے دوران کسی نے کوئی شور غل نہیں کیا۔

آپ نے تبلیغ دین وسنیت کے لیے جس سنگلاخ زمین کو اپنا مرکز تبلیغ بنایا تھا اس کو ہموار کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ آج سے پچاس سال پہلے مغربی بنگال ضلع مالدہ اور اس کے قرب وجوار میں جو تہذیب رائج تھی اس سے وہاں کے بوڑھے پرکھے اچھی طرح واقف ہیں۔ آج کے موجودہ حالات سے بھی اس کا بہت کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ جہالت عام تھی، جہاں پر تعلیم تھی بھی وہاں دین سے عموما بیزاری پائی جاتی تھی۔ انگریزی تعلیم یافتہ لوگ بالعموم کمیونسٹ مزاج تھے، بدمذہبی تیزی سے پھیلتی جا رہی تھی، ایسے دین بیزار اور جہالت کے ماحول میں حضرت اشرف الاولیاء نے وہاں پر شمع حق روشن کی جس کی روشنی سے بیشمار لوگوں کے دل روشن ہو گئے۔

حضرت اشرف الاولیاء سے مجھے عقیدت کی حد تک قلبی لگاؤ اس لیے ہے کہ آپ کو میں نے جہاں تک دیکھا ہے متبع شریعت، حسن اخلاق کا حامل اور بزرگانہ اوصاف سے متصف پایا ہے۔

یہ نامہ سیاہ راقم الحروف حضرت اشرف الاولیاء کو آخری غسل دینے میں شریک تھا۔ خدا گواہ! وہی نورانی چہرہ، چمکتی ہوئی پیشانی، لبوں پہ مسکراہٹ کی سی کیفیت، پورا جسم گویا تروتازہ جیسے ابھی آرام کے لیے محو خواب ہوئے ہوں۔ مولی تعالی حضرت کی قبر انور پر رحمت ونور کی بارش برسائے اور آپ کے عقیدت مندوں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات

دارالعلوم فیضان رسول (قائم شدہ ۱۹۶۱ء) جہاں سینکڑوں طلباء اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں، تعمیری وترقیاتی لحاظ سے یہ ادارہ روز افزوں ترقی کی راہ پر گامزن ہے، مزید ترقی کی لئے اس سال ۲۰۰۷ء عرس مخدومی کے موقع پر کچھوچھہ شریف کی فعال ومتحرک تنظیم غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی سے الحاق کر دیا گیا ہے۔

لہذا دردمندان قوم وملت سے گذارش ہے کہ ہر موقع پر اس ادارہ کا خیال رکھیں اور اس کی توسیعی پروگرام میں حصہ لیکر دینی فرض ادا فرمائیں۔ جزا کم الله خير الحزاء.

: ترسیل وزر کا پتہ:

دارالعلوم فیضان رسول

تج پوروا، پوسٹ کشن پور تیلور، ضلع ویشالی (بہار) فون: 09830028786

حضرت اشرف الاولیاء مسلم الثبوت شیخ طریقت تھے

حضرت مولانا شمس الہدیٰ خان صاحب شیخ المعقولات الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

الحمد لله والصلوة والسلام على نبى الله وعلى من اتقى تقواه وبعد.

مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز ارقام فرماتے ہیں: ''مرید ہونا سنت ہے شیخ جامع شرائط کے ہاتھ پر، بیعت سنت متوارثہ مسلمین ہے اور اس میں بیشمار منافع برکت دین ودنیا وآخرت ہے بلکہ وہ وابتغوا الیه الوسیلة کے طرق جلیلہ سے ہے؛ بلکہ ایک حدیث روایت کی جاتی ہے ''من لا شیخ له شیخه الشیطان '' یعنی جسکا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے (فتاوی رضویہ جلد ۱۲ ص: ۲۰۷، رضا اکیڈمی)

اس سلسلہ میں محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں آیت کریمہ صراط الذین انعمت علیہم کے تحت نفیس کلام فرمایا ہے۔

بیعت کے لیے لازم ہے کہ پیر چار شرطوں کا جامع ہو (۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) اس کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک صحیح اتصال سے ملا ہوا ہو (۳) غیر فاسق معلن ہو (۴) اتنا علم دین رکھنے والا ہو کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔ اگر کوئی بدمذہب یا منقطع السلسلہ یا فاسق معلن یا جاہل ہو تو اس سے بیعت صحیح نہیں۔ پیر کے لیے سادات سے ہونا کوئی ضروری نہیں ہاں ان شرطوں کے ساتھ سید بھی ہو تو نور علی نور مگر اسے شرط ضروری ٹھہرانا تمام سلاسل طریقت کا باطل کرنا ہے۔

گو کہ سید جو درجہ کفر کو نہ پہنچا ہو بہر صورت قابل تعظیم واحترام ہے اگر چہ فسق وفجور میں مبتلا ہو اور صحیح النسب سید کافر ہو بھی نہیں سکتا۔

امام احمد رضا قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں: ''پھر بھی سید کا فضل ذاتی ہے کہ فسق بلکہ بدمذہبی سے بھی نہیں جاتا جب تک معاذ اللہ حد کفر کو نہ پہنچے اور سید صحیح النسب بحمدہ تعالی اس سے محفوظ رہے گا'' (فتاوی رضویہ ۲۶:۱۱)۔

ال رسول علیہ الصلاۃ والسلام، شہزادۂ غوث عالم صوفی باصفا اشرف الاولیاء حضرت علامہ شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی مصباحی علیہ الرحمۃ والرضوان ان پیران عظام میں سرخیل کی حیثیت رکھتے ہیں جو ہر چہار شرائط کے مکمل جامع تھے سنی ہی نہیں بلکہ سنی گر ایسے کہ ہزاروں گمراہوں بدمذہبوں نے ان کے دست حق پرست پر تائب ہوکر پکے سچے سنی بن گئے اور متصلب فی العقیدہ وہ کہ دیوبندیوں اور وہابیوں سے دسیوں مناظرے آن بان سے فرمایا اور فتح مبین نے آپکے قدم چومے، مخالف کو راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا۔ آپ کے مناظرے سے متاثر ہوکر بڑی تعداد نے اپنی بد مذہبی سے تائب ہوکر آپکے دامن سے وابستہ ہوگئے۔ اتصال سلسلہ اتنا مستحکم کہ ایک نہیں متعدد طرق سے آپ کا سلسلہ بیعت حضور اقدس ﷺ سے ملتا ہے۔ فسوق وفجور سے اس قدر دور ونفور کہ فرائض وواجبات کیا سنن ومستحبات پر مواظبت فرماتے اور کوئی اگر چاندی کی ایک انگوٹھی کے سوا یا غیر چاندی کی انگوٹھی پہن کر آپ کے پاس آتا تو کافی نفرت کا اظہار فرماتے اور اس غیر شرعی انگوٹھی کو ہاتھ سے نکلوا دیتے۔ اگر کوئی کچھ لینے کی غرض سے بایاں ہاتھ کو بڑھاتا تو اسے تنبیہ فرماتے اور داہنے ہاتھ میں ہی عنایت فرماتے۔ اگر کوئی ٹائی لگا کر حاضر ہوتے تو برہمی کے آثار رخ انور پر نمایاں ہو جاتے۔ عالم ایسے کہ آپکو عالم گر کہنا بجا طور پر

درست ہے، دنیائے سنیت کی عظیم درسگاہ ازہر الہند جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں درس وتدریس کے فرائض بھی آپ نے انجام دئے اور بڑے بڑے علماء اور دانشور حضرات دینی مسائل میں آپ سے رجوع فرماتے۔ ۱۹۴۸ء میں ریڈیو پاکستان نے مسلسل چھ ماہ تک آپ کی تفسیر قرآن عظیم کو نشر کیا جسے کافی مقبولیت ملی۔ آپ کو عربی زبان سے کافی انس تھا یہاں تک کہ علماء سے بزبان عربی گفتگو فرماتے آپ کی عربی سن کر اپنے تو اپنے بیگانے بھی انگشت بدنداں رہ جاتے۔ آپ کی عربی دانی اور زبان عربی میں گفتگو سے ۱۹۵۲ء میں بمبئی میں ایک حج معلم اتنے متاثر ہوئے کہ حج بیت اللہ کے لیے خود لے جانے پر مصر ہو گیا۔ چناں چہ عربی زبان دانی کی برکت سے والدین کریمین کے ساتھ سعادت حج وزیارت سے ہمکنار ہوئے، حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی کرامت کا سوال کرتا تو آپ فرماتے: میاں! شرعی قوانین پر گامزن رہنا، نواہی سے اجتناب کرتے رہنا ہی بڑی کرامت ہے۔ سچ فرمایا گیا ہے: ’’الاستقامة هي الكرامة بل الاستقامة فوق الكرامة‘ خداوند کا تعالیٰ ارشاد ہے: ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل عليهم الملائكة الاتخافوا ولا تحزنوا. اور دوسری جگہ فرماتا ہے: ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون اور یہی استقامت یہی نشان ولایت ہے۔ حضرت صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی روایت ہے ’’خير العمل ماديم عليه واقل‘ ‘(ترغیب وترہیب) قرآن کریم میں ہے: ألاان أولياء الله لاخوف عليهم ولاهم يحزنون. حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواضع، انکساری، سادگی، ورع، ایثار و قربانی، اخلاص وللٰہیت کے سبب اکابر کے یہاں بھی حد درجہ اعتماد اور اہمیت رکھتے تھے۔ حضور مرشدی الکریم سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے رضائے مصطفیٰ تنظیم قائم فرمائی تو حضور اشرف الاولیاء کو نائب صدر کی حیثیت سے منتخب فرمایا۔ ابو الفیض جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپکو جامعہ اشرفیہ کی مجلس شوری کے اہم رکن کی حیثیت سے جگہ عنایت فرمائی۔

خانوادۂ اشرف کے آپ پہلے فرد ہیں جنھیں علم وحکمت سکھانے اور جن سے درس وتدریس کا کام لینے کا شرف جامعہ اشرفیہ مبارکپور کو حاصل ہے۔

آپ ہر ایسے اختلاف ونزاع سے الگ تھلگ رہتے جس سے مسلک کا نقصان ہوتا یا جماعت کا شیرازہ منتشر ہونے کا رخ نظر آتا۔ آپ کا طرۂ امتیاز کہ غریب ونادار حلقے کا دورہ خصوصیت سے فرماتے، پچھڑے ہوئے علاقوں اپنی تبلیغ وبیعت کا مرکز بناتے، جب کہ بہت سے شہرہ آفاق پیروں کو دیکھا گیا کہ صرف زرخیز زمین ہی کو اپنی رشد وہدایت گاہ اپنی تفریح کا چراگاہ بناتے اور غریب ومحتاج علاقے بدمذہبوں کے دام فریب میں گرفتار ہو جاتے۔

بعض ایسے پیروں کو دیکھا اور سنا ہے کہ نامحرم خواتین سے کوئی پردہ نہیں کرتے بلکہ مصافحہ ومعانقہ اور دست و پا دبانے تک کی خدمت بھی لیتے ہیں اور ’’عذر گناہ بدتر از گناہ‘‘ کے قبیل سے یہ کہتے ہیں کہ مرید ہونے والی عورت بیٹی کے درجے میں ہے لہذا یہ سب کچھ روا ہی نہیں بلکہ اس کے لیے باعث سعادت ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

جبکہ حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ کوئی عورت اگر چہرہ کھلے آپ کے پاس آتی تو بہت خفا ہوتے اور اسے پردہ کرنے کا حکم دیتے یہاں تک کہ اگر کوئی خاتون تعویذ لینے کے لیے بغیر کپڑے میں ہاتھ چھپائے اپنا ہاتھ بڑھاتی تو اس پر بھی ناراض ہوتے اور حکم فرماتے کہ ہاتھ پردہ میں رکھ کر تعویذ لو۔

بعض جگہوں کا حال یہ ہے کہ اگر سو افراد مرید ہو گئے تو ہر چہار جانب ڈھنڈورا پٹوانے اور مرید کروانے کے لیے دلال اور ایجنٹ مقرر کئے جاتے ہیں مگر حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ

کی خاموشی میں بھی خلق خدا کی اتنی بڑی تعداد آپ کے دامن کرم سے وابستہ تھی جن کی تعداد ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے اور ان میں اکثریت غریبوں کی ہے۔ اب تو صاحب سجادہ بطور وراثت بنائے جاتے ہیں اور وہ بیعت کرنے لگتے ہیں یہ حرام ہیں۔ جیسا کہ فاضل بریلوی قدس سرہ نے فتاوی رضویہ ۱۰؍۴۴۹ میں اس کی تصریح فرمائی ہے لیکن حضور اشرف الاولیاء نے ”حق بحق دار رسید“ کے تحت سجادگی کی اہلیت رکھنے والے شہزادے ہی کو اس منصب عظیم کے لیے نامزد کیا تا کہ بیعت کے اہل ہی بیعت کرے انھیں خوب معلوم تھا کہ کسی شی کو غیر محل میں رکھنا جرم ہے۔ اس لیے آپ نے اس خصوص میں بہت احتیاط سے کام لیا اس جہان فانی سے رخصت ہوتے وقت بھی شریعت طاہرہ کا وہ پاس رکھا کہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ نے اپنے خادم خاص محمد شمیم اشرفی صاحب فرمایا: ”شمیم مجھے غیر محرم سے بچاؤ، مجھے اب لٹادو، میرے ہاتھ پیر سیدھے کردو اور تم لوگ گواہ رہو میں پڑھتا ہوں“ أشهد أن لا اله الا الله و اشهد أن محمدا عبده و رسوله“ پھر اس کے بعد ہی آپ کی روح پرفتوح قفس عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ انا لله وانا الیه راجعون.

میں نے مصروفیات میں یہ ”مشتے ازخروارے ودانہ از انبارے“ کے طور پر چند سطور سپرد قرطاس کر دیا ہے شاید شرف قبولیت ہمکنار ہو۔

حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے میری چند بار کی سرسری ملاقات ہے ویسے میں حضرت سے تقریباً چوبیس سال قبل سے واقف ہوں جبکہ آپ شہزادہ والا تبار حضرت قادری میاں قبلہ دام ظلہ العالی میرے یہاں اشرفیہ مبارکپور میں زیر درس تھے، میں حضرت قادری میاں قبلہ کے زید مجدہ کی دلچسپی ولگن، چستی و پھرتی کی بنا پر یہ امید کرتا ہوں کہ حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے چھوڑے ہوئے مشن کو روز بروز فروغ واستحکام ملے گا۔

آخر میں بارگاہ یزدمتعال میں دست بدعا ہوں کہ مولی تعالی حضرت قادری میاں قبلہ جانشین حضور اشرف الاولیاء کے بازوؤں میں مزید قوت عطا فرما کہ مخدوم اشرف مشن کو بام عروج پر لے جائیں اور ہم سب کو بزرگان دین وملت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم. واللہ الموفق والمعین.

(بشکریہ مفتی کمال الدین اشرفی)

☆☆☆☆☆☆

نبیرۂ اعلی حضرت اشرفی میاں، اشرف الاولیاء ابو الفتح سید شاہ محمد مجتبی اشرف اشرفی الجیلانی (متوفی ۱۹۹۸ء قدس العزیز کی حیات وخدمات پر مشتمل ”اشرف الاولیاء نمبر“ کی اشاعت پر شہزادہ شیخ اعظم حضرت علامہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی اور مفتی عثمان غنی اشرفی ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

(۱) مولانا عبداللہ اشرفی ابن ناظم علی اشرفی

(۲) مولانا عبدالغفار چشتی اشرفی ابن محمد شریف

مسکونہ ڈنگا تحصیل پیلی بنگا ضلع ہنومان گڑھ

(راجستھان)

فون : 9982516184,015062740786

اشرف الاولیا کی والد بزرگوار
سید الاصفیاء حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا محمد طیب الدین اشرفی، شعبہ تصنیف وتالیف غوث العالم سوسائٹی

پیدائش ومکتب کشائی:

آپ اعلیٰ حضرت سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ حضرت اشرفی میاں علیہ کی زوجہ ثانیہ کے بطن سے ہیں۔ ۷/ذیقعدہ دوشنبہ کے دن ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ خاندانی دستور کے مطابق ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن پر آپ کی مکتب کشائی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی۔ اس کے بعد آپ فرنگی محلی لکھنؤ تشریف لے گئے تمام معقولات ومنقولات کی تعلیم وہیں ہوئی اور بخاری شریف آپ نے حضرت مولانا شاہ لطف اللہ علیگڈھی سے پڑھی۔

بیعت وسلوک:

خاندانی ماحول نورانی غوث وقطب کے فیضان کا بحر بیکراں جاری وساری تھا۔ والد بزرگوار مرتبۂ غوثیت پر فائز، آپ کے بڑے بھائی عالم ربانی حضرت مولانا سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ قطب وقت، آپ اپنے بڑے بھائی عالم ربانی علیہ الرحمۃ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور انہیں کے زیر سایۂ سلوک کی تکمیل فرمائی اور خلافت واجازت پائی۔ نیز اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا اور سلاسل کثیرہ میں اجازت وخلافت حاصل کیا اور ان سلاسل کی تعلیمات سے بھی بہرہ ور ہوئے۔

پیر سے بے پناہ محبت:

آپ کو اپنے پیر ومرشد حضرت عالم ربانی علیہ الرحمہ سے والہانہ محبت ولگاؤ تھا اپنے پیر کی محبت میں اپنے آپ کو فنا کر دیا تھا۔ جب بھی آپ کے پیر ومرشد علیہ الرحمہ کا ذکر ہوتا آپ بیقرار ہو جاتے اور بسا اوقات وہ کیفیت اتنی بڑھ جاتی کہ اپنا ہوش کھو دیتے تھے۔ فقر ودرویشی میں پیر ومرشد ہی کا رنگ آپ پر غالب تھا۔ دنیا سے بے نیازی، امراء ورؤساء اور حکام وقت سے بہت دور، سنت رسول اللہ ﷺ پر شدت سے پابند، صاحب جاہ وجلال بزرگ تھے۔ غریبوں، مسکینوں سے بہت زیادہ پیار ومحبت سے پیش آتے۔ ان کی حاجت روائی اور دلجوئی کی ہر ممکن کوشش فرماتے۔

رؤسا وامراء کی امارت کی کبھی پرواہ نہیں کہ نہ ان کی امارت کی جانب کبھی نظر اٹھا کر دیکھا۔ دنیا اور دنیا کی زینتوں کی جانب کبھی نہیں توجہ کی اور نہ اسکی جانب مائل ہوئے۔ ہمیشہ اپنی فقر ودرویشی کے رنگ میں مست وخوش رہے۔ حضرت علیم اللہ شاہ چشتی عمر آبادی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ حضرت مولانا سید شاہ مصطفےٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ اولیاء ابدال میں سے تھے۔ دنیا میں رہ کر معاملات دنیا سے بے نیاز لیکن حالات دنیا سے ہمہ وقت باخبر رہے۔ بیک وقت متعدد جگہوں پر پائے گئے۔

مریدوں پر نظر:

جو بھی آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ہمیشہ آپ اپنے مریدوں کے حالات سے باخبر رہے اور ان کے حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ کسی بھی لغزش شرعی پر گرفت وتنبیہ فرماتے اور ان کی اصلاح پر پوری توجہ دیتے تھے۔ مریدوں میں جن کے اندر جتنا حوصلہ پایا اسی اعتبار سے آپ نے اسے مستفیض فرمایا۔ کسی طالب کو آپ نے محروم نہیں فرمایا۔ حسب استعداد ضرور اسے نوازا۔ بارہا آپ یہ فرماتے ہوئے سنا گیا میں قطب الارشاد اشرفی میاں کا فرزند ہوں بہتا

دریا ہوں جو چاہے مجھ فقیر سے مستفیض ہوسکتا ہے۔ میرے بعد اس طرح دینے والا نہیں ملے گا۔ بے شک آپ کا یہ ارشاد حق بجانب تھا اسلئے کہ آپ کی نسبت اس عظیم گھرانے سے ہے جس گھرانے سے دنیا والوں کو دین دنیا کی ہر نعمت ملتی رہی ہے۔ آپ قاسم نعمت علیہ ﷺ جو اس دنیا میں اللہ کی نعتیں ہی تقسیم کرنے آئے تھے ان کی اولاد وامجاد ہونے کی نسبت یہ فیض عام تھا کہ ہر طالب نے اپنی صلاحیت واستعداد کے مطابق پورا پورا حصہ پایا۔ **اذ اتم الفقر فهو لايحتاج الى غير الله** کا آپ کی ذات سے مکمل ظہور ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے طالبوں کونوازنے میں کبھی بخالت نہیں فرمائی۔

نکاح واولاد:

آپ کا نکاح صالحپور ضلع بستی میں سید نثار حسین اشرف جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوا ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں عطا فرمائے۔

(۱) بڑے صاحبزادے اشرف الاولیاء حضرت مولانا سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ جن کی ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی اور تکمیل دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے ہوئی۔ دوران تعلیم ہی اپنے جدِ کریم قطب الارشاد حضرت مولانا سید شاہ ابواحمد علی حسین اشرفی جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت پائی۔ تکمیل تعلیم کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ سلوک طے فرمایا اور ان سے بھی خلافت واجازت حاصل کی۔ والد بزرگوار نے اشرف الاولیاء کو اپنا جانشین بنایا۔ پھر آپ دین حق اور سلسلۂ اشرفیہ کہ تبلیغ واشاعت میں مصروف ہوگئے، ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا مختلف جگہوں پر اشاعت دین کے لئے مدرسے قائم فرمائے ان مدارس میں مرکزی حیثیت دارالعلو علائیہ جلالیہ اشرفیہ پنڈوا شریف ضلع مالدہ بنگال کو حاصل ہے۔ کیونکہ انہیں علاقوں کی جانب آپ کی توجہ زیادہ رہی اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کے پیر ومرشد حضرت مولانا شاہ علاء الحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ پنڈوا شریف جہاں سے دین اسلام کی روشنی پھیلی اور اسلام کو فروغ حاصل ہوا، امتداد زمانہ کے سبب صرف آستانہ مرجع خلائق ہو کر رہ گیا تھا باقی معاملات قصۂ پارینہ بن کر رہ گئے تھے۔ دین حق کی اشاعت کے لئے اسکی نشاۃ ثانیہ کی اور دارالعلوم قائم فرمایا جہاں سے دین حق کا کام بہت زور وشور سے فروغ پارہا ہے۔ جس کے سرپرست اور ذمہ دار آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید شاہ جلال الدین اشرفی الجیلانی ہیں اور بڑی توجہ خاص سے اسکی ترقی کے کوشاں ہیں۔ مولانا سید جلال الدین اشرف عرف قادری میاں جب پیدا ہوئے تھے اس وقت حضرت اشرف الاولیاء کے والد بزرگوار حضرت سید الاصفیاء مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرید مولانا حکیم حبیب الرحمٰن اشرفی اور مولوی اکمل حسین اشرفی سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا، حکیم جی آپ کے علاقے کے پیر پیدا ہوگئے، گویا حضرت نے اسی وقت قادری میاں کے بارے میں یہ اشارہ کر دیا تھا کہ یہی اپنے والد کے جانشین اور ان کے علاقے کے ذمہ دار اور ان کے مشن مخدوم اشرف کو فروغ دیں گے۔ آج بحمدہٖ تعالیٰ یہ بشارت عملی صورت میں لوگوں کے سامنے ہے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے اشرف العلماء حضرت مولانا سید شاہ حامد اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ جن کی ابتدائی تعلیم کچھوچھہ مقدسہ میں ہوئی اور تکمیل تعلیم دارالعلو اشرفیہ مبارکپور میں ہوئی۔ وہاں سے فراغت کے بعد اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت وخلافت حاصل کی، سلوک کی تعلیم والد سے پائی۔ آپ نے درس وتدریس ہی کے ذریعہ دین حق کی خدمت انجام دی اور بمبئی کی سرزمین پر دارالعلوم محمدیہ قائم فرمایا جہاں سے کثیر تعداد میں علماء، قراء، حفاظ فارغ ہو کر مختلف علاقوں اور بیرون ملک دین کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اب ان

کے بعد دارالعلوم کی ترقی کے لئے ان کے صاحبزادے سید خالد اشرف اور دوسرے صاحبزادے مولانا سید نظام اشرف اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

(۳) تیسرے صاحبزادے اشرف الحکماء مولانا حکیم سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی صاحب مبارکپور اشرفیہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد طبیہ کالج لکھنؤ سے تکمیل طب کی اور اس فن میں مہارت حاصل کی اور سند فراغت حاصل کیا۔ اور والد بزرگوار کے اشارے کے مطابق حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ان سے ہی خلافت واجازت پائی اور اس وقت بدایوں کے علاقے میں خدمت دین وخدمت خلق انجام دے رہے ہیں۔

تصرف وکرامت:

اس خاندان کے بزرگوں کا سراپا وجود ہی کرامت ہے جن سے اس کا صدور، ہوتا رہا ہے اور سب سے بڑی کرامت اس خاندان کے بزرگوں کی یہ رہی ہے کہ غیر سے غیر سنجیدہ حالت میں بھی استقامت علی الدین اور پوری عزیمت کے ساتھ استقامت علی سنتہ رسول اللہ ﷺ ان کے کردار اور ان کی سیرت رہی ہے کہ زندگی کے کسی موڑ پر سنت رسول اللہ ﷺ سے ان بزرگوں نے انحراف نہیں کیا ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ مصطفےٰ اشرف رحمتہ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ سنت رسول ﷺ کی آئینہ تھی۔ اسکی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں کہ ایک مرتبہ آپ کی ایک جگہ دعوت تھی جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ میز پر کھانا لگایا گیا ہے اور میز کے اطراف کرسیاں لگی ہوئی ہیں۔ آپ نے کرسی پر بیٹھ کر کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر آپ کے لئے مسنون طریقہ سے دستر خوان لگایا گیا تو آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ جبکہ آج بڑے بڑے متقیوں کی نظر اس طرف نہیں جاتی اور نہ وہ اسکی پرواہ کرتے ہیں علاوہ ازیں آپ کی بعض کرامتیں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

علاقہ سمری بختیار پور کی ایک بستی سربیلہ میں آپ کا قیام تھا، ایک صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض حال کیا کہ حضور مجھے لڑکا نہیں ہے۔ حضور سے درخواست ہے کہ ہمارے حال پر توجہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں لڑکا عطا فرمائے آپ نے آنیوالے سے نام دریافت کیا اس نے اپنا نام محمد سلیم بتایا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میاں سلیم جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں کلیم، فہیم اور نسیم عطاء فرمائے گا۔ بحمدہٖ تعالیٰ اسی ترتیب سے بچے پیدا ہوئے اور آج تینوں موجود ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔

۲ : علاقہ سمری بختیار پور ہی کی ایک بستی پہلام میں اپنے ایک مرید کے گھر قیام پذیر تھے، نماز کا وقت ہوا تو آپ نے مسواک طلب کیا، نیم کی مسواک پیش کی گئی آپ نے مسواک کرکے وضو کیا اور مسواک اسی جگہ پر گاڑ دیا اور صاحب خانہ جناب حسام الدین اشرفی سے فرمایا کہ میاں حسام الدین جب اسی درخت میں تمہارا ہاتھی بندھے گا اس وقت فقیر تمہارے گھر آئے گا۔ اس وقت میں ہاتھی صاحب ثروت لوگ ہی دروازے پر رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کئی سال بعد دولت سے نوازا اور ہاتھی لایا پھر اس کے دروازے پر آپ تشریف لے گئے، وہ درخت آج بھی موجود ہے اور بہت سی بیماریوں کی اس کی پتیاں دوا وعلاج ہیں۔ بالخصوص سحر زدہ کے لئے تو تریاق ہیں۔

وصال:

حضرت سید الاصفیاء رحمتہ اللہ علیہ کو تنفس کی شکایت تھی اکثر وہ تکلیف ابھر جایا کرتی تھی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ کو وہ تکلیف زیادہ بڑھ گئی اسی حالت میں سارے معمولات پورے فرمائے اور تہجد کے وقت بیدار ہوئے نماز تہجد ادا کی اور ذکر میں مشغول ہو گئے اور ذکر کرتے کرتے رب العلمین کے حضور پہونچ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

آپ کی قبر انور اپنے والد بزرگوار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے مزار انور کے مغربی حصے میں مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆☆☆

بنگال کے شمالی علاقوں میں اشرف الاولیاء کی سماجی خدمات کی ایک جھلک

مولانا مفتی عبدالخبیر اشرفی صدرالمدرسین مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، قطب شہر، مالدہ (بنگال)

مغربی بنگال ہندوستانی اٹھائیس ریاستوں میں آبادی کے لحاظ سے تیسری ریاست ہے، یہاں کی کل آبادی آٹھ کروڑ دولاکھ اکیس ہزار ایک سو اکہتر ہے، مردوں کی آبادی عورتوں کی نسبت قدرے کم ہے فی ہزار مردوں کی نسبت عورتوں کی تعداد نو سو چونتیس ہے۔ کل رقبہ زمین ستاسی ہزار آٹھ سو ترپن کلومیٹر ہے۔

اس ریاست کی قدرتی بناوٹ ہر جگہ یکساں نہیں اس کو کوئی علاقہ کافی اونچا ہے تو کوئی علاقہ بالکل نیچا اور ہموار ………… پانچ شمالی مشرقی اضلاع کی بناوٹ قدرت نے کچھ اس طرح رکھی ہے: دارجلنگ اونچا علاقہ ہے جسمیں ٹائیگر ہل کا منظر بڑا خوشنما ہے، اس کی چوٹی چھبیس ہزار میٹر بلند ہے۔ ٹائیگر ہل کے مغرب میں گوم رینج نامی پہاڑی سلسلے ہیں اس میں بہت سی بلند چوٹیاں اور روادیاں اور بیشمار جھرنے موجود ہیں، اس علاقے کی سب سے اونچی چوٹی رچیلا ہے جس کی بلندی اکتیس سو انچاس میٹر ہے۔ یہ خطہ دارجلنگ اور جلپائیگوڑی کے اضلاع پر مشتمل ہے۔

جلپائیگوڑی شمالی حصہ اور دارجلنگ کا جنوبی حصہ ترائی علاقہ کہلاتا ہے یہاں ترائی کے جنگلات پائے جاتے ہیں، چھوٹے چھوٹے جنگلوں میں بانس، شیشم وغیرہ کے درخت پائے جاتے ہیں۔

اتر دیناجپور، جنوبی دیناجپور اور مالدہ کا شمار ہموار وسطی میدانی علاقہ میں ہوتا ہے۔

اس ریاست کی آب وہوا کہیں سرد مرطوب اور کہیں گرم مرطوب ہے، گرم مرطوب ہوا کاہلیت اور سستی کا سبب بنتی ہے اور کام کرنے کی طاقت کم کردیتی ہے۔ دارجلنگ اور شمالی بنگال کے علاقوں کو چھوڑ کر تقریبا پورے بنگال کی آب وہوا میں یہ تاثیر پائی جاتی ہے۔ یہاں بیماریاں بھی زیادہ پھیلتی ہیں۔

مغربی بنگال بلکہ پورے ہندوستان کے اضلاع میں زیادہ تعلیم یافتہ ضلع ''بردوان'' ہے۔ اور اس ریاست میں سب سے زیادہ تعلیمی پس ماندگی ان مذکورہ پانچ ضلعوں میں ہے، یہاں کے زیادہ تر بچے سن شعور کو پہنچتے ہی ''اسکول بچہ'' بننے کی بجائے ''مزدور بچہ'' بن جاتے ہیں۔

کہتے ہے کہ مغربی بنگال کے دیہی علاقوں میں بھی سڑکیں اچھی ہوتی ہیں لیکن ان علاقوں میں بود وباش کرنے والوں اور سیر وسیاحت کے لیے آنے والوں پر آشکارہ ہے کہ اس کی حقیقت ''ڈھول کے پول'' کے سوا کچھ نہیں ہے۔

یہاں کی تہذیب ہندی کمیونٹ ہے جسکے رنگ میں مسلمان بھی رنگے ہوئے تھے اور اب بھی بعض علاقوں میں یہی رنگ ہے، یہاں کی رسم ورواج ہندوانہ تھی، اسلامی تہذیب وثقافت سے یہاں کے لوگوں کو بہت کم حصہ ملا تھا، ذرائع ترسیل وابلاغ کی کمی نے داعیان اسلام ومبلغین حضرات کی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کرسکی جس کی وجہ سے لوگ ان رسومات کو عقیدت کی حد تک نبھانے لگے تھے۔

ایسی پس ماندہ اور غیر تہذیب یافتہ علاقوں کو حضور اشرف الاولیاء نے اپنی تبلیغی مشن کے لیے منتخب کیا تھا چنانچہ ان ہی علاقوں

میں حضور اشرف الاولیاء کا تبلیغی سورج طلوع ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی کرنیں بنگال کی راجدھانی کولکاتا تک پہنچ گئیں اور پھر دھیرے دھیرے اس سورج بلندیوں کی منزلوں کو طے کرتے ہوئے ہندو بیرون ہند تک اپنی شعاؤں کو پھیلا دیا اور ایک عالم اسکی کرنوں سے روشن وتابناک ہوگیا۔

یوں تو خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کا سرزمین بنگال سے گہرا لگاؤ رہا ہے، یہاں ضلع مالدہ سے تقریبا سترہ کیلومیٹر شمالی مضافاتی علاقہ پنڈوہ شریف میں ان کے مورث اعلی غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے پیر ومرشد مخدوم العالم شیخ گنج نبات علاء الحق پنڈوی ابن اسعد لاہوری رحمۃ اللہ علیہما کا روضہ ہے اور مالدہ ہی سے تقریبا آٹھ کیلومیٹر جانب جنوب مغرب میں آئینہ ہندا خی سراج الدین اودھی خلیفہ محبوب الہی حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا مرقد پر انوار واقع ہے جو مخدوم العالم شیخ گنج نبات کے پیر ومرشد اور غوث العالم شیخ اشرف جہانگیر کے دادا پیر ہیں، ان ہی خصوصیات کی بنیاد پر سرزمین بنگال کو سادات کچھوچھہ کی پابوسی کا شرف صدیوں سے حاصل رہا ہے۔ سیاح عرب وعجم مجدد سلسلہ اشرفیہ قطب ربانی ہم شبیہ غوث صمدانی اعلی حضرت علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں اور اس کے بعد یہ شرف فزوں سے فزوں تر ہوتا گیا اور چمنستان رسالت کے یہ گلہائے سر سبد صحرائے بنگال کو گلزار بناتے رہے اور بنگال کی کھاڑی، خوشبوئے آل رسالت سے معطر ہو اٹھی۔ چمن مصطفیٰ کے ان گلوں نے سرزمین بنگال کو معطر تو کیا مگر اس سرزمین کو گلزار علم وادب بننے کا شرف اس وقت ملا جب قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، رئیس المتکلمین، سلطان المناظرین، منبع جود وسخا، زینت الاتقیاء، رأس الصوفیا، اشرف الاولیاء حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سید محمد مجتبیٰ اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری ہوئی۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ خلق خدا کے افادہ کے لیے پہلی مرتبہ اپنے والد گرامی تاج الاصفیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد مصطفیٰ اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ضلع مالدہ کے ایک گاؤں مہدی پور میں ایک آسیب زدہ گھر کے علاج کے لیے تشریف لائے تھے، آپ نے جس طریقے سے اس گھر کا علاج کیا ایسا طریقہ اس علاقے کے لوگوں نے کبھی دیکھا نہ تھا، چنانچہ وہیں سے لوگوں نے آپ کو دعوتیں دینی شروع کیں اور تبلیغی پروگرامات ہونے لگے۔

آپ نے بنگال کے حالات کا جائزہ لیا یہاں کے رسوم ورواج کے بارے میں معلومات حاصل کیں، مذہبی ودینی سرگرمیوں کے تعلق سے علم وآگہی فراہم فرمایا جب حالات سے واقفیت ملی تو بیدار مغز انسان کا دردمند دل دھڑک اٹھا، خصوصا مالدہ ودیناجپور کے میدانی علاقوں اور دارجلنگ وجلپائیگوڑی کی پہاڑیوں میں بود وباش کرنے والے مسلمانوں پر آپ کو ترس آگیا اور آپ نے ان علاقوں اپنی تبلیغی دوروں کا اولین مستحق جانا، ان علاقوں کے مسلمانوں میں کچھ ایسی رسوم درآئی تھیں اسلام سے جن دور کا بھی رشتہ نہیں تھا بلکہ وہ 'ہندو دروازہ' سے داخل ہوکر لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہوئی تھیں، ان رسومات کی قدرے تفصیل یہ ہے:

کالی دیوی کی بھینٹ:

ہندوستان میں عموما سڑکوں کے کنارے چھوٹی چھوٹی مندریں ہوا کرتی ہیں، راہ چلتے مسافران کے آگے سرنگوں ہوتے ہیں اور اپنے مقاصد کے تکمیل کے لیے اسے نیک فال سمجھتے ہیں۔ بعض ایسے مسلمان جن کے عقائد "واعتصموا بحبل الله" کی گانٹھ سے آزاد توہمات کے کچے دھاگوں سے بندھے ہوتے تھے جب وہ اپنے نوازئیدہ بچوں کو لیکر ان مندروں والے راستوں سے

گزرتے اور خدا نا خواستہ ان کے بچوں کی طبیعت علیل ہو جاتی تو وہ اپنی اولاد کی محبت میں اپنے عقائد کا سودا کر لیتے تھے، یہ بلا عورتوں میں زیادہ پائی جاتی تھی۔

اب اس کالی دیوی کا منانے کے لیے اس کے سامنے کبوتروں کا بلیدان دیا جاتا اور کیلے اور دیگر پھل فروٹ پیش کیے جاتے، شادی بیاہ اور بچوں کے ختنہ کے وقت بھی اس طرح کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ جب ان دیوتاؤں کے میلے لگتے تو مسلمان بھی برابر کے شریک ہوتے تھے۔

ست پیر کا گانا:

ست پیر کی کہانی 'رام کہانی' سے کم نہیں ہے لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جس کے آنگن میں نرینہ اولاد کا پھول نہ کھلا ہو وہ ست پیر کا گانا ۳ر۵،ر یا ۷ر دنوں تک کرائے، لڑکا پیدا ہوگا۔

اس عقیدۂ فاسدہ کی وجہ سے مسلمانوں کے گھر فلمی تھیٹر کی صورت میں تبدیل ہو جایا کرتے تھے اور جتنے دنوں کی منت ہوتی اتنے دنوں تک شیطانی ناچ رچائی جاتی، اس طرح جن گھروں سے قرآن کی تلاوت، نماز کی تسبیح وتہلیل اور دعاہائے سحر گاہی کی صدائیں بلند ہونا چاہیے تھیں ان گھروں سے شیطانی راگ اور ابلیسی مزامیر کے غوغے بلند ہو رہے تھے۔

جنگ:

یہ ایک قسم کا گانا ہوتا تھا اس میں نواسہ رسول ﷺ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہداء کربلا کا واقعہ پیش کیا جاتا تھا اس گانے میں سیکڑوں موضوع روایتیں اور نئی نئی باتیں پیش کی جاتی تھیں جن کا نہ کوئی سر ہوتا اور نہ پا، یہ گانا مسلمان اپنے گھروں میں تین دن تک کراتے گانے والے مسلمان ہوتے اور سننے والے بھی مسلمان ہوتے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس گانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی روح خوش ہوتی ہے اور گانا کا منڈپ سجانے والے کے گھروں سے مصائب وآلام دور ہوتے ہیں۔

یہ رسومات مذکورہ ضلعوں میں کہیں زیادہ انجام دی جاتی تھیں اور کہیں کم، اس کے علاوہ کچھ دیگر رسومات ایسی تھیں جسمیں تقریبا پورا علاقہ ملوث تھا۔ وہ رسومات یہ ہیں:

شادی بیاہ کے لیے ایسے بے ڈھنگے اور غیر شرعی طریقہ اپنا کر لڑکیاں دیکھی جاتیں کہ انسانیت بھی شرم سے پانی پانی ہو جاتی۔ جگہ جگہ چلہ خانہ یا خدا خانہ کے نام سے چبوترے وعمارت تعمیر کرتے اور ان جگہوں میں ذکر خدا کی بجائے پھول وہار پیش کرتے اور قسم قسم کے خرافات کرتے۔ درختوں اور پیڑ وپودوں کی شادیاں رچاتے اور موسم برسات میں ''خواجہ خضر'' کے نام پانی کا فاتحہ دلاتے۔ ان رسومات سے ان کا مقصد پھلوں کی افزائش اور اپنے بچوں کو غرقابی سے محفوظ ومامون رکھنا ہوتا تھا۔ ان رسومات کے علاوہ بہت سی رسومات ایسی تھیں شریعت طاہرہ میں جن کی کوئی اصل نہیں ملتی۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے ان رسومات بد کو ختم کرنے کے لیے تبلیغ کے مختلف طریقے اپنائے، آپ نے مسلمانوں کو خالص اسلامی عقائد کی تعلیم دی اور انھیں عقائد حقہ سے علم وآگہی بخشی جس سے ان مزعومات کی عمارت خود بخود منہدم ہونا شروع ہو گئی۔

جب لوگوں کے دلوں میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے بارے میں عقیدۂ حسن راسخ ہونے لگا تو آپ نے انھیں ان باطل رسومات سے دور رہنے کی تعلیم فرمائی اس کے لیے آپ نے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ مجلسی گفتگو میں گاؤں کے بااثر لوگوں کو اپنے اخلاق وداعیانہ کردار سے گرویدہ بنا لیا اور سب سے پہلے ان ہی لوگوں کو ان رسومات سے پرہیز کرنے کی تلقین فرمائی جس کا خاطر خواہ فائدہ بھی مرتب ہوا۔

جلسوں اور محفلوں میں آپ نے عوام کو اس انداز میں خطاب

فرمایا کہ لوگوں نے ان میلے ٹھیلے کو چھوڑ غوث وخواجہ کی محفلیں منعقد کرنا شروع کردیں۔ بنام ’’جنگ‘‘ سیرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا بیان سننے کی بجائے ’’جیوتی‘‘ کے نام سے جلسوں کا انعقاد کرنے لگے جس میں اب نہ صرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بلکہ دیگر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم بلکہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو بڑے حسین اور نہایت نرالے انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔

چلہ خانے وغیرہ میں اب پھول وہار نہیں چڑھائے جاتے بلکہ وہاں ہفتہ وار، پندرہ روزہ یا ماہانہ ذکر الٰہی کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں جس کی پوری فضا ’’اللہ‘‘ کے ضربات سے گونجتی معلوم ہوتی ہیں۔ ناگہانی آفات ونوازل سے نجات پانے کے لیے اب نقارہ وڈھول نہیں بجائے جاتے بلکہ اذان وتکبیرات الٰہی کے نعرے بلند ہوا کرتے ہیں۔

جب میدانی علاقوں سے لے کر پہاڑی علاقوں تک حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمات کا ہم جائزہ لیتے ہیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ ان علاقوں میں خدمت خلق کرنا اور دین متین کی تبلیغ واشاعت کرنا کس قدر جگر سوزی کا کام ہے، نہ راستے وسڑکیں ہموار کہ سفر میں آسانی ہو، نہ رہائش وبود باش اتنی اچھی کہ سکون کی نیند میسر آئے، نہ لوگوں میں سلیقہ، ادب وتہذیب کہ دل بہلے، نہ خورد ونوش بطرز اتر پردیش کہ طبعی غذا کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور نہ سیم وزر کی افراط کہ نفس کو اس سے اطمینان ہو بلکہ قدم بقدم دقتوں وصعوبتوں کا سامنا، خود غرض ومطلب پرستی کی دنیا، ایسے عالم میں اللہ عزوجل نے آپ سے ان گم گشتگان راہ ضلالت کی ہدایت کا کام لیا یہ آپ پر رب کا بہت بڑا فضل اور اس کا احسان عظیم. **ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء.**

☆☆☆☆☆☆

بانی مخدوم اشرف مشن اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد مجتبیٰ اشرف
اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی
حیات وخدمات پر مشتمل ’’**اشرف الاولیاء نمبر**‘‘ کی اشاعت پر ہم
چیف ایڈیٹر شیخ طریقت حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرف اشرفی جیلانی
اور ایڈیٹر مولانا عثمان غنی اشرفی کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی
صدر المدرسین مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ (بنگال)
موبائل: 09932807264
e-mail : akhabir63@yahoo.com

حضور اشرف الاولیاء

دبستان حیات اور زریں خدمات کا اجمالی جائزہ

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی صدر شعبہ افتاء، ادارہ شرعیہ اتر پردیش، رائے بریلی

یہ روایت رہی ہے کہ تاریخ نے ان تمام شخصیات کے حالات و کارناموں کو اپنے سینے میں جگہ دی ہے جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے عوام و خواص کو صرف متاثر نہیں کیا بلکہ ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، خواہ مورخ ہوں یا شاعر، ادیب ہوں یا سوانح نگار، مفکر ہوں یا سیاستداں، ریاضی داں ہوں یا سپہ سالار، سلطان وقت ہوں یا کوئی اور جوان شخصیات سے متاثر ہوئے ان کے کارناموں کو محفوظ کیا گیا، یہ سلسلہ صدیوں پہلے شروع ہوا تھا اور اب بھی تسلسل کے ساتھ جاری ہے، کاغذ کے وجود میں آنے سے قبل مٹی کی تختیوں، کھالوں، چھالوں اور کھجور کے پتوں جیسی دوسری چیزوں پر ان کی خدمات کو ریکارڈ کیا جاتا تھا لیکن جب کاغذ ایجاد ہوا تو ارباب علم و دانش اس صنعت کی طرف متوجہ ہوئے اور دوسری تمام چیزیں آثار قدیمہ کے نام سے محفوظ کر لی گئیں۔

تذکرہ نگاری کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود تاریخ نگاری کی، ہمارے بزرگوں نے سوانح نگاری کا سلسلہ اگر شروع نہ کیا ہوتا تو نہ آج ہمارے سامنے اسلاف کرام کے نورانی چہرے ہوتے اور نہ ہی انکے کارناموں کی دلکش دستاویز، مگر افسوس اردو زبان میں علماء و مشائخ اہلسنت کی حالات زندگی اور ان کی دینی و ملی خدمات کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی جس کے وہ مستحق تھے لیکن اب علماء اہلسنت اس ضرورت کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور ارباب فکر و دانش و نوجوان اہل قلم نے انفرادی طور پر خانقاہیں، مدارس، اپنے مشائخ اور اپنے اکابر پر کام کرنا شروع کیا۔

اسی سلسلے کی ایک مبارک کڑی زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین متبع شریعت و طریقت، آفتاب رشد و ہدایت، تاجدار اہلسنت، صاحب فیض و کرامت، بانی مدارس کثیرہ، عالم ربانی، واعظ لاثانی، نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی، زینۃ الاصفیاء اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کی حیات اور دینی و ملی کارناموں پر مشتمل ''ماہنامہ غوث العالم'' کا ''اشرف الاولیاء نمبر'' ہے اس سے قبل مدیر مکرم حضرت مولانا مفتی عثمان غنی اشرفی کی شاندار ارادت میں ''ماہنامہ غوث العالم'' نے ''سرکار کلاں نمبر'' اور ''معارف شیخ اعظم'' قومی اثاثہ اور ملی سرمایہ کے طور پر پیش کر کے ملک و بیرون ملک سے داد و تحسین اور بے پناہ مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ دیگر خانقاہوں کی طرح عالم اسلام کی نامور اور بافیض خانقاہ ''خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ'' سے ہر ماہ پابندی سے نکلنے والا رسالہ ''غوث العالم'' صرف نو سال کی اس قلیل مدت میں صحافت کی دنیا میں جو عروج حاصل کیا ہے اور شہزادہ شیخ اعظم، شیخ طریقت حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرف اشرفی جیلانی بانی و چیئرمین غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی و چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم نے اپنی آفاقی فکر و نظر سے استاذ العلماء خلیفۂ سرکار کلاں حضرت مفتی رضاء الحق اشرفی راج محلی شیخ الحدیث و صدر شعبۂ افتاء جامع اشرف و مدیر مکرم حضرت مفتی عثمان غنی اشرفی ایڈیٹر غوث العالم نے اپنی اپنی محنت و کاوش سے مختلف دینی و روحانی موضوعات پر اہم اور بیش قیمت جواہر پارے پیش کر کے اس رسالے کو ہر اعتبار سے کامیابی

کی جس منزل تک پہونچایا ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب سے مولانا عثمان غنی اشرفی نے اس رسالے کی ادارت کی باگڈور سنبھالی ہے موصوف نے اس رسالے کو حسن صوری ومعنوی سے مزین کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی تمام تر ذہنی وفکری توانائیوں کو ''اکابر خانوادۂ اشرفیہ'' کی حیات اوران کی دینی وملی خدمات جوصرف سینوں اور ذہنوں میں محفوظ تھیں ان کو دستاویز کی شکل میں جمع کرنے اور تاریخ کے صفحات میں منقوش ومحفوظ کرنے میں لگا دیا ہے، ایسے یہ کام کتنا مشکل اور دشوار گزار ہوتا ہے اس کا اندازہ تو وہی حضرات لگا سکتے ہیں جن کو ان مراحل سے گزرنا پڑتا ہے، قلم کاروں سے مسلسل رابطہ کرنا، ان سے مضامین اور تاثرات کو جمع کرنا، ان میں نظر ثانی کرنا، ترتیب کا خیال رکھنا، کمپوزنگ اور طباعت کرانا، اور وقت پر قارئین تک پہونچانا ان میں سے ہر ایک کا کام کے لئے کافی دماغ سوزی اور محنت وجانفشانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ تب ہی جاکر کوئی نمبر وجود اور منظر عام پر آتا ہے۔

مولیٰ تعالیٰ مدیر مکرم کو اور زور قلم بخشے اوران تمام حضرات کی خدمات کو قبول فرمائے جنہوں نے کسی بھی طرح ''اشرف الاولیاء نمبر'' میں حصہ لیا ہے اور ساتھ ہی یہ ذرۂ بے مایہ سگ درِ اشرف حضور اشرف اولیاء علیہ الرحمہ کے تمام مریدین اور مخدوم اشرف مشن کے تمام ارکان کی طرف سے ماہنامہ غوث العالم کے تمام ذمہ داران کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے ''اشرف الاولیاء نمبر'' پیش کر کے وقت کی ایک اہم ضرورت کی تکمیل فرمائی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ سبھوں کے علم وعمل میں بے پناہ برکتیں اور وسعتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان راسخ الاعتقاد (مرد مومن) متصلب فی الدین، اکابر سلف کی سیرت وصورت کے پیکر جمیل، اولیائے کرام وصوفیائے عظام کی عنایتوں کے فیضان کا جلوۂ زیبا، غوث اعظم کی نگاہ الطاف کا سرچشمہ، خواجہ ہند کے اقتدار کے وارث، سید جلال الدین تبریزی جہانیاں جہاں گشت کے خوابوں کی زندہ تعبیر، آئینہ ہند حضور اخی سراج کی امنگوں کا ماحصل، شیخ علاء الحق پنڈوی کے تصوفانہ صفات کی اعلیٰ تفسیر، غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کی ولایت کا دلکش نمونہ اور ہم شبیہ غوث الثقلین مجدد سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی عملی تفسیر تھے۔

آپ بیسویں صدی کے نصف آخر کی ایک عبقری ونابغۂ روزگار شخصیت اور خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ایک ایسے عظیم چشم وچراغ تھے جن پر خود اہل خاندان کو فخر وناز تھا اور خاندان اشرفیہ کے چھوٹے بڑے ہر شخص کی زبان پر آپ کے فضائل وکمالات کا چرچا آپ کی ظاہری زندگی میں ہی تھا اور بدستور آج بھی ہے۔

آپ اپنے علم وفضل، فکر ودانش، اتباع شریعت وطریقت، تقویٰ وپرہیزگاری، زہد وورع، قناعت وتوکل، صبر ورضا، شجاعت وبہادری، حق گوئی وبے باکی، علماء نوازی وخرد نوازی، غربت پسندی وغریب نوازی، نرم گفتاری وخوش روئی، حسن تدبیر ومعاملہ فہمی، ایفائے عہد وحسن معاملہ، اطاعت والدین وحقوق العباد کی رعایت، وعظ وخطابت، رشد وہدایت اور خدمت خلق وغیرہ میں یکتائے روزگار اور اپنی مثال آپ تھے۔ آپ کے ان اوصاف حمیدہ اور روحانی کمالات وسماجی خدمات کے معترف صاحب حال وقال بھی ہیں اور ارباب فضل وکمال بھی، تفصیل کے لئے میری کتاب ''اشرف الاولیاء حیات وخدمات'' کا مطالعہ فرمائیں جو آپ کی سوانح حیات پر لکھی گئی اولین کتاب ہے، جس میں آپ کی پاکیزہ زندگی اور زریں خدمات کو تقریباً ڈھائی سو صفحات میں بیان کیا گیا ہے۔ اس مختصر مضمون میں حضور اشرف اولیاء علیہ الرحمہ والرضوان کی دبستانِ حیات کے چند دلآویز پہلو

اور نمایاں اوصاف صفحۂ قرطاس کئے جاتے ہیں۔

ولادت باسعادت:-

۲۶؍ربیع الآخر ۱۳۴۶ھ مطابق ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۷ء کو علمی گھرانے اور نورانی ماحول کچھوچھہ مقدس میں حضور اشرف اولیاء علیہ الرحمۃ کی ولادت باسعادت ہوئی، جس دن آپ کی ولادت ہوئی اسی روز موضع پہلام ڈاکخانہ سمری بختیار پور ضلع مونگیر (حالیہ ضلع سہرسہ بہار) میں سنی دیوبندی مناظرہ میں مسلسل تین روز مناظرہ کے بعد دیوبندیوں کو شکست فاش اور اہلسنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی، اس مناظرہ کے صدر پہلے روز حضور محدث اعظم ہند اور دوسرے تیسرے روز آپ کے والد گرامی حضور تاج الاصفیاء سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہما الرحمہ تھے، جب یہ دونوں حضرات فتح کا پرچم لہراتے ہوئے کچھوچھہ شریف تشریف لائے اور سلطان المناظرین بحر العلوم حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کو اہلسنت وجماعت کی فتح وکامیابی کا مژدہ جانفزاں سنایا تو آپ نے حضور تاج الاصفیاء رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ”اسی تاریخ کو آپ کے یہاں شہزادے تشریف لائے ہیں اور کامیابی کا چاند طلوع ہوا ہے“ پھر آپ نے اپنے بھتیجے کو گود میں لیا اور پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے تبسم ریز چہرہ کو دیکھا تو برجستہ فرمایا ”یہ میرا ہم شکل ہے اس کی آمد سعید ہے اور مجھے لگتا ہے کہ اسکی ولادت کی برکت ہے کہ مناظرہ میں اہلسنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی ہے“ پھر آپ نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا تاریخی نام ”بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ“ تجویز فرمایا جس کے اعداد ”۱۳۴۶“ نکلتے ہیں آپ کے نام میں ”بدر الفتح“ اسی ”مناظرہ پہلام“ میں اہلسنت وجماعت کی فتح وکامیابی کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ بعد میں مختصراً آپکو بعض لوگ ”ابو الفتح“ کہا کرتے تھے ”بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ“ کے ساتھ ”اشرف“ کے ملانے سے آپ کے تاریخی نام کی مطابقت سنہ ہجری کے ساتھ ساتھ سن عیسوی سے بھی ہوتی ہے۔ ”بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف“ کے اعداد ”۱۹۲۷“ نکلتے ہیں اور ۱۹۲۷ء ہی میں آپ کی ولادت ہے۔

بعض تحریروں میں آپ کا سن ولادت ۱۳۴۲ھ اور آپ کا تاریخی نام ”شاہ ابو الفتح محمد مجتبیٰ“ بتایا گیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ ”شاہ ابو الفتح محمد مجتبیٰ“ کے اعداد ”۱۳۸۱“ نکلتے ہیں اور آپ کی ولادت ۱۳۴۶ میں ہوئی ہے جیسا کہ ماسبق میں گزرا۔

تعلیم وتربیت اور فراغت:-

چھٹی کی دن سے حسب دستور خاندانی آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ والرضوان نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کی اور آپ کے منھ میں اپنا لعاب دہن ڈالتے ہوئے فرمایا ”میرے اس پوتے کے ذریعہ دین اسلام اور سلسلۂ اشرفیہ کو کافی فروغ حاصل ہوگا اور یہ ایک کثیر الفیوض بزرگ بنے گا“ پھر جب آپ کی عمر ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن کی ہوئی تو علوم ظاہری کی تحصیل کے لئے ”مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف“ میں آپ کا داخلہ کرایا، آپ نے کچھوچھہ شریف میں حضرت مفتی عبدالرشید ناگپوری، حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اور حضرت مولانا آل حسن سنبھلی ودیگر اساتذہ کرام کی حسن تربیت میں ابتدائی درجات سے لے کر ”شرح جامی“ تک کی تعلیم حاصل کی۔ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے دنیائے اہلسنت کی مرکزی درسگاہ ”دار العلوم اہلسنت مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم“ مبارک پور کا رخ کیا۔ جس کی بنیاد آپ کے جد امجد شیخ المشائخ حضرت علامہ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ہاتھوں سے جمعہ ۱۲؍شوال ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۸؍جنوری ۱۹۳۵ء کو رکھا گیا تھا اور تاحین حیات آپ اس ادارہ کے سرپرست اعلیٰ تھے۔

چونکہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے وہ پہلے فرزند تھے جنہوں نے ”دار العلوم اشرفیہ مبارکپور“ میں داخلے کے لئے رخ کیا تھا اس مناسبت سے جب

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کو اس کا علم ہوا تو آپ نے اہل مبارکپور کو لے کر سٹھیاؤں اسٹیشن پر حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا استقبال کیا۔ اور وہاں سے تانگہ پر بٹھا کر جھرمٹ میں لئے ہوئے اپنے ہمراہ آپ کو مبارکپور لے آئے۔ پھر ۱۲؍شوال المکرم ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۴؍نومبر ۱۹۴۱ء کو آپ کا باضابطہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ ہوا، دوران تعلیم مبارکپور میں آپ کا قیام جناب "حاجی خیر اللہ دلال" مرحوم کے یہاں تھا جو حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے مرید اور دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے متولی تھے، آپ نے مبارکپور میں جن اساتذۂ کرام کی نگرانی اور تربیت میں مروجہ علوم وفنون میں مہارت حاصل کی، انکے اسماء یہ ہیں۔

اہم اساتذہ کرام :-

(۱) جلالۃ العلم حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم اشرفیہ

(۲) حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری ابن صدر الشریعہ علیہما الرحمہ

(۳) حضرت علامہ محمد سلیمان اشرفی بھاگلپور تلمیذ صدر الشریعہ علیہما الرحمہ

(۴) حضرت علامہ عبدالرؤف بلیاوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم اشرفیہ

(۵) حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی

(۶) حضرت علامہ شمس الحق گجہروی

(۷) حضرت مولانا علی احمد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

آپ کے اہم رفقاء درس کے نام یہ ہیں۔

اہم رفقاء درس:

(۱) بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مدظلہ العالی، شیخ الحدیث شمس العلوم گھوسی مئو

(۲) حضرت مولانا قاری محمد یحییٰ مبارکپوری

(۳) حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ کوثر امجدی

(۴) حضرت مولانا محمد شفیع اعظمی

(۵) حضرت مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی

(۶) حضرت مولانا مطیع الرسول گورکھپوری

(۷) حضرت مولانا سید شہاب الدین ناگپوری

(۸) حضرت مولانا عبدالرحمٰن حیدرآبادی

(۹) حضرت مولانا مجیب اللہ بھاگلپوری

(۱۰) حضرت مولانا تاج الدین پنجابی

(۱۱) حضرت مولانا مفتی عبدالرشید چھپراوی

(۱۲) حضرت مولانا عثمان حیدرآبادی

(۱۳) حضرت مولانا ایوب جین پوری

(۱۴) حضرت مولانا عرفان احمد کلکتوی

اساتذہ میں سبھی مشفق تھے لیکن حافظ ملت علیہ الرحمہ کی آپ پر خصوصی توجہ تھی اور سب سے زیادہ شفقت اور علمی استفادہ کا موقع آپ کو انہیں سے ملا، درسگاہوں کے علاوہ اکثر آپ کو اپنے ہمراہ رکھتے تھے اور میلاد وغیرہ کی محافل میں بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ طلبہ میں آپ اپنی جماعت میں نمایاں مقام اور صلاحیت رکھتے تھے، اکثر درسی کتابوں کی بحث وتکرار آپ ہی کیا کرتے تھے اور ہر کتاب میں امتیازی نمبر لاتے تھے۔

شعبان المعظم ۱۳۶۶ھ مطابق جون ۱۹۴۷ء کو آپ کی دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے فراغت ہوئی چونکہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان نے دور طالب علمی ہی میں آپ کی علمی جلالت اور تدریسی دسترس کو محسوس کر لیا تھا لہٰذا فراغت کے سال ہی آپ نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ سے تدریسی خدمات کی خواہش ظاہر کی، اور آپ نے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خواہش پر بحیثیت معین المدرسین دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کی درسگاہ کو زینت بخشی اور بے شمار علمی جواہر لٹائے۔

تبلیغ واشاعت :-

دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں مسند درس وتدریس پر رونق افروز تھے مگر ابھی سال بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ والد محترم حضور تاج الاصفیاء علیہ الرحمہ کی کثرت مشاغل ومصروفیات اور کارہائے تبلیغ کی وسعتوں کے پیش نظر آپ کو تدریسی خدمات سے علاحدگی اختیار کرنی پڑی اور تبلیغی خدمات کی جانب آپ نے زمام زندگی کو موڑا ، آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی قائدانہ صلاحیت اوردینی وسیاسی بصیرت کو محسوس کرتے ہوئے آپ کو بنگال ، بہار سکم ، بھوٹان کی ان بنجر اور سنگلاخ زمینوں کی آبیاری کے لئے مقرر فرمایا جہاں ذی علم خطباء اور مرشدوں کا گذر کم ہی ہوتا تھا ، آپنے پوری ہمت اور جواں مردی کے ساتھ ان علاقوں کا مسلسل دورہ کیا اور ان ہی علاقوں میں اپنی پوری زندگی صرف کردی ، مسلسل اپنی تبلیغ وتقریر کے ذریعہ ان میں دین اسلام کی شمع فروزاں کیا ، کہیں دین محمد ﷺ کی حفاظت کے لئے مدرسوں کو قائم کیا ، کہیں اپنے معبود حقیقی کے آگے سربجود ہونے اوراظہار بندگی کے لئے مسجدوں کی تعمیر فرمائی ، کہیں تصفیۂ قلب اورتزکیہ نفس کے لئے خانقاہوں کی تعمیر فرمائی اوراگر کہیں دین اسلام اور مذہب اہلسنت وجماعت کو کسی نے اپنے اعتراضات کا نشانہ بنایا اورانگشت نمائی کی تو اپنی ساری توانائیوں کو بروئے کار لاکر ان باطل قوتوں کا بھر پور مقابلہ کیا اور دشمنان دین کو خاموشی اختیار کرنے پر مجبور کردیا ، جس سے ہزارہا لوگ اپنے باطل عقائد اورغلط نظریات سے تائب ہوکر مذہب حق کے جھرمٹ میں آگئے ۔

وعظ ونصیحت :-

آپ اپنی گوناگوں خصوصیات کے ساتھ ایک باکمال اور مقبول ترین خطیب بھی تھے ، ایک سنجیدہ اور پروقار خطیب کی حیثیت سے جو کچھ بیان فرماتے وہ سامعین کے دلوں پر اترتا چلا جاتا تھا ، آپ کی تقریر کے ذریعے بے شمار لوگوں کو ہدایت کی دولت نصیب ہوئی ، بے شمار کفار ومشرکین صرف آپ کی تقاریر سنکر آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوئے ، ۱۹۶۵ء میں بڑوانی ، ایم پی اور ۱۹۸۶ء میں بھوٹان میں آپ کی تقریر سے متاثر ہوکر ہزاروں غیر مسلموں نے آپ کے دست حق پر اسلام قبول کیا ۔

تقویٰ وپرہیز گاری :-

اتباع سنت آپ کی زندگی کا روشن باب اور تقویٰ وطہارت اس کے صاف وشفاف اوراق تھے ، آپ اپنے مریدین ، متوسلین ، معتقدین اور مسلمانوں کو سنت واتباع سنت کا درس دیتے رہے اور عملی طور پر اپنی زندگی میں خود اسے کرکے بھی دکھاتے رہے زہد وورع کے آپ اس بلند مقام پر فائز تھے کہ سخت سے سخت مشکل اور شدید بیماری میں بھی آپ کا قدم حد شرع سے باہر نہ جاتا تھا ۔ نماز سے تو آپ کو غیر معمولی شغف تھا ، نہایت ہی ضعف ونقاہت کے عالم میں بھی نماز قضا نہ ہونے دیتے تھے بلکہ ایسی حالت میں بھی آداب وسنن کی رعایت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ، حضر میں ہوں یا سفر میں ہوں ، تندرست ہو یا بیمار ہر حال میں آپ نماز ادا فرماتے تھے ۔

تبحر علمی :-

آپ شریعت وطریقت دونوں کے جید عالم اور عامل تھے ۔ خداداد ذہانت وفطانت کی بدولت مروجہ تمام علوم وفنون میں آپ کو کمال مہارت حاصل تھی ۔ قرآن وحدیث اور فقہی جزئیات پر آپ کی گہری نظر تھی ، علوم حدیث ، اصول حدیث ، فقہ ، اصول فقہ میں مکمل دسترس رکھتے تھے ۔ فن نحو وصرف اور منطق وبلاغت میں

ید طولی رکھتے تھے۔ عربی زبان وادب سے آپ کو گونا گوں دلچسپی تھی ، سعودیہ اور عرب ممالک کا جب بھی دورہ ہوتا تو وہاں عربی زبان ہی میں کلام فرماتے ، کلام میں روانی اس قدر ہوتی کہ سننے والے دنگ رہ جاتے۔ ۱۹۴۸ء میں جب آپ پاکستان تشریف لے گئے تو ریڈیو پاکستان سے آپ نے مسلسل چھ ماہ تک تفسیر قرآن بیان فرمائی جس کو ہر طرف سے داد وتحسین سے نوازا گیا، آپ کے علمی تبحر پر وہ مناظرے اور مباحثے بھی شاہد ہیں جو آپ نے کٹیہار، دارجلنگ ، مالدہ ، بجنور ، وغیرہ میں بحیثیت مناظر یا معاون مناظر اہل باطل سے ان علاقوں میں کئے اور اہل باطل کو شکست فاش اور اہل سنت وجماعت کو فتح مبین حاصل ہوئی۔

تواضع وسادگی:۔

آپ کی پوری زندگی تواضع وسادگی کا پیکر تھی ، خود بینی اور خود نمائی اور خود ستائی جیسے اوصاف رذیلہ سے آپ پاک وصاف اور منزہ تھے ، طرز زندگی ، لباس ، اکل وشرب ، نشست وبرخاست ، رفتار وگفتار سے عیاں ہوتا تھا کہ عجز وانکساری اور تواضع وسادگی گویا آپ کی فطرت تھی ، آپ کی سادہ طبیعت اور آپ کا انکسار دیکھ کر بے شمار لوگوں کے قلوب آپ کی طرف مائل ہوئے ، آپ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ آپ نفس کشی کرتے اور ہمیشہ اللہ تعالی سے نفس امارہ کی غلامی سے بچنے کی دعا کرتے ، مریدین کے یہاں رہنے سہنے اور اٹھنے بیٹھنے میں اگر کسی طرح کی دقت اور تکلیف بھی ہوتی تو کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتے ، مریدین سے کھانے پینے کی کچھ فرمائش نہیں کرتے جو بھی سامنے حاضر ہوتا تناول فرمالیتے حتیٰ کہ اگر کھانے کی کوئی ایسی چیز بھی دسترخوان پر آجاتی جس سے آپ پرہیز فرماتے اور وہ آپ کو ناپسند ہوتا تو میزبان کی دلجوئی کے لئے اسے بھی بڑے ذوق وشوق کے ساتھ تناول فرماتے اور نفس کی مخالفت کرتے۔

قناعت وتوکل:۔

قناعت ، وتوکل آپ کی رگ رگ میں بسی ہوئی تھی ، کبھی بھی حصول دولت کے لئے کسی کے پیچھے نہیں بھاگے ، امیر وغریب سب آپ کی نظر میں یکساں تھے ، گفت وشنید ، نشست وبرخاست ، آمدورفت ، قبول دعوت اور اس طرح کی چیزوں میں امیر وغریب کے درمیان آپ کے یہاں کوئی فرق نہ ہوتا تھا ، دوران سفر ایسے مراحل بھی سامنے آئے کہ آپ تہی دامن اور خالی ہاتھ تھے ، مگر پھر بھی کسی مرید کے سامنے آپ نے ہاتھ نہیں پھیلایا۔ ہمیشہ رب بے نیاز کی ذات پر آپنے بھروسہ کیا اور صبر ورضا کا پیکر بن کر رہے مریدین اکثر کہا کرتے ”حضور ہمارے گھر میں جو کچھ ہے وہ آپ ہی کا ہے“ مگر آپ ہمیشہ نظر انداز فرماتے رہے۔

ایفائے عہد:

آپ نے اپنی پوری زندگی میں ایفائے عہد کا بھرپور خیال رکھا ، کبھی بھی کسی بھی دعوت کو از خود رد نہیں فرمایا اکثر دعوت دینے والے مطمئن رہتے کہ کوئی آئے یا نہ آئے لیکن حضور اشرف الاولیاء ضرور تشریف لائیں گے۔ موسم سرما وگرما کی شدت حرارت وبرودت میں بھی آپ نے اپنے وعدے کا بھرپور خیال رکھا۔ دیہی علاقوں میں راستوں کی ناہمواری کی بھی پرواہ نہ کی ، ماحول نرم ہو یا گرم حتی کہ قتل وخون اور غارت گری کے موقعوں سے بھی آپ نے اپنے سفر تبلیغ کو رد نہیں فرمایا

غریب نوازی:۔

آپ قدرت کی طرف سے ایک دردمند دل لے کر آئے تھے ، ناداروں ، مسکینوں اور خستہ حالوں پر آپ کی توجہات بہت زیادہ تھیں۔ اپنی زندگی کا زیادہ حصہ دیہی علاقوں میں تبلیغ واشاعت کے لئے آپ نے وقف فرمایا ، بنگال ، بہار بھوٹان اور سکم کی سنگلاخ وادی میں گاؤں گاؤں قریہ قریہ گھوم کر محتاجوں اور غریبوں کو فیضان

مخدومی اور فیضان شیخ علاء الحق پنڈوی سے مالا مال کیا اپنی بابرکت اور بافیض ذات کے ذریعے رشد وہدایت کا جام پلاکر انہیں ایسا مالا مال کیا کہ ان غریبوں کی غربت دور ہوتی ہوئی نظر آنے لگی۔ آپ کے قدم مبارک ہی کی برکت تھی کہ غریبوں کی غربت مفلسوں کا افلاس، قرض داروں کا قرض اور متحاجوں کی احتیاج دور ہونے لگی۔ آپ کے تعویذات اور روحانی عملیات کے ذریعے بے سہاروں کو سہارا ملا، بے اولادوں کو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی، جن علاقوں میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے مسلسل قحط سالی چل رہی تھی اور غریب مزدور وکسان کس مپرسی کی زندگی گذار رہے تھے آپ کے قدم میمنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب خوب سیراب کیا اور خوشحالی آئی، جن بستیوں میں آگ لگنے کے واقعات بار بار رونما ہو رہے تھے اور بیچارے غریب مسلمان بے گھر وبے سروسامان نبتے ہو جاتے تھے آپ کی دعاؤں کی برکت سے وہ بستیاں آج تک آگ لگنے سے محفوظ ہیں۔ وہ غریب مسلمان مریض جن کے پاس اتنی رقم نہ ہوتی کہ وہ کسی بڑے ماہر ڈاکٹر سے اپنا طبی علاج کرا سکیں اپنی بیماریوں کو سینے میں دبائے سسکیاں لے رہے تھے اور زندگی کے دن گن رہے تھے وہ بھی آپ کی روحانی عملیات کے ذریعے شفایاب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں زندگی بخشی۔

یہ سب حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے ایسے اوصاف ہیں جن کی شہادت آج بھی آپ کے فیض یافتگان دے رہے ہیں اور ہر اس شخص نے محسوس کیا ہے جو آپ کی صحبت وقربت میں رہا ہے۔ علاوہ ازیں عبادات وفضائل اعمال کے علاوہ خداوند قدوس نے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو عدل وانصاف، عفو وحلم، جودوسخاوت مروت وشرافت، صبر واستقامت، حقوق العباد کی رعایت، اطاعت والدین، شرم وحیا، روحانی قوت کی پردہ داری، شجاعت وبہادری، مہمان نوازی وعلماء نوازی، خردا نوازی وغریب نوازی، نرم گفتاری وخوش روئی، حسن تدبیر ومعاملہ فہمی، حق گوئی وبے باکی، جیسے صفات جمیلہ واوصاف حمیدہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب خوب آراستہ فرمایا تھا جن کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں۔

اکتساب فیض:

ہندوپاک کے کثیر اولیاء کرام کی بارگاہوں کے فیوض وبرکات سے آپ مستفیض ہوئے بالخصوص عطائے رسول غریب نواز حضرت معین الدین چشتی، محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء، اخی سراج آئینہ ہند حضرت شیخ سراج الدین چشتی نظامی، مرشد غوث العالم حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی، غوث العالم محبوب یزدانی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے کثیر الفیوض اولیاء کرام کے بافیض آستانوں سے آپنے زیادہ اکتساب فیض کیا، آپ ان اولیاء کرام کے آستانوں میں سال میں کم سے کم ایک دفعہ ضرور حاضری دیا کرتے اور ان کے عطیات ونوازشات کا صدقہ لے کر اپنے حلقۂ ارادت مریدین ومعتقدین میں تقسیم فرماتے رمضان شریف کے موقع سے ہر سال کچھوچھہ شریف آستانہ عالیہ میں چلہ کرنا اور تزکیہ نفس اور تصفیہ آداب کے ذریعے روحانی قوت حاصل کرنا آپ کی زندگی کا معمول تھا۔

معمولات:

آپ ”خیر الامور اوسطہا“ پر عمل کرتے تھے اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سونے جاگنے، نہانے دھونے ہر کام میں سختی سے وقت کی پابندی کا لحاظ رکھتے تھے حتی کہ سفر کے دوران بھی اپنے معمولات کی پابندی فرماتے تھے۔ خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اور آپ کے والد گرامی حضور تاج الاصفیاء علیہما الرحمہ کے بعد دعائے سیفی کے عامل صرف آپ ہی تھے، تاثیرات کا عالم یہ تھا کہ حضور مخدوم المشائخ اور دیگر اکابر خانوادۂ

اشرفیہ اپنے پاس آنے والے ضرورت مندوں کو آپ کے پاس بھیج دیا کرتے تھے آپ ان کے روحانی مسائل کا حل خاندانی اعمال واشغال کے ذریعے فرمایا کرتے تھے، سلب امراض آپکا خاصہ تھا، مریض آتا آپ گفتگو فرماتے اور توجہ باطنی سے اسکے مرض کو سلب فرما لیتے، چرم امراض میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔

باوضو رہنا، درود شریف کی کثرت کرنا، اذان ہونے سے پہلے ہی وضو اور نماز اور اذان کا انتظار کرنا آپ کے معمولات میں تھا، دلائل الخیرات، حزب البحر، دعائے بشمخ، دعائے حیدری، دعائے سیفی اور دعائے الف وغیرہ کے آپ عامل تھے۔

زیارت حرمین شریفین:

آپ کو حج بیت اللہ کی دولت اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت بھی نصیب ہوئی، آپ نے اپنی زندگی میں چار حج اور دو عمرے کئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا حج ۱۹۵۲ء میں: آپ اپنے والدین کریمین کو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے ممبئی رخصت کرنے کے لئے ساتھ تشریف لے گئے تھے، ممبئی میں حج کا معلم "علی بلجو مدنی" آپ کی عربی دانی سے متاثر ہو کر والدین کے ہمراہ آپ کو بھی ساتھ لے گئے۔

دوسرا حج ۱۹۶۵ء میں: یہ حج بھی آپ نے اپنے والدین کریمین حضرت مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا اور اپنے دو صاحبزادے سید محمد علاء الدین حسن اشرف شہید رحمۃ اللہ علیہ اور سید جلال الدین اشرف (قادری میاں) مدظلہ العالی کے ہمراہ ادا فرمایا۔

تیسرا حج ۱۹۷۵ء میں: یہ حج آپ نے بنگال وبہار اور راجستھان کے کچھ عقیدت مند مریدین کے ساتھ ادا فرمایا۔

چوتھا حج ۱۹۸۳ء میں: یہ حج بھی آپ نے اپنے کچھ بااخلاص اور عقیدت مند مریدین کی جھرمٹ میں ادا فرمایا اور یہ آپ کی زندگی کا آخری حج تھا جس میں گنبد خضریٰ کی جالیوں کو پکڑ کر آپ نے خوب خوب رویا۔

عمرہ: رمضان المبارک کے موقع سے آپ نے دونوں عمرہ ادا فرمایا۔

خلفاء ومریدین:

آپ کو بیعت وخلافت کے سلسلے میں رجسٹر رکھنے کی عادت نہیں تھی اسلئے خلفاء ومریدین کی صحیح تعداد نہیں بتائی جاسکتی ہے تاہم آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ساڑھے تیرہ لاکھ بتائی جاتی ہے۔ اجازت وخلافت دینے میں بہت ہی محتاط تھے جب تک کسی کے عقیدہ وعمل کے بارے میں اطمینان کامل حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک آپ خلافت نہیں عطا فرماتے، آپ کی عادت کریمہ تھی کہ خلافت عطا کرنے کے بعد اس اہم منصب اور عظیم ذمہ داری کو صحیح ڈھنگ سے سنبھالنے اور کردار وعمل کے ذریعے اس نعمت میں نکھار لانے کی تاکید وہدایت فرماتے، یوں تو ہند وبیرون ہند میں آپ کے خلفاء بے شمار ہیں لیکن راقم الحروف کے علم میں درج ذیل خلفاء ہیں جن کے اسماء گرامی کچھ اس طرح ہیں۔

- تاج الاولیاء جلالۃ العلم حضرت علامہ سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی (جانشین حضور اشرف الاولیاء)
- پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ خالد اشرف اشرفی جیلانی (جانشین حضور اشرف العلماء)
- گل گلزار اشرفیت حضرت مولانا سید شاہ نظام اشرف اشرفی جیلانی (شہزادۂ حضور اشرف العلماء)
- صوفی باصفا حضرت مولانا محمد اکمل اشرفی رحمۃ اللہ علیہ (سریلا، سہرسہ بہار)
- حضرت علامہ مفتی عبدالقدوس اشرفی مصباحی شیخ الحدیث دار العلوم شیخ احمد کھٹو گجرات
- خطیب اہلسنت حضرت مولانا انیس القادری رحمۃ اللہ علیہ

کلکتہ بنگال۔

- ❖ خطیب اہلسنت حضرت مولانا قاری محمد رضی اللہ صاحب چتر ویدی دیوریا (یوپی)
- ❖ حضرت مولانا محمد اکبر علی رضوی اشرفی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور (راجستھان)
- ❖ حضرت مولانا محمد یعقوب اشرفی پونہ (مہاراشٹر)
- ❖ حضرت مولانا جان محمد اشرفی مرحوم کلکتہ بنگال۔

دینی وملی خدمات:

اداروں کی سرپرستی اور قیام:

مدارس اسلامیہ جو اشاعت دین کے اہم مراکز اور مستحکم قلعے سمجھے جاتے ہیں جو دینی علوم کے حقیقی مبلغ اور مذہب اسلام کے سچے ترجمان ہوتے ہیں ان کی سرپرستی ونگرانی بھی ایک عظیم ذمہ داری ہوتی ہے مدرسوں کا عروج وزوال، بلندی اور پستی میں سرپرست کا کلیدی رول ہوا کرتا ہے۔

اس عظیم ذمہ داری کو حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے نہایت حسن وخوبی کے ساتھ نبھایا اور متعدد مدارس اسلامیہ کی سرپرستی کا وزن نہ صرف اپنے کاندھوں پر اٹھایا بلکہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح سے آپ نے ان کا تعاون بھی کیا، صرف یہی نہیں کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں کثیر مدارس اسلامیہ کی آپ نے سرپرستی فرمائی بلکہ ضرورت کے اعتبار سے جہاں دینی ادارے نہیں تھے آپ نے از خود وہاں اداروں اور تنظیموں کی بنیاد رکھی اور تاحیات ان کے عروج وارتقاء کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے رہے، ضرورت پڑنے پر اپنے نذرانے بھی ان اداروں کی فلاح وبہبود میں لگا دیا لیکن تنزلی کا شکار نہ ہونے دیا، اپنے مریدین سے ہمیشہ فرماتے رہے کہ ”مجھے نذرانہ دو یا نہ دو لیکن میرے اداروں کا خیال رکھو۔“ آپ نے اپنی زندگی کی جو آخری وصیت فرمائی تھی وہ بھی آپ کے قائم کردہ ادارہ ”مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف“ کے لئے تھی، آپ نے فرمایا ”میں تمہارے بیچ کبھی جدا نہ رہوں گا تم مجھے دیکھنا چاہتے ہو تو مخدوم اشرف مشن کو دیکھتے رہو میں تمہیں دیکھتا رہوں گا۔“

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی اس آخری وصیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کو دینی اداروں سے کتنی دلچسپی اور والہانہ عقیدت تھی، یہاں پر اگر میں یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلک اہلسنت وجماعت اور دین متین کا کام محسوس دنیا کے بیشتر ممالک میں جہاں کہیں بھی ہو رہا ہے خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کا کوئی نہ کوئی فرد کسی حیثیت سے اس سے ضرور جڑا ہوا ہے، خاندان اشرفیہ کا ہر ہر فرد خدمت دین کو اپنے لئے دارین کی سعادت سمجھتا ہے۔ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ بھی اسی خانوادہ کے ایک عظیم فرزند اور فخر خاندان ووقار خاندان تھے جن کا ہر کام اپنے اکابر واسلاف کا نمونہ اور عکس جمیل ہوتا تھا۔

یوں تو حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے ہندوستان کے کثیر مدارس اسلامیہ کی سرپرستی فرمائی، ہم یہاں پر صرف ان اداروں کو ذکر کرتے ہیں جن کے آپ بانی ہیں، ان کی تعداد بھی زیادہ ہے لیکن فقیر راقم الحروف کے علم میں درج ذیل ادارے آئے۔

(۱) مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، قطب شہر، ضلع مالدہ بنگال۔
(۲) جامعہ علائیہ، قطب شہر، ضلع مالدہ بنگال۔
(۳) مدرسہ نظامیہ اشرف العلوم، کھگچر باندہ، کلیا چک ضلع مالدہ بنگال۔
(۴) مدرسہ اشرفیہ اصلاح المسلمین، طوفان ڈانگی، چپٹ ہاٹ، ضلع دارجلنگ بنگال۔
(۵) مدرسہ انجمن اشرفیہ اشرف نگر، سلی گوڑی، ضلع جلپائی گوڑی

بنگال۔

(۶) تنظیم اصلاح المسلمین، رام بازار، اسلام پور، ضلع اتر دیناجپور بنگال۔

(۷) مدرسہ اشرف العلوم، لکھی پور، چوپڑا، ضلع اتر دیناج پور بنگال۔

(۸) مدرسہ غریب نواز، داسپاڑہ، ضلع اتر دیناج پور بنگال۔

(۹) مدرسہ معینیہ اشرفیہ، چوپڑا، اسلامپور، ضلع اتر دیناج پور بنگال۔

(۱۰) مدرسہ عطائے رسول، مالبٹی ڈویزن، ضلع جلپائی گوڑی، بنگال۔

(۱۱) مدرسہ اشرفیہ لکھی پارہ، ٹی گارڈن، ضلع جلپائی گوڑی بنگال۔

(۱۲) مدرسہ قادریہ، سربیلا، سہرسہ بہار۔

(۱۳) مدرسہ غوثیہ، سربیلا سہرسہ بہار۔

(۱۴) مدرسہ غریب نواز، ہتھمنڈلی، سہرسہ بہار۔

(۱۵) مدرسہ اشرفیہ بتابیہ، برجھیلی، کٹیہار بہار۔

(۱۶) مدرسہ اسلامیہ سکرون دھمدایا پورنیہ بہار۔

(۱۷) مدرسہ اشرفیہ رحمانیہ، قصبہ ضلع پورنیہ بہار۔

(۱۸) مدرسہ مصباح العلوم، بالاٹولی، کیسکو، لوہاردگا، جھارکھنڈ۔

(۱۹) مدرسہ اشرف العلوم، بالاٹولی، کیسکو، لوہاردگا، جھارکھنڈ۔

(۲۰) مدرسہ مصباح العلوم، قیصر پورہ، گجرات۔

(۲۱) مدرسہ اشرفیہ کپاسن چتوڑگڑھ راجستھان۔

ان کے علاوہ ہند و بیرون ہند کے کثیر مدارس اسلامیہ کے سرپرست اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کی مشہور و عظیم مرکزی درسگاہ ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور'' کے تاحین حیات آپ مجلس شوریٰ و مجلس علماء کے اہم رکن بھی تھے۔

خانقاہوں کا قیام:

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے جہاں سیکڑوں دینی مدارس و مساجد قائم کئے وہیں دل کی اصلاح اور روح کی تزکیہ کے لئے ملک و بیرون ملک کے بہت سے علاقوں میں خانقاہوں کا قیام بھی فرمایا، ان خانقاہوں کے قیام کا مقصد صرف یہ نہ تھا کہ مسلمان اوراد و وظائف تک ہی اپنے کو محدود رکھیں بلکہ ان کے قیام میں یہ مقصد بھی کارفرما تھا کہ جب اہل علم ایک جگہ بیٹھیں گے تو اوراد و وظائف کے ساتھ ساتھ اسلامی احکام و مسائل سے بھی حاضرین کو واقفیت حاصل کرنے کا موقع فراہم ہوگا۔

ہند و بیرون ہند میں آپ کے دست اقدس سے قائم کردہ درجنوں خانقاہیں ہیں جہاں طالبان حق جمع ہو کر تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کے ذریعہ اپنے ایمان کو تازگی اور روح کو پاکیزگی بخشتے ہیں، یہاں آپ کے دست حق پرست سے قائم کردہ صرف تین اہم اور مشہور خانقاہوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) خانقاہ سراجیہ اشرفیہ، پیران پیر سعد اللہ پور، ضلع مالدہ بنگال۔

(۲) خانقاہ جلالیہ علائیہ اشرفیہ، پنڈوہ شریف، قطب شہر مالدہ بنگال۔

(۳) خانقاہ مخدوم اشرف، قبر پارہ، نئی بستی، بانکڑہ ضلع ہوڑہ بنگال۔

ملی خدمات:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی عالمگیر تحریک ''جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف'' کے آپ نائب صدر تھے، علاوہ ازیں پورے ہندوستان میں جماعت اہلسنت کی متعدد تنظیموں اور تحریکوں کے اہم رکن اور صدر رہے، جماعت اہلسنت کے علماء کرام اور دانشوروں کے ساتھ ملی خدمات میں برابر شریک رہتے تھے اور آپ کے مشوروں کا ان میں اہم رول بھی ہوتا تھا، بالخصوص حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ مسلک اہل سنت و جماعت کے فروغ کے لئے دینی جلسوں اور

کانفرنسوں میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ سنی کانفرنس سیوان اور سنی کانفرنس بنارس کی تحریک میں آپ کی بھی شمولیت تھی، آپ کی دینی وملی خدمات کے نمونے زیادہ تر بنگال اور بہار اور بھوٹان وسکم کے علاقوں میں دیکھے جاسکتے ہیں جہاں آپ کی دینی وملی خدمات اور زریں کارناموں کی ضیاباری کرنوں سے آج بھی لوگ منور اور فیض یاب ہورہے ہیں۔

وصال مبارک:

۲۱ رذوالقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ رمارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت ۱۱ ربجکر ۳ رمنٹ پر اپنی جان عزیز کو آپ نے جان آفریں کے سپرد فرمایا اور اپنی روحانی وعلمی محفلوں کی یادیں لوگوں کے دلوں میں بسا کر سبھوں کو الوداع کہا اور ہمیشہ کے لئے ہماری ظاہری نگاہوں سے روپوش ہوگئے، آپ کا مزار پرانوار کچھوچھہ شریف درگاہ رسول پور میں آستانۂ عالیہ سے اتر جانب نیر شریف کے کنارے زیارت گاہ عام وخاص بنا ہوا ہے اور زائرین اکتساب فیض سے مالا مال ہورہے ہیں۔

اولاد امجاد:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین اولاد نرینہ عطا فرمایا جس کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) حضرت سید شاہ علاء الدین حسن اشرف رحمۃ اللہ علیہ

(۲) تاج الاولیاء حضرت سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی (قادری میاں) مدظلہ العالی۔

(۳) حضرت سید شاہ محمد سراج الدین اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی۔

بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ علاء الدین حسن اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے جوانی کے عالم میں جام شہادت نوش فرمائی۔ حضرت علامہ الحاج سید جلال الدین اشرف قادری میاں اور حضرت سید سراج الدین اشرف مدظلہما العالی موجود ہیں۔ تاج الاولیاء حضور قادری میاں دامت برکاتہم القدسیہ آپ کے خلف ارشد اور جانشین ہیں آپ ''الولد سر لابیہ'' کی جیتی جاگتی تصویر ہیں اور آپ کے چھوڑے ہوئے مشن کو آگے بڑھانے میں شب وروز مصروف ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور آپ کے ذریعہ دین متین کا زیادہ سے زیادہ کام لے (آمین بجاہ سید المرسلین)

☆☆☆☆☆

قبلۃ العلماء، کعبۃ العرفاء، منبع الفیوض

الرحمانیہ فاتح الکنوز العرفانیہ

جامع الطریقین مجمع البحرین، مرجع انام ہم شکل عالم ربانی

نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، اشرف الاولیاء

بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات

وخدمات پر مشتمل ''**اشرف الاولیاء نمبر**''

کی اشاعت پر اشرف ملت شہزادۂ شیخ اعظم

حضرت سید محمد اشرف اشرفی جیلانی چیف ایڈیٹر

ماہنامہ غوث العالم اور ایڈیٹر مولانا عثمان غنی اشرفی

ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم کو تہہ دل سے مبارکباد پیش

کرتے ہیں۔

مولانا اسماعیل حسین اشرفی کٹیہاری استاذ مخدوم

اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ (بنگال)

حضرت اشرف الاولیاء کی ذہن سازی اور تربیت اخلاق کا اعلیٰ نمونہ

مولانا محمد ممتاز عالم مصباحی پرنسپل وشیخ الجامعہ جامعہ شمس العلوم گھوسی

کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین علم وفضل ،تصور اورروحانیت ،فیض وکرامت کے اعتبار سے بڑی مردم خیز واقع ہوئی ہے۔ یہ زمین ایک مستقل روشن علمی وفکری تاریخ رکھتی ہے۔ اس نے بے شمار ایسے افراد کو جنم دیا جن کا علمی ،فکری اور روحانی بادل چاردانگ عالم پرجھوم جھوکر برسا، اوران روحانی وعلمی افراد نے نت نئے حیرت انگیز کارنامے انجام دے کر ہرمیدان میں اپنی صلاحیتوں اورلیاقتوں کالوہامنوایاہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری ،روشن اورتابناک کڑی ،گل گلزار اشرفیت نبیرۂ حضوراشرفی میاں عظیم المرتبت ،پیر طریقت ،اشرف الاولیاء حضرت مولانا الشاہ ابوالفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ بھی ہیں۔ آپ علم وفضل کے تاجدار ،زبردست مناظر ومتکلم اورچرخ ولایت کے ایک درخشندہ ستارے تھے۔ صدق وصفا ،صبرورضا، زہد وورع ،توکل واستغناء استقامت وعزیمت ،تقویٰ وطہارت ،مجدوشرف ،حلم ومروت ،خلوص وللّٰہیت ،خوف آخرت عمل بالسنہ ،عفوودرگزر ،حکمت ودانش ،علم ومعرفت ،سادگی وخاکساری تواضع وانکساری ،شیریں لبی وزم گفتاری ،مہمان نوازی جیسے ان تمام اوصاف کاملہ واخلاق فاضلہ کے جامع تھے۔ جوکسی ایک مرشد برحق اورمذہبی وروحانی پیشوا کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ آپ کی پوری زندگی دین حنیف اورشرع متین کی تبلیغ وترویج کے لئے وقف تھی۔ آپ نے علماء ومشائخ کے مروجہ مزاج سے ہٹ کر کارہائے تبلیغ کے لئے زرخیز علاقے کی بجائے غربت وجہالت زدہ اورکوردہ علاقوں کومنتخب فرمایا جن میں مشرقی شمالی بہار، بنگال اورمدھیہ پردیش کی سنگلاخ زمین سرفہرست ہے۔ ان علاقوں میں حضرت علیہ الرحمہ جوبھی ٹمٹماتا ہوا چراغ ان علاقوں میں نظر آرہا ہے وہ آپ ہی کا روشن کردہ ہے۔

اشرف الاولیاء پورے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ زندگی بھر عقیدۂ حقہ کی ترویج واشاعت کرتے رہے ،باطل کے ابطال کافریضہ انجام دیتے رہے، آپ نے حق وصداقت کی مشعلیں روشن کیں اوردینی حمیت وحرارت کوفروغ دیا۔ آپ کی جہد مسلسل اورعمل پیہم سے ملک کے اکناف واطراف بالخصوص بہار بنگال مدھیہ پردیش کے صحراء جہالت وغوایت میں علم وآگہی ،رشد وہدایت کے گلستانوں کاایک سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا توکوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جوگلشن بنائے صحراء کو

حضرت علیہ الرحمہ کی طبیعت میں اعتدال وتوازن کا جوہر نمایاں تھا۔ مختلف مواقع پر آپ نے اس کا مظاہرہ بھی فرمایا۔ ایک دہائی قبل جب مسلک حق کی ہی دواہم شاخیں رضویت واشرفیت برسرپیکار تھیں ایک کودوسرے کاوجود برداشت نہیں تھا۔ دونوں طرف کے اہل ہوس اورمفاد پرستوں نے ایسی سنگین فضا قائم کردی تھی کہ اس میں آزادانہ طور پر سانس لینا مشکل ہوگیا تھا۔ ایسے پرآشوب وپرفتن ماحول میں حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے

جوہر اعتدال وتوازن، حکمت ودانائی اور صبر وشکیب کو ثبوت بہم فراہم فرمایا۔

اسی دور کی بات ہے کہ مولوی معین الدین سنبھلی جو اپنے آپ کو حضور شیخ الاسلام مدنی میاں مدظلہ العالی کے مرید خاص کہلاتے تھے (اب کچھ اور ہو گئے ہیں) کچھوچھہ مقدسہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن خطیب وامام کی حیثیت سے خطبہ سے قبل امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہفوات وخرافات بک رہے تھے اور اپنی ناقص ذہنیت وصلاحیت کے مطابق فتاویٰ رضویہ میں فروگزاشتوں کو تلاش کر یاران نکتہ داں کو صلائے عام دے رہے تھے۔ اتفاق سے اس دن حضور اشرف الاولیاء کے تربیت یافتہ خلف الصدق حضرت مولانا سید جلال الدین اشرف المعروف بہ قادری میاں بھی موجود تھے۔ حضرت قادری میاں نے اپنے چہرے سے سخت برہمی وناگواری کا اظہار کرکے یہ تاثر دیا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ہمارے پیشوا ہیں، ہماری سنیت وحقانیت کے اہم نشان ہیں۔ ہم ان کے خلاف کچھ بھی سننے کو تیار نہیں نیز مفتی معین نے حضرت قادری میاں کے تیور دیکھ کر جھنجھلا کر کہا کہ قوالی کو جائز سمجھنے والے بھی امام احمد رضا پر تنقید برداشت نہیں کرتے اور ناراضگی دکھاتے ہوئے مصلّٰی سے ہٹ گئے، پھر حضرت شیخ اعظم مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ خاموشی سے آگے آئے اور خطبہ دیکر نماز جمعہ پڑھا دی اسی دن سے مفتی سنبھلی مختار المساجد سے برخاست ہوگئے۔ یہ حضرت اشرف الاولیاء ہی کی ذہن سازی اور تربیت اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے، جسکا مظاہر آپ کے فرزند ارجمند حضرت قادری میاں نے فرمایا۔ الغرض حضرت علیہ الرحمہ بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ مختصر وقت میں کن کن خوبی کا ذکر کیا جائے؟ ابھی کافی مصروفیات حائل ہیں فرصت کے اوقات میں انشاء اللہ لکھوں گا۔

باایں ہمہ اوصاف حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمات جلیلہ وخصائل حمیدہ کو اب تک کتابی شکل میں خراج عقیدت پیش کرنا، آپ کی حیات وخدمات پر کسی موقع پر کسی نمبر کا نہ نکلنا مریدین ومتوسلین کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند ماہنامہ غوث العالم کے ارباب ادارت جنہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر ایک ضخیم نمبر نکالنے جارہے ہیں جو حضرت کی حیات وخدمات کے تعلق سے سنگ میل ثابت ہوگا۔ یہ نمبر حضرت کی شایان شان شائع ہو اور ایڈیٹر ماہنامہ مولانا عثمان غنی اشرفی کو اجر بیشمار عطا کرے اور مولیٰ تعالیٰ ہم سبھوں کو حضور اشرف الاولیاء کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے فیضان کرم سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین۔

☆☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی کے نام سے منسوب ''اشرف الاولیاء نمبر'' کی اشاعت پر اشرف ملت حضرت اشرف میاں صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب:
حاجی عبد المتین اشرفی
(نمائندہ ماہنامہ غوث العالم مرادآباد)
ہیوین ٹیلرس، نئی بستی، نزد کوئیاں والی مسجد
گلی عباسیان، مرادآباد (یوپی)
موبائل: 9927330023

حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ العزیز ایک جامع صفات شخصیت

مولانا عبدالباری ندوی تابش اشرفی، ڈائریکٹر الفرید ایجوکیشنل اکیڈمی پربھیلی کٹیہار (بہار)

برصغیر ہندو پاک و بنگلہ دیش میں اسلام کی سربلندی اور اس کی ترویج و اشاعت صوفیاء کرام ہی کی مرہون منت ہے جنہوں نے اپنی روحانی تربیت اور خانقاہی نظام کے ذریعہ انسانی دلوں میں ایک انقلاب برپا کیا اور گم گشتگان رہ روکو منزل مقصود سے ہم کنار کیا۔ اپنی آفاقی تعلیمات سے مضطرب دلوں کو سکون بخشا، بے قرار قلوب کو قرار دیا، بے نور آنکھوں کو بینائی بخشی اور فکری پژمردگی کو تازگی بخشی یہ خانقاہی نظام ہی کا فیض ہے جس نے وحشی نما انسانوں کو جینے کا سلیقہ سکھایا، غیر مہذب قوموں کو تہذیب و تمدن سے آراستہ کیا جہالت میں ڈوبی ہوئی عوام کو علم و ہنر سے آشنا کیا، جبر و ستم کی رسیا قوموں کو امن و آشتی کا علمبردار بنایا، انسانیت کے خونخوار معاشرہ کو شرافت و کرامت کا مجسمہ اور اخوت و محبت کا گہوارہ بنایا جن کی تعلیمی کشش روحانی مقناطیسیت اور اخلاقی عظمت نے جوق در جوق لوگوں کو دامن اسلام میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ برصغیر کے صوفیاء کرام اور داعیان اسلام کی خانقاہوں اور ان کی تربیت گاہوں کی دینی، روحانی اور اصلاحی خدمات کو آب زر سے لکھا جائے جب بھی کم ہے۔ کچھوچھہ مقدسہ بھی انہیں خانقاہی نظام کی ایک بنیادی کڑی کا نام ہے جس کی عالمی دینی خدمات اور آفاقی روحانی تربیت نے عرب و عجم یورپ و امریکہ، ایشیا و افریقہ کی در و دیواروں کو فیضیاب کیا اور اپنی عطر بیز تعلیمات سے کرہ ارض کی فضاؤں کو معطر کیا جس خانوادہ کے نفوس قدسیہ و داعیان اسلام تقریباً سات سو سالوں سے تسلسل کے ساتھ تصفیہ قلب و تزکیہ نفس کا ایک ایسا زریں کردار ادا کرتے آرہے ہیں جس کی نظیر مجھے خال خال ہی نظر آتی ہے۔

بڑی خوشی کی بات ہے ماہنامہ غوث العالم کچھوچھہ مقدسہ کی نئی مجلس ادارت خانوادہ اشرفیہ کی عبقری شخصیتوں کے احوال و کوائف اور ان کی دینی و روحانی خدمات کو روشناس کرانے کے لئے سلسلہ وار خصوصی شمارے شائع کر رہی ہے جو نئی مجلس ادارت کی زندگی کا ثبوت اس کی بیداری اور خصوصی دلچسپی کا آئینہ دار ہے اسی سلسلۃ الذہب کو جاری رکھتے ہوئے ماہنامہ کے ذمہ داروں نے حضور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت پر خصوصی شمارہ شائع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔

میرے لئے یہ بڑی خوش بختی اور فخر کی بات ہے کہ مری پیدائش ایک ایسے گھر میں ہوئی جس کی در و دیواریں خانوادہ اشرفیہ مقدسہ کے بزرگوں کے تذکار خیر سے پر شور ہیں مرے خاندانی بزرگ صدیوں سے اس خانوادہ کی غلامی کا پٹکا اپنی گردنوں پر سجائے رکھے ہیں جب میں سن شعور کو پہونچا تو اسلاف میں حضور غوث العالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، حضور اچھے میاں، حضور محدث اعظم ہند، حضرت مولانا سید معین اشرف الجیلانی و حضور سیدی سرکار کلاں وغیرہم علیہم الرحمۃ والرضواں کا ذکر خیر اکثر اپنے بزرگوں سے سنا کرتا تھا۔ خانوادہ کے دو بزرگ حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ و حکیم الملت سیدی الحاج سید قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی اکثر راقم الحروف کے غریب خانہ میں تشریف آوری ہوتی تھی بعد میں حضور اشرف الاولیاء نے اپنی کمزوری اور ضعف پیری کے باعث

ناچیز کے علاقوں میں رشد و ہدایت کی تمام تر ذمہ داریاں اپنے نہایت عزیز بھانجے حضرت حکیم الملت کے سپرد فرمائے گاہے بگاہے تشریف لاتے آج ناچیز کے پورے علاقوں میں مسلمانوں میں جو بھی دینی تشخص اور مذہبی شناخت کے آثار باقی ہیں وہ انہیں بزرگوں کی دین ہے یہ اور بات ہے کہ اس دور جدید کے پیران طریقت کے متعصب و کوتاہ بیں مریدین ان خدمات کا سہرا اپنے پیروں کے سر باندھنے پر بضد ہیں۔

ناچیز راقم الحروف کو سب سے پہلے اپنے بچپن میں حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ العزیز کا اپنے گاؤں سے قریب ہی ایک گاؤں میں زیارت کا شرف حاصل ہوا جہاں حضرت نے ایک مجمع میں اصلاح معاشرہ پر ایک پر مغز خطاب فرمایا تھا۔ تقریر کی کوئی بات تو مجھے یاد نہیں البتہ دوران تقریر لوگوں کا پرنم آنکھوں کے ساتھ ہچکیاں لینا اور پھر کسی بات پر سامعین کا کھلکھلا کر ہنسا ضرور یاد ہے۔ حضرت کی ظاہری حیات گوکہ ہماری نظروں سے اوجھل ہے مگر حضرت کا سراپا دراز قد، گورا جسم، بڑی بڑی آنکھیں، دلکش رخ زیبا، نورانی چہرہ، باتوں میں بلا کی چاشنی اور رعب دار آواز جو باطل کے لئے شمشیر برہنہ اپنوں کے لئے ریشم کی طرح نرم تھی آج بھی نظروں کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ نے حضور اشرف الاولیاء کو ایسی خوبیوں کا جامع بنایا تھا جو خوبیاں ایک ذات میں کم پائی جاتی ہیں۔ مجھے اکثر دیکھنے اور لوگوں سے سننے کا موقع ملا بڑا سے بڑا عالم و چرب زبان خطیب حضرت کے سامنے آتا تو اس کی زبان گنگ ہو جاتی بڑے بڑے سورماؤں کو دیکھا اور سنا گیا حضرت کی محفل میں آتے تو ایسا لگتا گویا انہیں سانپ سونگھ گیا ہو حضرت کی ذات مرجع انام تھی جہاں بھی گئے حضرت کی زیارت کے لئے خلق کثیر کا مجمع اکٹھا ہو جاتا پوری آبادی کے لوگ حضرت کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑتے تھے۔ اور حضرت کے دامن کرم سے وابستگی کے لئے ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کے لئے ایک ہوڑ سا لگ جاتا تھا اس کا واضح ثبوت حضور اشرف الاولیاء کے مریدین کی تعداد ہے جو لگ بھگ چودہ لاکھ تک بتائی جاتی ہے حضرت کی ذات اقدس سے وابستگی کی یہ مثال صرف ایسے ہی لوگوں تک محدود نہیں تھی بلکہ بھوٹان کی سرزمین آج بھی گواہ ہے کہ حضرت کی تقریر سن کر اور حضرت کا نورانی چہرہ دیکھ کر ہزاروں مشرکین حضرت کے دست اقدس پر تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

حضرت اشرف الاولیاء قدس سرہ العزیز نے ہر موڑ پہ اپنے چاہنے والوں کی دست گیری فرمائی دینی غیرت وحمیت کے ساتھ امت مرحومہ کی رہنمائی فرمائی۔ پوری دردمندی و دل سوزی کے ساتھ قوم کی چارہ سازی فرمائی متلاشیان حق کے لئے بیابان کی شب تاریک میں عبداللہ بیابانی کا کردار پیش کیا گمشدہ راہ کے لئے منارۂ شمع ہدایت تھے جن کی سیرت و شخصیت کے جلوۂ صد رنگ کے نقوش لازوال آج بھی نمایاں ہیں جن کی صدائے حقانیت فضاء صحرا میں ایک بانگ رحیل تھی جن کی خاموشی میں افکار کا ہجوم تھا جن کی گفتار گنجینۂ معرفت کا خزینہ تھی جن کی رفتار شریعت مصطفوی کا آئینہ دار تھی جن کی شان و شوکت شاہی جاہ و جلال کو بھی ہیچ کرتی تھی جن کی زندگی اصحاب کمال و جمال کا امین تھی جن کی حیات کا ہر ہر لمحہ تاریخ دعوت و عزیمت کا زریں باب تھا جن کی بارگاہ سے ایمان و یقین کے چشمے ابلتے تھے جن کے در سے حقیقت و معرفت کے سوتے جاری رہتے تھے۔ جن کی ذات سے شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت کے سوتے جاری رہتے تھے۔ جن کی ذات سے شریعت و طریقت کی سنگم بہتے تھے یہی وہ اوصاف تھے جن کے سبب ملک کی بیشتر تنظیموں تحریکوں دانشکدوں و مدرسوں نے انہیں اپنا سرپرست تسلیم کرنے میں فخر محسوس کیا اور انہیں ان کی شایان

شان وقار بخشا ویسے تو حضرت کا علمی و دینی ربط بے شمار تنظیموں و تحریکوں سے تھا تاہم اپنی عمر مستعار کے آخری ایام میں اپنی رشد و ہدایت کا مرکز سرزمین قطب شہر پنڈوہ شریف کو بنایا جہاں حضرت نے مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھی تھی۔ اور پھر مشن کی ترقی اور اس کے فروغ میں ایسا لگ گئے کہ اسی کے ہو کر رہ گئے مشن ان کے ذہن وفکر کا ایک حصہ بن گیا اور مشن کو اپنی شب وروز کا اوڑھنا بچھونا بنالیا پروردگار عالم نے حضرت کے اس خلوص ومحنت کا یہ اجر دیا کہ اتنے قلیل وقت میں مشن کو وہ فروغ وعروج ملا جس کو آج ہر دیکھنے والا برجستہ یہ کہنے پر مجبور ہے کہ مخدوم اشرف مشن سرزمین ہند میں ملت اسلامیہ کی تعلیمی تربیتی روحانی اصلاحی وفکری تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔

ان سارے اوصاف کے ساتھ حضرت کی روشن ضمیری کا ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں جو ناچیز راقم الحروف کے گاؤں ہی سے متعلق ہے۔

۱۹۹۶ء کی بات ہے کہ حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ العزیز سے راقم الحروف کے گاؤں پربھیلی، کٹیہار میں آخری بار تشریف لائے جہاں حضرت کو ایک عظیم الشان دو روزہ کانفرنس کی سرپرستی فرمانا تھی کانفرنس کی صدارت فرمانے کے لئے حکیم الملت الحاج سیدی قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی تشریف لا چکے تھے۔ ان کے علاوہ ملک کے مشاہیر مشائخ عظام و نامور علمائے کرام نے شرکت فرمائی تھی خصوصی طور پر سیاح ایشیا وافریقہ حضرت مولانا سید محمد اشرف کلیم اشرفی الجیلانی جائسی ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ جائس شریف رائے بریلی، سبحان الہند حضرت علامہ سید مکی راشد اشرف اشرفی الجیلانی نبیرۂ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف، گل گلزار شریعت علامہ سید نظام الدین اشرف اشرفی الجیلانی فرزند ارجمند حضرت حکیم الملت کچھوچھہ شریف خطیب ہندوستان حضرت مولانا محمد ہاشم اشرفی کانپوری صاحب کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔ بہت ہی عجلت میں کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ رقم کی حصولیابی بھی کوئی خاص نہیں ہوئی تھی جلسہ کے اختتام کے بعد جب مہمانوں کو رخصت کرنے کا وقت آیا کانفرنس کے روح رواں برادر گرامی حضرت علامہ عبدالحکیم اشرفی رحمۃ اللہ علیہ ان کے معاون غلام یٰسین سرپنچ و دیگر منتظمین پس و پیش میں پڑ گئے کہ کن کو کتنا نذرانہ دیا جائے۔ حضور اشرف الاولیاء حالات سے باخبر ہو گئے برادر گرامی و سرپنچ کو اپنے قریب بلایا اور ارشاد فرمایا پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کانفرنس کے سارے اخراجات کو پورے کرنے کے بعد جو روپئے آپ کے پاس بچیں وہ مجھے دے دیجئے میں سب کو اپنے ہاتھ سے نذرانہ دوں گا کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ مہمانوں کی ضیافت میں روپئے کسی سے قرض لیں یا زمین گروی رکھیں اور بعد میں غیروں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ کچھوچھہ شریف سے مولانا یا سرپنچ کے پیر آئے تھے جنہوں نے اپنے نذرانہ کے لئے اپنے مرید پر قرض کا بار لاد دیا یا زمین گروی رکھا دی۔ پھر حضرت نے تمام معزز مہمانوں کو اپنے قریب بلا کر اپنے دست مبارک سے نذرانہ پیش کیا سب نے خوشی خوشی حضرت کے دست اقدس سے نذرانہ لیا۔ اس کے ایک مہینہ بعد گاؤں میں ایک اور جلسہ کا پروگرام تھا جس میں اس جلسہ کے منتظمین نے اپنے پیر و مرشد کو مدعو کیا تھا اس جلسہ کی تیاری میں مہینوں سے پورا گاؤں مصروف عمل تھا مگر جب علماء کو رخصت کرنے کا مرحلہ آیا تو رقم کم پڑ گئی کسی طرح علماء کو تو رخصت کیا گیا البتہ پیر صاحب کے نذرانہ کے لئے زمین گروی رکھنا پڑی۔

☆☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء
اوصاف وکمالات کے آئینے میں

حضرت قاری محمد اکرام نعیمی اشرفی شیخ التجوید الجامعۃ الاسحاقیہ جودھپور راجستھان

اس فرش گیتی پر نہ جانے کتنے حضرات آئے اور چلے گئے آج ان کا نام ونشان باقی نہ رہا مگر اسی زمین پر کچھ ایسی شخصیات بھی پیدا ہوئیں جنہوں نے اپنے فضل وکمال، علم وعمل، تقویٰ وپرہیزگاری، اخلاق وکردار، اخلاص وللّٰہیت کے ذریعے دین وسنیت، قوم وملت کی اصلاح وفلاح کی خاطر اپنی عمر کے عزیز ترین لمحات کو گذارا۔

انہی نادر الوجود، متنوع وپرکشش شخصیات میں خانوادہ اشرفیہ کے گل سرسبز حضور اشرف الاولیاء ابوالفتح حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سید محمد مجتبیٰ میاں قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔

جن کو خدائے ذوالمنن نے بے شمار اوصاف وکمالات سے مزین فرمایا تھا۔ جہاں پر آپ علم وفن کے کوہ گراں تھے۔ وہیں طریقت کے سالک اور شریعت کے عامل بھی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی عقیدت ومحبت سے آج بھی لوگوں کے قلوب مملو ہیں۔

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اس دنیا میں جس نے بھی شریعت اسلامیہ کے اصول وقوانین کی پابندی کی اللہ رب العزت نے اسے وہ محبوبیت ومقبولیت عطا فرمائی، جس کا تصور ہی ایمان کی تازگی کا سبب ہے اور عشق رسول یہ وہ منزل مقصود ہے جو ایک مومن صالح کی علامت وشناخت ہے جس کے بغیر روح وارتقاء کی منازل علیا کے حصول کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارا یہ موقف ونظریہ حضور اشرف الاولیاء قدس سرہ کی شخصیت بارزہ کی حیات وزیست کے پاکیزہ لمحات کے اردگرد طواف محبت کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور یہ بین ثبوت پیش کرتا ہے کہ حضور اشرف الاولیاء قدس سرہٗ کے لیل ونہار شریعت مطہرہ کی پابندی وپاسداری سنت رسول ﷺ کی اتباع وپیروی میں بسر ہوئے اور یہ کیوں نہ ہو کہ جس کے جد امجد نے منصب عظیم پر فائز ہوتے ہوئے اپنے اصحاب سے فرمادیا کیا میں رب تبارک وتعالیٰ کا سب سے زیادہ ڈرنے والا بندہ نہ بنوں؟ یہ ہے وہ تعلیم تاجدار کائنات ﷺ جن کے قدموں تلے ہزاروں جنتیں قربان! بلاشبہ حضور اشرف اولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے اتباع سنت رسول اللہ ﷺ سے جہاں پر اپنی فکر کو بالیدگی وپاکیزگی دی تھی اور اپنے دل ودماغ کی طہارت فرمائی تھی، وہیں پر اس پیغام عمل کے ذریعہ کتنے ہی اذہان وقلوب کی تطہیر وصفائی فرمادی۔ کتنوں نے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرلیا۔ کتنے گم گشتگان راہ کو "صراط مستقیم" راہ ہدایت نصیب ہوئی یہ تو فضل خدا اور عنایت مصطفیٰ ﷺ ہی ہے جس کا اندازہ ہر دانشور ومفکر لگا سکتا ہے۔ "نسبتوں کا فیضان ہر جگہ جاری وساری ہے"۔ غرضیکہ میرے ممدوح علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ رب العزت نے جتنے کمالات سے مشرف فرمایا وہ ان سب میں یگانہ تھے۔ ذیل میں ہم چند اوصاف کے متعلق تحریر کرتے ہیں۔

ا۔ خوردہ نوازی، خوردہ نوازی کا مفہوم ارباب علم ودانش پر خوف روشن ہے اور اسی خوردہ نوازی نے کتنے ہی انسانوں کو بلند مقام عطا فرمایا۔ یہی خوردہ نوازی عصر حاضر میں ہمارے علماء ومشائخ کے مابین اب خط امتیاز کی حیثیت رکھتی ہے۔ آج ہر ایک بڑا بننے کا خواب دیکھ رہا ہے کوئی کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ لیکن جب ہم حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کی مبارک زندگی

کا سرسری طور پر جائزہ لیتے ہیں۔ تو ہمارا قلم رسوا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس بات کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ حضور مجتبیٰ اشرف میاں قبلہ اشرفی الجیلانی اخلاق وکردار، اخلاص وللّٰہیت، حوصلہ افزائی وخوردہ نوازی کے نگہبان وپاسبان تھے۔ جو بھی دین متین کی خدمت کرتا چاہے وہ کسی سلسلے میں ہی بیعت ہوتا سید صاحب قبلہ ہر ایک کو اپنا سمجھتے اور اس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرتے جو اپنے مرید سے کرتے، کوئی شخص یہ محسوس ہی نہیں کرتا کہ حضرت مجھے کم اور اپنے مرید کو زیادہ چاہتے ہیں۔ یہی وہ اسباب ہیں کہ لوگ آپ سے بے پناہ محبت کرتے اور آپ بھی تمام سے خوب محبت فرماتے۔ ہر ایک ملاقات کرنے والا شخص یہ بجا طور پر محسوس کرتا کہ حضرت مجھے سب سے زیادہ مانتے ہیں اور مجھ سے زیادہ خوش رہتے ہیں۔ یہی وہ بزرگانہ وصف وخوبی ہے جس نے حضرت سید شاہ قبلہ کو بقائے دوام دے دی۔

۲۔ اخلاص وللّٰہیت:- یہ وصف بھی بزرگان دین، اسلاف امت کے درمیان خوب پروان چڑھا، اس کو بھی خوب شہرت وپذیرائی ملی۔ راہ تصوف وسلوک حقیقت ومعرفت میں اس کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ عبادت وریاضت، عزلت نشینی، مراقبہ ومکاشفہ اس امتیازی وصف کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس نظریہ کے تحت جب ہم حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی زندگی کا تابندہ نقوش کو ملاحظہ کرتے ہیں تو ہمیں آپ کی ہر ادا وخصلت پند ونصیحت میں اخلاص ووفا خلوص وللّٰہیت کے جلوے ہی نظر آتے ہیں۔ حضرت سید صاحب قبلہ قدس سرہ العلم بھی اپنے بزرگوں، اولیاء کرام کے مشن کو لے کر چلنے والے تھے۔ اسی لئے موصوف نے بھی اخلاص وللّٰہیت کا وہ جال پھیلا دیا کہ ہر ایک آپ کا گرویدہ وشیدا ہو گیا۔

۳۔ تقریر میں اسلاف کرام کے تذکرے:- حضرت علامہ مولانا محمد اکبر صاحب رضوی ''استاذ ونائب ناظم تعلیمات دارالعلوم اسحاقیہ جودھ پور'' کے بقول حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی مخصوص مجلسوں اور تقریروں میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی، بریلوی، تاجدار اہلسنت مفتی اعظم علامہ الشاہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی رضی اللہ عنہما کا اچھے انداز میں تذکرہ کرتے اور لوگوں کو ان کی دینی وعلمی اور تصنیفی خدمات کے تعلق سے بتاتے۔ یوں سمجھئے کہ حضرت سید صاحب قبلہ خانوادۂ اشرفیہ ورضویہ سے یکساں محبت فرماتے اور ان دونوں خانوادوں کے بزرگوں کے درمیان آپسی محبت، روابط وتعلقات کا ذکر جمیل کیا کرتے تھے تا کہ عوام الناس کے ذہنوں میں یہ بات نقش ہو جائے کہ ہمیں دونوں سلسلوں کے بزرگوں سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھنی ہے۔ یہی ہمارے شیخ طریقت کا حکم ہے، اسی میں دین ودنیا کی بھلائی ہے۔ آپ کی دینی وعلمی اور اصلاحی تقاریر کے ذریعہ ہزاروں انسانوں نے گناہ صغائر وکبائر سے توبہ کی اور نیک صالح بن گئے۔ آپ کا انداز دعوت وتبلیغ دیکھ کر بڑے بڑے خطباء رشک کرتے تھے تقریر کرنے کے بعد آپ کا معمول یہ تھا کہ توبۂ صحیحہ کرتے اور عوام کو اس پر گواہ بناتے جس کے چشم دید گواہ (حضرت علامہ مولانا محمد فیاض احمد صاحب رضوی استاذ دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور) ہیں۔ الغرض حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ الشاہ سید محمد مجتبیٰ اشرف میاں صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی قدس سرہ کی حیات کا بیشتر حصہ خدمت دین مبین، تبلیغ دین مصطفیٰ ﷺ میں گزرا، قبلہ موصوف علیہ الرحمہ کی دینی وعلمی، فکری واصلاحی، تبلیغی ودعوتی، خدمات جلیلہ کا انحصار ممکن نہیں۔ آپ کی خدمات ہند وبیرون ہند تک وسیع ہیں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے مریدین، متوسلین، معتقدین ہیں۔ آپ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں مخلوق خدا کی رشد وہدایت اور ان کی اصلاح وتربیت کے لئے تشریف لے جاتے ہندوستان کے بیشتر صوبے ایسے ہیں جن میں آپ کے مریدین اور خلفاء موجود ہیں انھیں صوبوں میں ایک صوبہ راجستھان بھی ہے جس میں آپ کے مریدین کا ایک عظیم حلقہ ہے۔ آپ جب جودھ پور میں دارالعلوم اسحاقیہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت کے زرین موقع پر تشریف لاتے تو یہاں آپ اہل جودھ پور کو اپنے مواعظ حسنہ سے مستفیض ومستنیر

کرتے۔ وہیں پر اپنے روحانی فیوض و برکات سے اہلیان جودھپور کے قلوب واذہان کو مزکیٰ و مصفیٰ فرماتے آپ کی پرکشش اور نورانی شکل وشباہت کو دیکھ کر سلسلہ اشرفیہ کے عظیم بزرگ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت الشاہ السید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی یاد تازہ ہو جاتی اور بلاشبہ آپ اپنے جد امجد حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے صوری ومعنوی اوصاف وکمالات کے مظہر تھے۔ جو بھی دیکھتا برجستہ یہی کہتا کہ آپ کو دیکھ کر اشرفی میاں یاد آتے ہیں۔ جب بھی آپ جودھ پور تشریف لاتے تو اپنے مواعظ حسنہ میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمات دینیہ کا ذکر جمیل نہایت ہی عمدہ انداز میں بیان کرتے، آپ خود بھی تعلیمات اعلیٰ حضرت پر مکمل طور پر کاربند تھے اور اپنے مریدین کو بھی ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تاکید فرماتے، یہی وجہ ہے کہ آج جو بھی آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں ان میں تصلب فی الدین عقائد اہلسنت کی پختگی بدرجہ اتم پائی جاتی ہے۔ یقیناً آپ جہاں بھی تشریف لے جاتے اثنائے خطابت اصلاح عقائد واعمال پر زور دیتے یقیناً آپ اخلاص وللّٰہیت کے پیکر جمیل تھے۔ اہل مشاہدہ کا بیان ہے کہ آپ جس بھی مجلس میں ہوتے مہر مجلس نظر آتے آپ کی پیشانی اطہر سے نورانیت اور روحانیت کا ترشح ہوتا رہتا ایک عالم شریعت اور مرشد طریقت میں جتنے اوصاف ہونے چاہئے وہ تمام اوصاف ومحاسن آپ کی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ نے اپنی دینی، تبلیغی، تقریری، رفاہی، خدمات جلیلہ سے ایک جہاں کو روشن کیا ہندوستان کے اکثر صوبہ جات بنگال، بہار، اڑیسہ، آسام، یوپی، ایم پی، مہاراشٹر، گجرات، راجستھا، پنجاب، کرناٹک، آندھرا پردیش اور بیرون ہند انگلینڈ، پاکستان، سعودیہ، بنگلہ دیش اور بھوٹان وغیرہ ممالک کا دورہ کیا۔ چونکہ آپ ایک عارف باللہ اور ولی کامل تھے۔ اس لئے جہاں بھی جاتے عقیدتمندوں کا جم غفیر اردگرد مانند پروانہ منڈلاتا نظر آتا۔ مسلم ہو یا غیر مسلم کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے اور اس کے دلدادہ ہوں انتہائی ادب واحترام سے دست بوسی اور قدم بوسی کرتے دکھائی دیتے آپ میں وہ مقناطیسی اثر تھا کہ جس پر بھی صرف ایک نظر ڈال دیتے اور جو بھی آپ کے نورانی چہرے کی صرف ایک بار زیارت کر لیتا ازخود رفتہ آپ کے دست اقدس پر بیعت ہو جاتا اور ماضی کے تمام گناہوں سے تائب ہو کر صراط مستقیم کو اپنا لیتا آپ جدھر رخ کرتے بدمذہبیت وبدعقیدگی کی ظلمتوں میں رشد وہدایت بن کر طلوع ہوتے جہاں بھی آپ کا ورود مسعود ہوتا وہاں عجیب روحانیت ونورانیت کا سماں بن جاتا۔ حقائق ومعارف کی جلوہ آرائیاں طالبان عشق ومعرفت کو اپنے دامن میں لینے لگتے بس پہونچنے کی دیر ہوئی کہ چشمۂ ولایت سے تشنگان معرفت وہدایت اپنی اپنی پاس بجھانے لگتے اہل علم وحکمت اپنی اپنی تشنگی کو سیرابی میں تبدیل کرتے نظر آتے اپنے دور کے بڑے سے بڑے فقیہہ ومحدث بڑے سے بڑے مفتی ومفسر اور بڑے سے بڑے مدبر ومفکر آپ کے سامنے سر بہ زانو ہوتے ہوئے نظر آتے جن لوگوں نے لاکھوں لوگوں کو گرویدہ بنا رکھا ہے وہ بھی آپ پر جان چھڑکتے دکھائی دیتے بڑے بڑے لسانی آپ کے سامنے گنگ اور بڑے سے بڑے دانشور آپ کے سامنے دم بخود نظر آتے۔

جناب مولانا محمد عثمان غنی صاحب ودیگر رفقاء کار لائق تحسین وصد مبارکباد ہیں جو حضور اشرف الاولیاء کی دینی وعلمی ہلی وسماجی، اخلاقی، تعلیمی وتبلیغی خدمات سے ایک عالم کو آشنا کروا رہے ہیں۔ تاکہ ہماری آنے والی نسل ایسی نفوس وذوات کی سیرت وتاریخ پڑھ کر اپنے دعوتی وتبلیغی مشن کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ آگے بڑھائے۔ اور دین متین کی بیش بہا خدمات انجام دے

مولیٰ عزوجل راقم الحروف (محمد اکرام نعیمی اشرفی) کو حضور کے علمی وروحانی فیضان سے زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے۔ اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال کرے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء ایک مومن کامل

حضرت مولانا مفتی شہاب الدین اشرفی جامعی (استاذ ومفتی جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر، یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ و الہ وصحبہ اجمعین.

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر چیز اپنی اصل سے پہچانی جاتی ہے۔ کسی چیز کی صحیح معرفت اس کی اصل وحقیقت وحقیقت کے پہچانے بغیر ممکن نہیں ہے۔ کائنات ارضی کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کائنات کی بہت سی چیزیں اپنی اصل وحقیقت سے منحرف ہوکر اپنا وجود کھو دیتی ہے۔ اس کا ظاہری وجود دوسری حقیقت کا روپ دھار لیتا ہے اور اس پر ایسے عوارضات واثرات مرتب ہوتے ہیں جو اس کی حقیقت سے میل نہیں کھاتے ہیں۔ عام طور پر یہ چیزیں انھیں اثرات وعوارضات کے ذریعہ لوگوں میں متعارف ہوتی ہیں۔

ایک مردمومن ایمان اور اس کے مقتضیات سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ جو شخص ایمان کی روشنی اور اس کے مقتضیات وثمرات سے عاری ہے وہ اپنے حقیقی وجود کو کھو چکا ہے کیوں کے اس کے لئے قول وفعل اور حرکات وسکنات میں ایمان واسلام کی روح نہیں پائی جاتی ہے، وہ اپنے نفس کی تاریکی میں بھٹکتا رہتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص حقیقت زندگی کا سراغ پاکر اس کو مکمل طور پر قبول کر لیتا ہے تو اس کے ذوق یقین سے اس کی حقیقت پر پڑے ہوئے ظلمات کے پردے چاک ہوجاتے ہیں، اس کا ایمان وایقان محکم ہوجاتا ہے اور اس کی زندگی اس کی عملی تفسیر ہوجاتی ہے۔

اشرف الاولیاء حضرت مولانا شاہ سید مجتبیٰ اشرف کے ، اخلاق وکردار اور کردار عادات واطوار کے مالک تھے۔ آپ ایمان وایقان کے اعلیٰ منزل پا قائم تھے۔ یہ کمال ایمان ہی کا ثمرہ ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ شریعت مطہرہ کے مطابق گزرتا تھا، شب وروز کے معمولات سے ایمان پختگی ظاہر ہوتی تھی، عمل میں تسلسل اور ناساز گار مخالف ماحول میں استقامت آپ کے یقین محکم کی بین دلیل ہے۔ آپ کی دینی وعلمی خدمات کا دائرہ ہندوستان کے علاوہ متعدد بیرونی ممالک کو محیط تھا۔ آپ نے اپنی پوری زندگی شجر اسلام کی آبیاری میں صرف کردی، اپنی روحانی بیانات اور کردار وعمل سے اسلام کی صحیح تصویر لوگوں کے سامنے پیش کی، سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا، ہزاروں گمراہ لوگ نے آپ کے روحانی بیانات سے متاثر ہوکر اپنی بدعقیدگی سے تائب ہوئے، آپ کی مجلسی گفتگو دینی، اسلامی اور اخلاقی معلومات پر مشتمل ہوتی تھی، جسنے بہتوں کے دل کی دنیا بدل دی، ہزاروں کو اس سے روشنی ملی۔

آپ کی زندگی سنت رسول کا آئینہ تھی۔ آپ کے قول اور کردار اور عمل سے انسانی کمالات کی تابانی کا ظہور ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر زاویہ شمع اسلامی کی ضیاء پھوٹتی نظر آتی تھی۔ آپ کی

زندگی حقیقت میں ایک مرد مومن کی مکمل تصویر ہے، اس میں ایک مرد کامل کے ایمان کی بہار ہے اور کردار وعمل کی ایک مستحکم عمارت بھی، پند وموعظت کے شگفتہ پھول ہیں تو اسلام کی داعیانہ تڑپ بھی، اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صدق واخلاص، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تدبر، حضرت عثمان غنی کی سخاوت، حضرت مولیٰ علی کی شجاعت، حضرت امام حسین کی جذبہ ایثار اور حضرت ابوذر کی فقر کی جھلک بھی نظر آتی ہے، گویا یہ آپ کی زندگی ایک مومن کامل کی زندگی کا حسین گلدستہ ہے جس کے ہر پھول میں اخلاص ومحبت، ایمان وعرفان کی بو پائی جاتی ہے۔ اس میں صدق وصفا کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔

اشرف اولیاء حضرت مولانا شاہ سید مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی یہ امتیازی شان ہے کہ آپ کی ذات میں خدمت خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ لوگوں کی دلجوئی اور خلق خدا کی نفع رسانی کو عظیم عبادت سمجھتے تھے۔ اس راہ میں پیش آنے والے تمام مصائب ومشکلات کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ تبلیغ دین اور رشد وہدایت کے دشوار گذار گھاٹیوں کا حال وہی سمجھ سکتا ہے جسکے قدم اس سے عبور کرسکتا ہے۔ اس راہ میں کتنے قدم اٹھے اور اپنی شکستہ پائی کا اعتراف کرکے کنارہ کش ہوگئے، کتنے جانباز اس سنگلاخ زمین کو عبور کرنا چاہا اور آبلہ پائی کا شکوہ کرتے ہوئے میدان عمل سے باہر آگئے۔ اشرف الاولیاء اس مرد آہن کا نام ہے جن کے قدم کو حوادث روزگار کی سخت چٹان بھی نہ روک سکی انکے یقین محکم اور جہد مسلسل کے آگے مصائب ومشکلات کی آہنی دیوار کھڑی نہ رہ سکی۔ انکی عالمگیری محبت نے نفرت وعداوت کا گلا گھونٹ دیا۔ آپ جس علاقہ میں گئے وہاں عشق وعرفان کے ایسے نقوش چھوڑے جو آج بھی لوگوں کے لئے مشعل راہ بنے ہوئے ہیں۔ جس شہر میں مقیم ہوئے اپنے کردار وعمل سے لوگوں کے لئے راہ عمل کو متعین کیا۔ جس قصبہ اور دیہات دورہ کیا اس کو عشق ومحبت کا ایسا قلعہ بنا دیا جو گمراہیت اور بدمذہبیت کی آندھی میں بھی لوگوں کے ایمان وعمل کی حفاظت کررہا ہے۔

اشرف الاولیاء نے بنگال کی سنگلاخ سرزمین کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا۔ اس سرزمین کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ یہاں کی تہذیب وتمدن پر کسی دوسری تہذیب وتمدن کا رنگ نہیں چڑھ سکتا ہے۔ یہاں کی قدیم ثقافت پر دوسری ثقافت کا نقش قائم نہیں ہوسکتا ہے۔ یہاں کے بود وباش کو نئے طرز پر نہیں ڈھالا جاسکتا ہے۔ اشرف الاولیاء نے اس سرزمین میں تبلیغ اور رشد وہدایت کا کام مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر انجام دیا۔ آپ نے یہاں کے لوگوں کے مزاج اور ماحول کو سمجھا۔ ان لوگوں کے قومی جذبات واقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اصلاح کا کام شروع کردیا۔ چند سالوں میں ہی یہ سرزمین اسلامی تہذیب وثقافت سے آراستہ ہوگئی۔ لوگوں میں دینی بیداری پیدا ہوئی اور انکے دل عشق رسول سے معمور ہوگئے۔ غرضیکہ اشرف الاولیاء کے واسطہ سے قدوۃ الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان بنگال کی سرزمین پر اس طرح برسا کہ اس میں ایمان وعرفان اور اخلاص ومحبت کی فصل بہار لہلہانے لگی۔ ہر طرف قال اللہ وقال الرسول کا نغمہ گونجنے لگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ کو قیامت کے دن انہیں نیک بندوں کے سائے میں اٹھائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆☆☆

قافلۂ شوق کے میر کارواں اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ

حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی چیف اڈیٹر ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ

تذکرہ نگاری کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود تاریخ نگاری کی، ہمارے بزرگوں نے اگر سوانح نگاری کا سلسلہ شروع نہ کیا ہوتا تو نہ آج ہمارے سامنے اسلاف کے نورانی چہرے ہوتے اور نہ ان کے کارناموں کی دلکش دستاویز، مگر افسوس اردو زبان میں علماء اہلسنت اور مشائخ اہلسنت کے احوال وکوائف اور ان کے افکار وکارناموں کی طرف اتنی توجہ نہیں کی گئی جس کے وہ مستحق تھے، جب کہ ہمارے حریفوں نے اس میدان میں مسلسل شب خون مارا اور نظریاتی اختلافات کے تعصب میں کتنے ہی حقائق پردے کے پیچھے چلے گئے۔

کتنے ہیرے کھو گئے اس رونق بازار میں
کتنے پتھر بک گئے لعل وگوہر کے نام سے

بیسویں صدی عیسوی میں جو تحریری کام ہوا ہے وہ مثبت سے زیادہ دفاعی نوعیت کا ہے، غیروں کی دست درازی کے ردعمل کے طور پر جو لکھا گیا اس کا موضوع تنہا امام احمد رضا محدث بریلی قدس کی ذات بالا صفات تھی یا ان کے چند خلفا وتلامذہ، اس میں کوئی شبہ نہیں کی مجدد اعظم امام احمد رضا پر جو کچھ لکھا گیا وہ ابھی نہ مکمل ہے، کتنے ہی علمی وفکری گوشے ایسے ہیں جنھیں ابھی ارباب قلم نے چھوا بھی نہیں، مگر اس کی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امام احمد رضا کے بہت سے معاصرین اور اکابر بھی نظر انداز کر دیے گئے، اس کا ایک بھیانک نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ہمارے حریفوں نے اپنی قلمی چابک دستی سے انھیں اپنے کھاتے میں ڈال لیا حالانکہ نظریاتی اعتبار سے ان فرقوں کا ان اکابر سے دور کا بھی رشتہ نہیں۔ اس پس منظر میں ایک پہاڑ کے برابر کوتاہی یہ کارفرما رہی کہ ہمارے علماء اور اہل قلم میں ابھی اجتماعی سرفرازی اور جماعتی سربلندی کی سوچ پیدا نہیں جبکہ بہت سے نت نئے فرقوں منظم منصوبے کے تحت اپنی نوخیزیت پر قدامت، نوپید درایت پر روایت کا کھول چڑھا کر بہت سے تاریخی تذکرے لکھ ڈالے اور غیر واقعی تذکروں کی کہانی اتنی بار دہرائی گئی کہ اس پر عام لوگوں کو صداقت کا شبہ ہونے لگا۔

خیر اب اہلسنت والجماعت میں اس رخ پر بھی جمود ٹوٹ رہا ہے نوجوان اہل قلم اس کوتاہی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ انفرادی طور پر خانقاہیں اپنی مشائخ اور مدارس اپنے اکابر پر کام کر رہے ہیں اور ایک یہ اچھی پیش رفت ہے جس کا تعاون اور خیر مقدم کرنا چاہئے۔

حضرت اشرف الاولیاء خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے چشم وچراغ ہیں خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ خاک ہند کی ایک نامور اور بافیض خانقاہوں میں ہے جن کا روحانی فیضان آسمان کی بلندی کو چھو رہا ہے اور جن کی رشد وہدایت اور دعوت وتبلیغ کا ہمہ گیر دائرہ سمندر کی وسعتوں کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ حضرت اشرف الاولیاء اپنی خانقاہ کے صرف چشم وچراغ ہی نہ تھے بلکہ علمی اور روحانی اعتبار سے بھی اپنے عہد میں ممتاز فرد فرید تھے، وہ صرف ''پدرم سلطان بود'' ہی کا سرمایہ افتخار نہیں رکھتے

تھے بلکہ بذات خود بلند پایہ عالم ربانی ، اخلاص پیشہ خطیب اور باطل شکن ، مناظر تھے ، آپ نے روایتی رشد وہدایت کے ساتھ کثیر مدارس و مکاتب قائم کیے اور کئی تحریکوں کی بناڈالی اور مخدوم اشرف مشن تو آپ کی فکر وعمل کی خاص جولانگاہ رہا جس کے تحت آج دعوت و تبلیغ ، تعلیم و تربیت ، رشد وہدایت اور خدمت خلق کے بڑے بڑے کام انجام پارہے ہیں اب آپ کے جاری کردہ مشن کو آپ کے نور نظر پیر طریقت حضرت علامہ جلال الدین اشرفی جیلانی مصباحی بڑے تدبر اور آفاقیت کے ساتھ آگے لیکر بڑھ رہے ہیں ، بنگال کی سنگلاخ زمین میں حضرت اشرف الاولیاء نے علم و روحانیت کا جو گلشن لگایا تھا شہزادۂ بالا تبار اپنے خون جگر سے اس کی آبیاری فرمارہے ہیں اور وہ گلشن دن دونی رات ترقی کررہا ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء کئی جہتوں سے اپنے معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں

کچھوچھہ مقدسہ کی موجودہ علماء و مشائخ میں ایک بڑی تعداد فارغین اشرفیہ کی ہیں جنہوں نے دارالعلوم اشرفیہ میں تعلیم حاصل کی اور جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی آغوش تربیت میں شعور علم کی آنکھیں کھولیں ، جیسے شیخ طریقت حضرت علامہ سید اظہار اشرف اشرفی جیلانی ، شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی جیلانی ، اشرف العلماء سید حامد میاں اشرفی جیلانی ، غازئ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی مگر آپ کو جان کر مسرت ہوگی کہ پورے قافلہ شوق کے میر کارواں ابوالفتح اشرف الاولیاء حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی نوراللہ مرقدہٗ تھے اور کچھوچھہ مقدسہ میں بھی اس نورانی سلسلے کی آخری کڑی شہزادۂ اشرف الاولیاء پیر طریقت حضرت سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی دامت برکاتہم العالیہ ہیں خدا کرے کہ یہ علمی اکتساب اور روحانی فیض رسانی کا سلسلہ قائم ودائم رہے۔

ماضی قریب میں خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم ترین شخصیت محبوب ربانی اعلیٰ حضرت علامہ الحاج سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان تھے ، انہیں کے پوتے اشرف الاولیاء الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان تھے آپ ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور سے فارغ ہوئے اور فراغت کے بعد ایک برس تک آپنے دارالعلوم اشرفیہ میں معین المدرسین کی حیثیت سے خدمت انجام دی ، حضور حافظ ملت آپ سے بے پناہ شفقت و محبت فرماتے تھے اور آپ بھی حافظ ملت سے حد درجہ محبت فرماتے تھے حضرت سے جب بھی ملاقات ہوتی اپنی عہد طالب علمی کا تذکرہ بڑے چاؤ سے چھیڑے رہتے تھے ، حضور حافظ ملت کی نسبت سے راقم سے بے پناہ محبت فرماتے تھے ، ایک بار کچھوچھہ مقدسہ عرس کے موقع پر حاضر ہوا وقت کم تھا اسی روز واپس ہونا چاہتا تھا مگر مجھے آنے نہیں دیا ایسا لگتا تھا کہ ہم لوگوں کو دیکھ کر حافظ ملت سے ان کا رشتۂ محبت جوش مارنے لگتا تھا اس روز گھنٹوں تک حافظ ملت کی تعلیم و تربیت اور ان کے حسن تدبر پر گفتگو فرماتے رہے ، موصوف میں باآں فضل وکمال کسی قسم کا تکلف نہیں تھا وہ اپنے اصاغر سے بھی معاصرین کی طرح دلچسپ گفتگو فرماتے تھے ، کردار واخلاق کی بلندی ان کا وصف خاص تھا ، پہلی ملاقات کرنے والا بھی ان سے بار بار ملاقات کی آرزو لیکر اٹھتا تھا۔

(بشکریہ مفتی کمال الدین)

☆☆☆☆☆☆

نازش اولیاء..........اشرف الاولیاء

مفتی محمد اسحٰق رضوی مصباحی شیخ الحدیث وسربراہ مدرسہ جمال مصطفےٰ ٹانڈہ جدید ماٹ کھیڑا روڈ بلاسپور رام پور (یوپی)

◆ ◆ ◆

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

اے چرخ کہن تو نے تمام چکر کاٹے اے باد صبا تو نے تو ہر چمن کی رونق دیکھی، اے بلبل تو نے ہر گل سے گفتگو کی۔ اے آسمان بتا کیا تو نے ایسا بقعہ نور دیکھا جہاں ہر خاندان کا ہر فرد نور ہو۔ تو نے اے باد صبا ایسا چمن دیکھا جہاں ہر گل کی بو ایمان کو تازہ کرے۔ جہاں کی ہر شاخ سے ہدایت کا سبزہ لہرائے اے نجوم چرخ گیتی تم تو شام سے صبح تک اچھوں کو تلاش کرتے ہو، بتاؤ کہیں تم کو ایسے اچھے ملے جہاں ہر ایک کو دنیا اچھا کہے۔

آؤ میرے ساتھ آؤ اے چرخ تو ذرا دیر ٹھہر اور دیکھ کہ کچھوچھہ مقدسہ وہ بقعہ پاک ہے جہاں ہر آل رسول ﷺ اولاد فاطمہ زہراء نسل پاک امام حسین کے پیارے پیارے قد والے سادات کرام آرام کرتے ہیں قدم رنجہ فرماتے ہیں اور وہیں ہمیشہ کے لئے سر بمر قد کرتے ہیں۔

اے باد صبا اس سرزمین پر چمن اشرفی کے پھولوں سے گزر سلام کر کہ تجھ میں ایسی مہک پیدا ہو کہ ہر چمن کا جھونکا کچھ رشک کرے، دیکھ کہ میرے اس چمنستان سے کیسے نفحات اٹھ رہے ہیں۔ اے بلبل آ تو میرے ان پھولوں کو سلام کر۔ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چمن کے ان گلوں کا رنگ دیکھ جمال دیکھ، ان رنگ میں رنگ ولایت دیکھ ان میں باجمال ہدایت دیکھ، ان میں جلال ولایت دیکھ، یہاں ایک سے ایک آگے گل ہے:

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہراء ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول
تیری نسل پاک میں ہے بچا بچا نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

کیا خوش بختی ہے اہل ہند کی کہ انہیں شہنشاہ ولایت شاہ زماں حاکم سمناں جیسے ولی نصیب ہوئے کیا ہی اچھی قسمت والے ہیں برصغیر کے لوگ کہ آپ کی نسل پاک نے اس خطہ کی رہنمائی کی ذمہ داری اپنی کاندھوں پر رکھی بارگاہ رب العزت اسے آقائے دو جہاں ﷺ کے توسل سے غوث اعظم کے کرم سے ہر دور میں اس مبارک خاندان سے عنایت ازل سے عظیم رہنما پیدا فرمائے۔

قلم کو طاقت کہاں، بیان کو وسعت کہاں، ذہن میں ہمت کہاں کہ اس نسل پاک کے بزرگوں کے کارناموں کو ان کی عظمت کی داستانوں کو رقم کرے۔ بس چند سطریں حاضر ہیں اس پاک خاندان کی ایک عظیم ہستی کے نام پر جن کو دنیا اشرف الاولیاء کے نام سے پکارتی ہے۔

کیا عظمت ہے اس مبارک ذات کی جن کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں ہوں، کون اشرفی میاں وہی اشرفی میاں جن کو امام احمد رضا مجدد ملت نے پروردہ سہ محبوبہ کہا ہے، جن کے نقش صورت میں جلوہ غوث الوریٰ مخلوق کو نظر آیا کہ پکار اٹھے کہ یہ تو شبیہ غوث الوریٰ ہیں۔ یہ وہ اشرفی میاں ہیں جن کے پوتے اشرف الاولیاء ہیں۔ اس پاک اور مبارک گھر میں اصل پاک فرع پاک ۱۳۴۲ھ مطابق ۱۹۲۷ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔

اسم مبارک سید مجتبیٰ اشرف رکھا گیا..... پرورش اور تربیت میں شبیہ غوث الوری کی نظر نے نیکیوں اور سعادتوں کے سایہ میں رکھا اور ابتدائی تعلیم کے بعد مصباح العلوم اشرفیہ روانہ فرمایا۔ کیونکہ وہاں وہ امانت علم شہزادہ کو ملنی تھی جس کو ان کے در کے غلام ان کے لئے تیار رکھے ہوئے تھے۔ ظاہر میں وہ ان کے استاذ تھے مگر دل میں وہ خود کو ان سیدزادوں کے غلام تصور کرتے تھے اور یہی ادب ہم سنیوں کو سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور سرکار مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خاں اور محدث مرادآبادی شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سکھایا اور کیوں کہ ہم ان کی بارگاہ کا خود کو غلام تصور کریں یہ ان ہی کی تو نسل پاک ہے جس کے سامنے صحابہ کرام خود کو غلام تصور کرتے تھے۔ اپنے سروں کے بال اپنے بدن کے کپڑے اپنے گھر بار اور اپنی ساری خوشیوں اور نعمتوں کو ان کی عنایت تصور کرتے تھے۔ الغرض حضرت علامہ ولی کامل الشیخ عبدالعزیز محدث مرادآبادی نے شہزادے کو علم کی امانت سپرد کر کے ۱۹۴۷ء میں اس کا اعلان فرما دیا۔

علم کی امانت لیکر تقویٰ کی دولت لیکر صبر کی عنایت لیکر تبلیغ کا شوق لیکر اسلام کا علم لیکر خاندان سادات کا یہ نوخیز مبلغ دنیا والوں کی طرف آتا ہے۔ جب ہندوستان آزاد ہوا۔ تاریخ سے واقف حضرات کو خوب معلوم ہوگا کتنے فرقوں کا دور تھا، کتنا سخت وقت تھا اہل ہند پر کتنی مصیبت کا وقت تھا۔ برصغیر کے مسلمانوں پر مگر سبحان اللہ خاندان اشرف کی برکات کو سلام کرو کہ اس نوخیز سیدزادہ مبلغ نے پورے ہندوستان کو اپنے دائرۂ تبلیغ میں کر لیا۔ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے اہم ممالک میں دین کی تبلیغ فرمائی۔ بقول کمال اشرفی:

''اشرفیہ مبارکپور سے فراغت کے بعد اور اجازت وخلافت کے بعد آپ نے بیعت وارشاد کا کام شروع کیا ہندوستان کے اکثر صوبے جات بنگال، بہار، آسام، مہاراشٹر یوپی گجرات، راجستھان، پنجاب، کرناٹک، ایم پی اور بیرون ہند انگلینڈ، پاکستان، سعودیہ، بنگلہ دیش اور بھوٹان وغیرہ کا دورہ فرمایا۔''

یہ کوئی معمولی کام نہ تھا۔ اس دور میں طرح طرح کے فتنے اٹھے تھے۔ مسلمانوں کو قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت تھی مگر حضرت سید مجتبیٰ اشرف صاحب عظیم مجاہد نے اس دور میں مسلمانوں کو سنبھال لیا اور دعوت وتبلیغ کے پورے قافلہ میں ممتاز راہرو بن کر چلے۔

قسام ازل نے جملہ خوبیوں سے نوازا تھا، علم کا سمندر تھا تو ولایت کا آفتاب تھے۔ مزاج نہایت تواضع پسند تھا، سخاوت عادت تھی لوگوں کو علم سکھانا اولین مشغلہ تھا۔ کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی کہ اس میں ایک دو باب علم فقہ کے ذکر نہ کرتے ہوں۔ کوئی سفر ایسا نہ ہوتا جس میں کئی سو غیر مسلم ایمان سے سرفراز نہ ہوتے ہوں۔ کوئی تقریر ایسی نہ تھی جس میں سیکڑوں توبہ شکن توبہ نہ کرتے ہوں، کوئی لمحہ ایسا نہ تھا کہ آپ کی زبان سے ذکر جاری نہ ہو۔

باغ اشرف کے اس تناور درخت کا سایہ ان علاقوں پر پڑا جہاں عام طور پر لوگ نہ جاتے تھے۔ بھوٹان سخت پہاڑی علاقہ ہے جہاں سے گذرنا مشکل رہنا دور کی بات........ مگر اس بابرکت ذات نے اپنی دعوت وتبلیغ سے وہاں ایمان کا سورج چمکایا اور ہزاروں گم کردہ منزل آپ کی رہنمائی سے کیسے منزل شناس بنے اور کفر کی ظلمات سے نکل کر نور ایمان کی طرف آ گئے۔

آپ کی مبارک عادتوں اور آپ کی دعوت کی کامیابیوں میں ایک اور راز تھا اور وہ راز تھا کہ بچپن میں اپنے جد امجد کے حجرے میں سرکار دوعالم ﷺ کا دیدار نصیب ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے جلوہ جاناں عالم کی جھلک دیکھی تھی۔ جن کے نور سے آپکا دماغ منور ہوا۔ نظریں ماہتاب بن گئیں یہ وہ خاص عنایت تھی جو حضرت سید محمد مجتبیٰ اشرف کو نصیب ہوئی۔

خدائے تعالیٰ ہم سب کو نور مصطفےٰ ﷺ کا دیدار پاک نصیب فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

تبلیغی جذبات کا معیار

حضرت مولانا سید واقف علی اشرفی محلہ سادات سید پور، بدایوں شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ جس سے چاہتا ہے اپنے دین کی تبلیغ وتجدید اور بندوں کی رشد و ہدایت کا کام لے لیتا ہے۔ چونکہ دین اسلام کی حفاظت اس ازلی وابدی معبود حقیقی نے اپنے ذمہ کرم پر لی ہے لہٰذا دین اسلام کی حفاظت وصیانت کا نظام کچھ اسی طرح معین ومقرر فرمایا ہے کہ ہر دور میں ایسے کامل و مکمل افراد کا ظہور ہوتا رہا ہے جو فریضۂ رشد و ہدایت اور حق دعوت وتبلیغ کو ادا کرنے میں اپنی حیات کے بیش قیمت لمحات بے دریغ صرف کرتے لیکن ہر ایک کو اس فرض کی ادائیگی پر مامور بھی نہیں کیا جاتا یہ ذمہ داری جن کے نوشتہ میں ثبت ہے یقیناً ان کی زندگیاں قابل رشک اور ان کی پیشانیاں نیک بختیوں کے سہرے کی سزاوار ہے پھر یہ رشک اس وقت اور بڑھ جاتا ہے جب ایک ہی خاندان کے متعدد اشخاص وافراد کو مختلف ادوار میں یہ سعادتیں نصیب ہوتی رہتی ہیں اور اس خاندان کی مقبولیت ومحبوبیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے جس کی متعدد مثالیں سرزمین ہند پر دی جا سکتی ہیں۔

خانوادہ اشرفیہ سے کون واقف نہیں؟ یہ وہ خانوادہ ہے جس کی دینی وتبلیغی خدمات امت مسلمہ کی سات سو سالہ تاریخ کو محیط ہیں تاریخ ہند اور تاریخ سنیت سے شغف رکھنے والے حضرات اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے کہ گذشتہ سات صدیوں میں اس خانوادہ کے گلہائے شگفتہ کی بھینی بھینی خوشبو جابجا پھیلی ہوئی ہے۔ جس کے تصور ہی سے ذہن معطر ہو جاتا ہے یہ وہ خانوادہ علم وفضل ہے۔ جس نے شجر علم کو ایسے لاجواب پھلوں سے بار آور کیا۔ جس کا لطف عرصہ دراز تک محسوس کیا جاتا رہا ہے اور جس نے فکر وعمل کے ناپید کنار سمندر سے وہ یاقوت وجواہر نکالے جن کی چمک سے ایک زمانہ روشن ہو گیا اور اہل بصیرت و عقیدت آج بھی اسی چمک سے فیض حاصل کر کے شادکام ہو رہے ہیں مختصر یہ کہ خانوادہ اشرفیہ کی تاریخ سے واقفیت کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فیاض ازل نے داعیان اسلام کی خوبصورت لڑی میں پورے خانوادہ ہی کو پرو دیا ہے۔ ماضی قریب میں اس خانوادہ کی مشہور و معروف شخصیات میں ایک نام حضرت شاہ ابوالفتح پیر سید مجتبیٰ اشرف اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے۔ آپ ”مجدد سلسلہ اشرفیہ مخدوم الاولیاء اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ والرضواں کے چہیتے اور منھ لگے پوتے تھے اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی زوجۂ ثانیہ کے شاہزادہ حضرت علامہ پیر سید مصطفیٰ اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کو محبوب ربانی ہم شبیہ غوث جیلانی سے خصوصی قرابت ومودت تھی اور آپ کو بھی جد امجد کی بے پایاں شفقتیں میسر آئیں۔ جس کا فیضان کچھ اس طرح جاری ہوا کہ ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضواں نے دوران علالت فرمایا کہ جو دو کرسیاں شہر مراد آباد سے لائی گئی ہیں ان دونوں کو حجرہ میں رکھ دیجئے اور اب آپ لوگ تشریف لے جائیے فوراً اس ارشاد مبارک کی تعمیل کی گئی کرسیاں اندر رکھ دیں اور لوگ باہر نکل آئے مگر چونکہ اس دل چڑھے پوتے کو ہم شبیہ غوث جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی باران شفقت نے بڑی سخاوت کے ساتھ فیض یاب کیا تھا اور مقام ناز تک رسائی حاصل ہو چکی تھی اس لئے اصرار کے بعد بھی حجرۂ مقدسہ سے باہر تشریف نہیں لائے بالآخر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضواں نے چارپائی کے نیچے چھپ جانے کا حکم دیا جس کو آپ نے حصول مراد کا نزدیکی ذریعہ سمجھ کر برضاء ورغبت قبول کیا اور چارپائی کے اندر تشریف لے گئے۔

یکا یک دو نقاب پوش ہستیاں ضیاء باریاں کرتی ہوئی حجرۂ مقدسہ کے اندر تشریف لائیں اور کرسیوں پر جلوہ افروز ہو گئیں اعلیٰ حضرت

اشرفی میاں علیہ الرحمہ ان پاکیزہ ہستیوں کی تجلیات سے سرشار ہوکر مست و بے خود ہوگئے اور اس محویت کے عالم میں جذبات سے لبریز ہوکر بستر سے اٹھے اور ان کے قدموں پر گر پڑے پھر اس قدر آہ وزاریاں کرتے رہے کہ روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں نو وارد شخصیات میں سے ایک نے اٹھا کر دست شفقت سر پر رکھا اور دلاسہ دیا تسکین و تسلی کے بعد یہ نورانی چہرے نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ یہ سارا منظر دیکھنے کے بعد آپ چار پائی کے نیچے سے باہر آئے اور ایک ہی سوال کو بار بار دہرانے لگے دادا کون تھے؟ دادا کون تھے؟ شفقت کے پیکر دادا نے اولاً خاموش کرنے کی کوشش کی اور پھر پیہم اصرار کی وجہ سے راز سربستہ کی نقاب کشائی فرمادی لیکن اس تخویف و تہدید کے بعد کہ اگر میری حیات میں افشاء راز کیا تو ایسے ایسے.......... ہوجاؤ گے (یہ حضور اکرم ﷺ تھے)

حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ پلنگ کے نیچے ہونے کی وجہ سے اگر چہ ان مقدس ہستیوں کے رخہائے زیبا کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکے لیکن آپ نے بیان فرمایا کہ نعلین مبارک اور دست اقدس کے ابھرے بالوں کا مشاہدہ نصیب ہوا ہاں اتنا یقینی ہے کہ آپ کو ان تجلیات کی باران رحمت سے فیضیاب ہونے کا شرف بغیر کسی واسطے کے میسر آیا۔ اور بے حجاب استفاضہ کی خوش بختیوں سے ہمکنار ہوئے۔

یہ عظیم الشان پوتا جب میدان تبلیغ میں آیا تو اپنی کاوشوں کو صرف کرنے اور جلووں کو بکھیرنے کے لئے سرزمین بنگال کا انتخاب کیا جو اسلامی تعلیمات سے نا آشنا اور دینی احکامات سے نابلد تھی جہاں کے لوگ جاہلانہ رسوم سے مقید اور توہم پرستیوں کا شکار تھے۔ اس بنجر و سنگلاخ زمین کو تبلیغ دین متین کے لئے منتخب کرنا آپ کے بلند حوصلوں اور پختہ عزائم کا پتہ دیتا ہے اور آپ کے تبلیغی جذبات پر واضح دلیل ہے ظاہر ہے کہ تبلیغی جذبات سے سرشار حضرات تبلیغ دین کی ضرورتوں کا لحاظ رکھا کرتے ہیں تبلیغی تقاضوں کو پورا کرنے کی جد و جہد کرتے ہیں راستوں کا نشیب و فراز اسباب و وسائل کی کمی اور مسافرت کی دقت و سہولت کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے۔ تحصیل مقصد کے سچے جذبات اسباب و وسائل کی فکر سے بے نیاز ہوا کرتے ہیں۔ آپ کے جذبات کی صداقت کا اندازہ صحیح معنی میں تو اسی وقت لگایا جا سکتا ہے جب ان دور افتادہ دیہات و علاقہ جات کا مشاہدہ کیا جائے جہاں جہاں آپ نے تبلیغی دورے فرمائے اور جن قریوں میں تشریف لے جاکر شمع اسلامی کی نور افشاں کرنوں کو بکھیرا اگر یہ مسلم ہے کہ آپ نے حق دعوت و تبلیغ کی ادائیگی کے لئے اپنی زیست کی روز و شب اسی سرزمین پر وقف کردیے اور بالآخر حالات کے پیش نظر ''مخدوم اشرف مشن کا قیام لائے تا کہ علم و نور وہاں کی جہالتوں کو کافور کر سکے اور جس اسلام نے توہمات اور شکوک و شبہات کی بیخ کنی کی ہے اس کے ماننے والے غلط نظریات کا شکار نہ ہوسکیں۔ قوت علم سے توہمات کی قیود کو توڑ کر باہر آئیں اور اسلام کا حقیقی مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں جو لوگ اسلامی تعلیمات سے دور ہیں وہ زیور علم دین سے آراستہ ہوکر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے کردار و عمل کو سمجھیں اور اس کو سامنے رکھ کر اخلاق نبوی و کردار مصطفوی کا نمونہ پیش کرسکیں۔

اگر چہ یہ بلند مقاصد آپ کی حیات ظاہری میں حاصل نہ ہو سکے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کام کی بنیاد خلوص پر ہو اس کی تکمیل ضرور ہوجایا کرتی ہے چنانچہ آپ کے بعد آپ کے عظیم شاہزادہ نے اس مشن کو آگے بڑھایا اور اس میدان میں عملی ورک کیا۔ تو دنیا نے دیکھا اور یقین کرلیا کہ سچی طلب حصول مقصد کی ضامن ہوا کرتی ہے۔

ایسی نا قابل کاشت زمین میں مدارس و مکاتیب اسلامیہ کی فصل لگانا یقیناً ایک مشکل ترین امر ہے لیکن اس مشن کے تحت یہ کام بڑی آسانی کے ساتھ ہوگیا دیکھتے ہی دیکھتے حفاظ و علماء کا نورانی قافلہ مدارس کے احاطہ سے طلوع ہوکر اس کھاڑی کے نشیب و فراز کو دینی تعلیمات سے آشنا اور نور علم سے منور کرنے لگا اور مستقبل قریب میں انشاء اللہ یہ سرزمین گہوارۂ علم و ادب بن کر چمکے گی۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنادے صحرا کو

دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ خلوص و حسن کی گرانقدر دولت سے نوازے اور اس مشن کو کامیابی و کامرانی کی بلند ترین منازل تک پہونچائے آمین!

☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء معلومات کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر اعجاز انجم لطیفی ایم اے، پی ایچ ڈی، استاذ جامعہ منظر اسلام بریلی شریف

قارئین کرام! ماہنامہ غوث العالم کچھوچھہ شریف کے مدیر جناب عثمان غنی اشرفی صاحب نے ''اشرف الاولیاء نمبر'' کے لئے مجھے مضمون نویسی کا دعوت نامہ بھیجا۔ اس کے بعد بذریعہ فون بھی مضمون لکھنے کا اصرار کیا۔ مسلسل اصرار وپیہم تقاضہ کی وجہ سے میں اپنے آپ کو آمادہ تحریر کرلیا۔ ذہن میں خاکہ تیار کرنے لگا۔ لیکن عدم معلومات اور مواد نہ ہونے کی وجہ سے عظیم المرتبت، رفیع الدرجات حضرت علامہ سید مجتبیٰ اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان کی محرک وفعال شخصیت پر کوئی خاص عنوان سمجھ میں نہیں آیا۔ اور نہ ہی کوئی خاکہ تیار ہوسکا۔ چونکہ میں مضمون لکھنے کا وعدہ کرچکا تھا۔ اس لئے ایفائے وعدہ کے لئے میں نے مدیر ماہنامہ سے رابطہ کیا اور حضرت اشرف الاولیاء سے متعلق مواد فراہم کرنے کو کہا۔ اولاً تو انہوں نے بھی عدم مواد کا تذکرہ کیا۔ عدم میں مواد کی وجہ سے جب میں نے مضمون نہ لکھنے کی معذرت کی تو انہوں نے ایک شائع شدہ مضمون بھیجنے کا وعدہ کیا۔ حسب وعدہ بذریعہ رجسٹری جو مضمون انہوں نے بھیجا اس سے معلومات میں اضافہ تو ہوا اور حضرت کے بارے میں بہت کچھ جانکاری بھی ہوئی لیکن مضمون میں کوئی خاص حوالہ یا ماخذ مراجع کا ذکر نہ تھا اس لئے متذکرہ مضمون میرے لئے ماخذ کا ذریعہ نہ بن سکا۔ مضمون نگار نے اپنے مضمون میں عقیدت ومحبت کے سوغات کو بڑے ہی والہانہ، عقیدتمندانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اول تا آخر مضمون پڑھنے کے بعد قلم کار کی فدا کاری اور ارادتمندی کا جذبہ ایک ایک سطر اور لائن سے جھلک رہا ہے۔ کاش قلم کار تھوڑی محنت ومشقت اور برداشت کرلیتا۔ موقع محل کے اعتبار سے اپنی تحریر میں حوالے اور ماخذ ومراجع کا بھی ذکر کردیتا تو مضمون دور حاضر کے تقاضے کے عین مطابق ہوجاتا۔

آج کا دور ترقی یافتہ دور ہے۔ تحقیق وتنقید کا دور ہے۔ ہر ایک انسان کا ذہن تحقیق پسند اور مزاج ناقدانہ ہے۔ اس لئے مضمون نگاری کا اصول اور مقالہ نگاری کا انداز بھی بدل گیا ہے۔ جب تک مضمون میں کوئی محکم حوالہ یا ثبوت نہ ہو اس وقت تک وہ مضمون یا مقالہ ارباب علم ودانش اور صاحب فکر ونظر کے نزدیک مستند ومعتمد نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ مضمون یا مقالہ ماخذ کے طور پر لائق استناد ہوتا ہے۔ اسی نظریہ کے پیش نظر میں نے اس مضمون کو بحیثیت مواد دوبارہ نہیں دیکھا، کیونکہ بغیر ماخذ اور حوالے کے کسی اہم شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا دور حاضر میں افسانہ نویسی کے دائرے میں تو آسکتا ہے مگر کوئی تحقیقی اور معیاری مضمون نہیں ہوسکتا۔

حصول مواد کی پریشانی میں برسبیل تذکرہ یہ باتیں آگئیں ورنہ تبصرہ یا تنقید میرا مقصود نہیں بہرکیف آمدم برسرے مطلب میں یہ عرض کررہا تھا کہ میرے پاس حضرت سید مجتبیٰ اشرف میاں علیہ الرحمہ سے متعلق کوئی مواد نہیں تھا۔ اب میں مزید الجھن کا شکار ہوگیا۔ نہ جانے ماندن نہ پائے رفتن، اسی شش وپنج میں کئے دن گزر گئے ایک دن بیٹھے بیٹھے اسی دعوت نامے کو بنظر عمیق دیکھا، میری عقابی نظر اس عبارت پر ٹھہر گئی ''کہ اپنے مضامین، تاثرات ،معلومات اور مشاہدات روانہ فرماکر اس نمبر کو زینت بخشیں''۔

تاثرات ،معلومات اور مشاہدات ان تینوں لفظوں کے

معنوی پہلو پر غور وفکر کرنے سے میری مشکل کسی حد تک حل اور آسان ہوتی ہوئی نظر آئی۔ تاثرات، مشاہدات کے پیش نظر میں تو کچھ نہیں لکھ سکتا۔ کیونکہ کسی شخصیت سے متعلق تاثرات، مشاہدات درحقیقت وہی انسان لکھ سکتا ہے جس نے اس عظیم شخصیت کو بہت قریب سے دیکھا ہو ان کی علمی، عملی زندگی سے کماحقہ متعارف ہو، تصنیفات، تالیفات کا باقاعدہ مطالعہ کیا ہو۔ یا ان سے علمی استفادہ کیا ہو۔ یا کسی شرعی، ملی، مسائل پر علمی گفتگو ہوئی ہو۔ یا درس وتدریس کا ان سے شرف حاصل کیا ہو۔ یا سلسلہ پیری مریدی میں حلقہ بگوش رہا ہو۔ اتفاق کہئے یا میری حرماں نصیبی کہئے کہ مذکورہ بالا صورتوں میں سے کوئی بھی صورت میرے حصے میں نہیں آئی۔ رہ گیا معلومات تو یہی لفظ "معلومات" زیر نظر مضمون کے لئے سنگ میل بن گیا۔ کیونکہ معلومات کا دامن بہت وسیع ہے۔ معلومات خواہ اپنے طور پر ہوئی ہو یا دوسروں کے ذریعے حاصل ہوئی ہو۔ دونوں کے لئے معلومات ہی بولا جائے گا۔ بادی النظر میں مجھے یہ بھی خیال آیا کہ کسی کی معلومات کو قلم بند کرنا اگر حسن نیت سے ہو تو یہ کار خیر بھی ہے۔ یہاں تو معاملہ معلومات ایک پیر طریقت، عالم شریعت، علمبردار سنیت، ناشر مسلک وملت سید مجتبٰی میاں کی ذات بابرکات سے متعلق ہے۔ اگر "اشرف الاولیاء نمبر" کے ذریعے یہ معلومات دوسروں کے لئے نصیحت اور درس عبرت بن جائے تو میری یہ کوشش سرمایہ حیات اور نجات اخروی کا باعث ہو جائے گی۔

اسی حسن نیت کے پیش نظر چند اہم واقعات وکرامات میں تحریر کر رہا ہوں۔ یہاں پر یہ بات بھی واضح رہے کہ میں جو کچھ بھی قلم بند کرنے جا رہا ہوں یہ میری اپنی ذاتی معلومات نہیں بلکہ یہ تمام معلومات حضرت کے مرید خاص جناب زاہد رضا خاں اشرفی ریٹائرڈ سینئر ایکزیکیٹیو آفیسر مہانگر محلہ ذخیرہ بریلی شریف سے حاصل شدہ ہیں۔ جناب زاہد صاحب مختلف خوبیوں کے مالک ہیں نماز، روزہ کے پابند اور دیندار ہیں۔ علم وادب سے آشنا ہیں اور صاحب فکر ونظر بھی ہیں۔ آج کل الاشرف میموریل سینٹر کے ڈائریکٹر ہیں۔ میری خیال سے جناب زاہد رضا خاں صاحب سے میری ملاقات کا ذکر بھی قارئین کے لئے باعث مسرت ہوگا۔ کیونکہ ملاقات سے قبل مجھے معلوم نہیں تھا کہ جناب زاہد صاحب حضرت مجتبٰی میاں علیہ الرحمہ کے مرید اور عقیدتمند ہیں۔ اسے حسن اتفاق کہئے یا مخدوم سمنانی کی کرامت کہ امسال عرس مخدوم پاک میں شرکت کے لئے جب میں اپنے مکان سے روانہ ہوا تو تن تنہا تھا۔ دل ہی میں سوچ رہا تھا کہ اگر کوئی ہمسفر ہوتا تو راستے میں اکیلے پن کا احساس نہیں ہوتا اور سفر بآسانی تمام ہو جاتا۔ اسی سوچ وفکر میں بریلی جنکشن پہونچا۔ پلیٹ فارم پر جناب زاہد رضا صاحب کو مع اہل وعیال دیکھا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا کچھوچھہ شریف عرس میں۔ یہ جواب میری اضطراری کیفیت کے لئے وجہ سکون ثابت ہوا۔ میں نے بھی بصد شوق اظہار مدعا کیا لیکن نیرنگیٔ تقدیر کہ ریزرویشن کی وجہ سے ہم لوگ ایک ڈبے میں سوار نہیں ہو سکے۔ جیسے تیسے بریلی سے اکبرپور کا سفر طے ہوا۔ جب اکبرپور میں ٹرین پلیٹ فارم پر رکی تو پھر ہم لوگ ایک ساتھ ہو گئے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا قیام کہاں رہے گا۔ اس دریافت پر انہوں نے کہا کہ میں محترم قادری صاحب کے دردولت پر رہوں گا۔ اس وقت ہم دونوں کی یہ ملاقات کسی اہمیت کے حامل نہیں تھی۔ لیکن مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے پیش نظر جب نمبر کے لئے مواد حاصل نہ ہو سکا اور مجھے پریشانی درپیش ہوئی تو فیضان مخدومی نے میری پریشانی دور کر دی اور وہی ملاقات میرے لئے باعث اطمینان اور امید کی کرن ثابت ہوئی۔ ایک دن بعد نماز عصر میں زاہد صاحب کے دردولت پر حاضر ہوا۔ اس سے قبل کبھی ان کے گھر جانے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اچانک مجھے دروازے پر کھڑا دیکھ کر انہوں نے حیرت واستعجاب کی کیفیت میں پوچھا کہ اس وقت کیسے آنا ہوا۔ میں نے بلا تمہید ان سے کہا کہ آپ کے

پاس ایک اہم مقصد اور غرض سے آیا ہوں اگر آپ کے پاس وقت اور فرصت ہو تو بیٹھ کر بات چیت کی جائے۔ موصوف نے ڈرائینگ روم کا دروازہ کھولدیا اور میں اندر صوفے پر بیٹھ گیا۔ سلسلۂ کلام شروع ہوا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کس بزرگ سے اور کہاں سے بیعت ہیں؟ اس سوال پر انہوں نے بڑی عقیدتمندی وارادتمندی سے جواب دیا کہ صرف میں ہی نہیں بلکہ میری اہلیہ اور میرے گھر کے بھی افراد حضرت سید مجتبیٰ اشرف میاں علیہ الرحمہ سے بیعت اور ان کے مرید ہیں۔ اشرف الاولیاء سے متعلق اس طرح کا عقیدت منداں جواب سن کر میری پریشانی کافی حد تک دور ہوگئی۔ اور مضمون نویسی کا مسئلہ حل ہوتا ہوا نظر آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ ماہنامہ غوث العالم کے مدیر نے حضرت سید مجتبیٰ اشرف میاں کی شخصیت اور حالات پر مشتمل ایک نمبر نکالنے کا منصوبہ بنایا ہے اور نمبر کے لئے مجھ سے بھی مضمون طلب کیا ہے۔ لیکن صد افسوس کہ میرے پاس کوئی مواد نہیں ہے۔ لہٰذا آپ میرا تعاون فرمائیں۔ ویسے تو میں ایک صاحب میرے پرانے شناسا ہیں اور وہ بھی حضرت کے مرید ہیں۔ لیکن وہ غیر معروف ہیں۔ اس لئے ان کی بات میں وزن نہیں ہوگا۔ آپ میری نظر میں پڑھے لکھے ہیں، علمی ماحول میں رہتے ہیں ساتھ ہی ساتھ اردو ادب کا بھی ذوق وشوق رکھتے ہیں۔ واقعات وروایات کی اہمیت افادیت کو بھی بخوبی جانتے ہیں۔ اس لئے آپ کی بات میری نظر میں زیادہ مستند اور مستحکم ہوگی۔ برائے کرم اپنے پیرومرشد سے متعلق کوئی خاص بات یا اہم واقعہ معلوم ہو تو آپ بیان فرمائیں تاکہ میں اپنے تحریر کی شکل دیکر اشرف الاولیاء نمبر کے لئے کچھوچھہ شریف روانہ کروں۔ موصوف نے میری اس مخلصانہ گزارش پر ارشاد فرمایا کہ حضرت اکثر وبیشتر بیان کرتے تھے کہ درحقیقت پیر وہ ہے جو مرید کو پہچانے اور مشکل کشائی کرے اور سچا پکا مرید وہ ہے جو اپنے پیر کا اور پیر کی باتوں کا خیال ہمہ وقت اپنے دل میں رکھے۔ پیرومرشد کے اس قول کو بیان کرنے کے بعد ایک واقعہ بھی گوش گزار کیا۔ یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ بریلی شریف میں ایک آدمی حضرت کا مرید ہوگیا۔ مرید ہونے کے بعد عرصۂ دراز تک حضرت سے نہیں ملا۔ اور نہ ہی کبھی رخ ملانے کی کوشش کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس کے دل میں پیر کی محبت اور عقیدت کا جذبہ پیدا ہی نہیں ہوا۔ تقریباً پندرہ بیس سال کی مدت گزر گئی اس دوران حضرت برابر بریلی شریف آتے جاتے رہے۔ ہفتوں محلہ ذخیرہ اپنی خانقاہ میں قیام پذیر رہے۔ لیکن وہ شخص کبھی پلٹ کر حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں کیا۔ ایک بار خود بخود اس ارادے سے حضرت کے پاس آیا کہ حضرت مجھے مرید کی حیثیت سے پہچانتے ہیں یا نہیں؟ حضرت اپنی خانقاہ میں اوراد ووظائف میں مصروف تھے۔ مریدوں اور عقیدتمندوں کا میلہ لگا ہوا تھا۔ جب حضرت اپنے وظائف سے فارغ ہوگئے تو مریدوں سے مخاطب ہوا اور ہر ایک کی بات سن کر ہر ایک کو تشفی بخش جواب بھی مرحمت فرماتے اور تعویذ والے کو تعویذ بھی دیتے رہے۔ جب بھیڑ چھٹ گئی اور حاجت مند لوگ یکے بعد دیگرے چلے گئے تو اخیر میں حضرت نے اسی مرید کا نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلاں تم کیسے ہو اور اتنے دنوں تک کہاں رہے؟ برجستہ نام لینے اور مقصد دریافت کرنے پر وہ شخص بہت زیادہ نادم ہوا اسی دن سے وہ شخص حضرت کا سچا پکا مرید ہوگیا۔ اس کے علاوہ اور بھی واقعات کا انہوں نے ذکر کیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنی یادداشت پر مشتمل اہم واقعات کو یکجا نوٹ کرلیں میں ان تمام واقعات کو تفصیلی طور پر بشکل مضمون تحریر کرلوں گا۔ میرے مشورے کو انہوں نے پسند کیا جگ بیتی نہیں بلکہ آپ بیتی واقعات وحالات کو سلسلہ وار قلم بند کر کے مجھے عنایت فرمایا۔ اس وقت مجھے بے پناہ مسرت وشادمانی ہے کہ اب میں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ ایک مرید خاص کی روایت وصداقت پر محمول ہے اور مبنی برحقیقت ہے۔

جناب زاہد رضا خاں صاحب رقمطراز ہیں:

میرے والد بزرگوار جناب حافظ حاجی علی رضا خاں

صاحب اشرفی حضرت کو سب سے پہلی بار دور طالب علمی میں بریلی تشریف لائے تھے۔ اس دور طالبعلمی اور عہد طفلی میں حضرت نے میرے والدمحترم سے موت وزیست کے کسی مسئلے پر ارشاد فرمایا تھا کہ حاجی صاحب میں آپ کی مغفرت کی دعا کروں گا۔ حضرت کا بچپنہ گزرا، جوانی گزری، ضعیفی اور پیری کی دہلیز پر حضرت نے قدم رکھا۔ کئی دہائیاں گزر گئیں۔ لیکن حضرت کو اپنا وعدہ یادرہا۔ وعدہ کا اعادہ اور یاددہانی کا واقعہ اس طرح سے رونما ہوا کہ جب میرے والدمحترم ۱۹۸۷ء میں اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرت بغیر کسی اطلاع بہ پروگرام کے اچانک بریلی شریف لائے جب اپنی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انہیں کسی عقیدتمند کے ذریعہ خبر ملی کہ حاجی علی رضا خاں صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ آج ان کا تیجہ ہے۔ حضرت اطلاع ملتے ہی بہ نفس نفیس میرے گھر تشریف لائے تیجہ کی فاتحہ میں شرکت کی اور حضرت نے حاجی صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی۔ دعا کے بعد مجھے مخاطب کر کے ارشادفرمایا کہ میرا وعدہ پورا ہو گیا۔ میں نے بے ساختہ لفظ وعدہ سن کر دریافت کیا کہ حضرت کیسا وعدہ؟ تو حضرت نے بچپنے کا پورا واقعہ سنایا جسے سن کر میں مزید آبدیدہ ہوگیا۔

مختلف واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب زاہد صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ حضرت بسلسلہ علاج دہلی میں قیام پذیر تھے میں اس وقت دہرہ دون میں ملازمت کرتا تھا۔ علالت کی خبر سن کر میں حضرت سے شرف نیاز حاصل کرنے کے لئے دہلی حاضر ہوا۔ میں نے ازراہ عقیدت ومحبت حضرت کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ آپ میرے ساتھ دہرہ دون تشریف لے چلیں۔ میرے خیال سے وہاں کی فضا اور آب وہوا آپ کی صحت وتندرستی کے لئے زیادہ مناسب اور مفید ہوگی۔ حضرت نے ارشادفرمایا کہ آپ کا مشورہ ٹھیک ہے لیکن ڈاکٹر کی بھی صلاح اوراجازت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں جب ڈاکٹر سے اجازت طلب کی گئی تو ڈاکٹر نے بطیب خاطر اجازت دے دی اور میرے مشورے کی تائید بھی کی فوری طور پر رخت سفر تیار ہوا اور حضرت میرے ساتھ دہرہ دون تشریف لائے۔ دوران قیام میں نے حضرت کی چند کرامتیں بچشم خود دیکھیں۔

(۱) ایک خاتون دیوبندی خیالات کی میرے کوارٹر سے قریب رہتی تھی۔ پڑوسی ہونے کے ناطے گھر میں اس کا آنا جانا تھا۔ اچانک میرے گھر میں ایک خوبرو حسین وجمیل بزرگ ہستی کو دیکھ کر اس عورت نے میری اہلیہ سے حضرت کے بارے میں پوچھا اہلیہ نے عقیدت ومحبت کے انداز میں حضرت کی باکمال شخصیت اور ولایت کا ذکر تفصیل کے ساتھ کر دیا۔ حضرت کی تعریف وتوصیف سن کر اس عورت نے اپنے آپ شوہر کی زیادتی اور ظلم کی داستان اسی لمحہ میں میری بیوی کو سنا ڈالی۔ داستان الم کا ہر ایک گوشہ بہت بھیانک اور افسوسناک تھا۔ میری اہلیہ نے حضرت سے اس عورت کی پریشانی کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا۔ معاملہ یہ تھا کہ عورت مرد میں کافی دنوں سے ناراضگی تھی ناراضگی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ شوہر عورت کو ایک پل دیکھنا پسند نہیں کرتا تھا اور نہ ہی عورت کے ہاتھ کا کھانا پینا گوارہ کرتا تھا۔ اگر کھانا شوہر کے سامنے وہ عورت رکھ بھی دیتی تھی تو شوہر اس کھانے کو اٹھا کر پھینک دیا کرتا تھا۔ حضرت نے یہ ساری باتیں سننے کے بعد اس عورت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تمہارے گھر میں زینہ کے پاس کیلیں گڑی ہوئی ہیں۔ عورت نے اثبات میں سر ہلایا۔ اور زبان سے بھی کہا کہ ہاں گڑی ہوئی ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تم اپنے گھر سے تھوڑی مٹی لاؤ، عورت فوراً گئیں اور مٹی لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگئی۔ حضرت نے اس مٹی پر کچھ دم کیا اور فرمایا تم اس مٹی کو اپنے پاس رکھنا پھر شوہر کے پاس جانا کھانا وغیرہ پیش کرنا۔ انشاء اللہ اب شوہر تم سے خوش رہے گا۔ نفرت وعداوت دور ہو جائے گی اور محبت والفت کا رشتہ ہموار ہو جائے گا۔ حضرت نے جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا اس دن سے وہ عورت حضرت کی معتقد اور گرویدہ ہو گئیں ساتھ ہی ساتھ ولایت کا برملا اعتراف کرنے لگی۔

(۲) ایک ہندو عورت کے ہاتھ میں مسلسل درد رہتا تھا۔ اس نے بہت علاج کرایا لیکن افاقہ نہیں تھا۔ درد سے اس قدر پریشان تھی کہ ہاتھ کو اوپر نیچا کرنے یا دائیں بائیں گھمانے کے ارادے سے وہ کانپ جایا کرتی تھی۔ کسی طرح سے اس عورت کو خبر گی کہ حضرت میرے گھر تشریف فرما ہیں۔ وہ عورت میرے گھر آ گئی۔ حضرت سے ملنے اور اپنی پریشانی بیان کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے اس عورت کو حضرت کی بارگاہ میں آنے کی اجازت دیدی اور اس کی پریشانی کا ذکر بھی حضرت سے کردیا۔ حضرت نے ہاتھ پر کچھ پڑھ کر پھونکا۔ پھونک مارتے ہی ہاتھ کا درد کافور ہوگیا۔ لیکن اس وقت حضرت کا چہرہ بڑا ہی پرجلال تھا۔ آنکھیں ملانا مشکل تھا۔ کچھ دیر بعد حضرت نے اس عورت کو مخاطب کرکے فرمایا بتاؤ اب درد ہے یا نہیں؟ عورت نے جواب دیا حضور اب ذرہ بھر بھی درد نہیں ہے۔

(۳) حضرت صبح ناشتے میں دلیا لیا کرتے تھے ایک مرتبہ کا واقعہ ہیکہ حضرت کے سامنے ایک چھوٹے سے ڈونگے میں صرف حضرت ہی لائق دلیا دسترخوان پر رکھا گیا۔ اتفاق سے اسی وقت دو تین لوگ اور آ گئے۔ حضرت دسترخوان پر موجود تھے۔ اسی لئے حضرت نے ان لوگوں کو بھی اپنے قریب بٹھایا اور فرمایا کہ زاہد میاں اور پیالی لے آؤ۔ میری اہلیہ یہ سن کر حیران و پریشان ہوگئی کہ اس وقت سردست مزید دلیا بھی نہیں ہے اور نہ ہی تیار کرنا ممکن ہے بہرکیف حضرت کے کہنے پر پیالے پیش کئے گئے۔ حضرت نے دست خود سے دلیا لیا اور ان لوگوں کو بھی دیا جب ڈونگا واپس ہوا تو اس میں دلیا موجود تھا۔

(۴) طعام میں بے حساب برکت کا واقعہ بریلی شریف میں بھی رونما ہوا۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت کی۔ جب حضرت خانقاہ شریف سے روانہ ہونے لگے تو اسی وقت سکھانوں ضلع بدایوں سے کچھ مرید حضرت سے ملنے بریلی آ گئے۔ حضرت کے ساتھ وہ لوگ بھی میرے گھر پر آ گئے۔ اب میں اور میری بیوی پس و پیش میں کہ کیا ہوگا۔ کھانا تیار کرنے میں تاخیر ہوگی۔ ابھی ہم لوگ اس شش و پنج کے شکار ہی تھے کہ حضرت نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا زاہد میاں کھانا تیار ہے۔ دسترخوان لگاؤ حسب حکم میں نے عالم اضطرابی میں دسترخوان بچھایا۔ جو کھانا تیار تھا وہ دسترخوان پر رکھ دیا۔ اندازے کے مطابق وہ کھانا صرف دو تین آدمی ہی کو کافی ہوتا۔ حسن اتفاق کہئے کہ اسی وقت میرا ایک عزیز بھی آ گیا۔ کل ملاکر پانچ یا چھ آدمی ہوگئے۔ سب نے شکم سیر ہوکر کھانا کھایا۔ لیکن حضرت کے کرم سے ایسی برکت ہوئی کہ کھانا پھر بھی بچ گیا۔

جناب زاہد رضا صاحب خود اپنی بیماری کا واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

۱۹۹۹ء میں مجھے دل کے درد کا دورہ پڑا۔ (ہارڈ اٹیک ہوا) میں بیہوش ہوگیا۔ اسی بیہوشی کے حالت میں میری بیوی نے جیسے تیسے کرکے مجھے ایک بریلی کے جانے مانے پرائیویٹ نرسنگ ہوم میں ایڈمٹ کرایا۔ ڈاکٹروں نے میری حالت دیکھ کر تشویش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹروں کی تشخیص اور تشویش سے میری بیوی کی پریشانی اور الجھن مزید بڑھ گئی۔ اس وقت ان کی ذہنی الجھن اور دلی کیفیت ایسی ہوگئی تھی جو نا قابل بیان اور لائق تحریر نہیں۔ وہ بار بار اپنے پیر کو یاد کررہی تھی اور بارگاہ الٰہی میں میری صحت کیلئے دعا کررہی تھی۔ اسی بے چینی اور عالم کسمپری میں دن کو کسی وقت ان کی آنکھ لگ گئی۔ حالت خواب میں انہوں نے اپنے پیر و مرشد کو دیکھا کہ وہ سامنے کھڑے ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ تم اس قدر پریشان کیوں ہو لو دیکھو یہ لسٹ ہے میں نے ان کا نام لسٹ سے مٹادیا ہے اسی درمیان میری بیوی کی آنکھ کھل گئی۔ خواب کا منظر آنکھوں میں گردش کررہا تھا اس لئے انہیں پیر کے کہنے اور ڈھارس دلانے سے قدرے سکون ہوا تھوڑی دیر بعد مجھے بھی ہوش آ گیا۔ پھر ہلکے ہلکے بیماری دور ہوگئی۔ دل کا عارضہ ختم ہوگیا اور میں تندرست و توانا ہوگیا۔

اپنے پیر کی فریادرسی اور امداد رسانی کا تذکرہ بیان کرتے ہوئے زاہد صاحب لکھتے ہیں کہ میری چھوٹی لڑکی فریضہ حضرت

کو فریحہ [illegible] گئی۔ حضرت بھی اسے پوتی ہی کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے۔ فریحہ ۲۰۰۱ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں [illegible] میں زیر تعلیم تھی۔ ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ میں گھر پر موجود نہیں تھا فریحہ کو یونیورسٹی جانا تھا۔ یونیورسٹی کی فیس اور ذاتی اخراجات کے لئے اچھی خاصی رقم کی ضرورت تھی۔ ان کی والدہ نے جوڑ توڑ کر کے گھریلو اخراجات سے کچھ روپے نکال کر بہ مشکل تمام روپیوں کا انتظام کیا۔ شام کی ٹرین سے وہ علی گڑھ چلی گئی۔ رات کے کسی حصے میں وہ یونیورسٹی پہونچی تھکا ماندہ تھی۔ اس لئے سامان قرینے سے رکھے بغیر سیٹ پر سوگئی۔ صبح کلاس جانے کی جلدی تھی اس لئے سامان جوں کی توں چھوڑ کر چلی گئی۔ جب کلاس اٹنڈ کر کے کمرے میں واپس آئی تو پرس سے سارے روپے کسی نے نکال لئے۔ پرس خالی دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوئی، رونے دھونے لگی اسی پریشانی میں اس نے اپنے دادا سے فریاد کی کہ امی نے ڈیڈی کی غیر موجودگی کی وجہ سے بڑی مشکل سے روپے کا انتظام کیا تھا اور مجھے یونیورسٹی روانہ کیا تھا۔ اب میں کس طرح ان سے کہوں کہ میرے پاس روپیہ نہیں۔ یہ آہ وفغاں کرتے ہوئے روتے روتے وہ بیچاری بستر پر سوگئی۔ صبح کو جب بستر سے اٹھی تو تکیہ کے نیچے سو کا ایک بالکل نیا نوٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے دل میں سوچا کہ یہ میرے دادا نے دیا ہے۔ اس کے بعد گھر فون کر کے سارا واقعہ بیان کی۔ جناب زاہد رضا صاحب نے اپنے پیر کی کرم نوازی اور بعد وصال مرید پر جود وسخا کی بارش کا اظہار اس انداز میں کیا ہے۔ جو قابل دید اور لائق ستائش ہے۔ موصوف نے بیان کیا کہ ایک شب میں نے حضرت کو خواب میں دیکھا۔ حیات ظاہری میں جیسا کہ میری عادت تھی میں نے حضرت کو سلام کیا اور اپنی مٹھی بند کر کے حضرت کو نذرانہ پیش کیا۔ میری پیش کش کو دیکھ کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج تم نہیں دو گے میں تمہیں دونگا یہ سن کر میں بہت خوش ہوا کہ حضرت نے مجھ پر کرم فرمایا۔ اسی اثناء میں میری آنکھ کھل گئی لیکن حضرت کا جملہ کانوں میں گونج رہا تھا کہ آج تم نہیں دو گے میں تمہیں دوں گا۔

چند دنوں کے بعد حضرت قادری میاں بریلی شریف آئے اور خانقاہ اشرفیہ محلہ ذخیرہ میں قیام پذیر ہوگئے۔ حسب دستور میں نے ان سے ملاقات کی۔ قادری صاحب نے ارشاد فرمایا کہ زاہد بھائی آپ آج عصر کی نماز کے بعد ضرور تشریف لائیں۔ حسب حکم میں بعد نماز عصر خانقاہ شریف پہونچا اس وقت قادری میاں اکیلے تھے۔ قادری میاں نے اپنی اٹیچی کھولی اور حضرت کا تاج مبارک مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے ہاتھ میں تاج مبارک کو لیکر بے ساختہ کہا کہ میرے خواب کی تعبیر مجھے مل گئی۔ قادری میاں نے سوال کیا کہ کیسا خواب اور کیسی تعبیر؟ تو میں نے انہیں پورا واقعہ تفصیل سے سنایا۔

حضرت کی نصیحت کرنے کا طریقہ اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے موصوف رقمطراز ہیں۔

حضرت کی سب سے بڑی خوبی کی بات یہ تھی کہ وہ عمل کر کے نصیحت کیا کرتے تھے۔ جب حضرت دہرہ دون تشریف لائے تھے تو اس وقت ٹیبل پر ناشتہ رکھا گیا اور حضرت کو ٹیبل پر ہی ناشتہ کرنے کی زحمت دی گئی۔ حضرت کرسی پر بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پیروں کو کرسی پر رکھ لیا۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ پیر لٹکا کر کھانا سنت کے خلاف ہے۔ میں نے حضرت سے کہا کہ ایک منٹ رکیں فرش پر دسترخوان لگا دیتا ہوں حضرت نے فرمایا اب کوئی ضرورت نہیں میں کرسی پر پیر اوپر کر کے بیٹھ گیا ہوں۔ اسی طرح سے سنت پوری ہوگئی۔ اسی روز میں نے ٹیبل ہٹا کر فرش پر دسترخوان لگایا۔ اس دن کی بات آج تک یاد ہے۔ اس طرح کے اور بھی واقعات ہیں۔ زاہد بھائی کی اس بات سے واضح ہو رہا ہے کہ حضرت صرف گفتار کے غازی نہیں بلکہ کردار کے غازی تھے۔ قرآن وحدیث کے احکامات پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت لما تقولو ما لا تفعلون کی زندہ جاوید مثال اور مکمل تفسیر تھے تو بے جانہ ہوگا۔ خدائے پاک ان کی قبر میں انوار ورحمت کی بارش برسائے۔ اور ان کا فیض عام سے عام تر فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء سے وابستہ چند یادیں

حافظ عبدالجلیل کوثر اشرفی، بانی ادارہ اشرف العلوم کسکو، رانچی (جھارکھنڈ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین ابوالفتح اشرف الاولیاء حضرت علامہ ومولانا سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان ان عظیم شخصیتوں میں نمایاں نظر آتے ہیں جن کی زندگی خلق خدا کی خدمت کے لئے وقف تھی۔

آپ نے پر مقصد زندگی شعور کی بیداری اور احساس ذمہ داری کے ساتھ گزاری۔ آپ اخلاص کے پیکر تھے فکر وعمل میں خواہش نفس کا عمل دخل نہیں ہونے دیا، ظلمت کدہ قلوب واذہان کو منور کر کے ان کے اندر انقلاب برپا کر دیا۔ اپنے کردار وعمل سے ناقابل تسخیر دلوں کو فتح کر لیا اور ابوالفتح کے لقب سے ملقب ہوئے۔ انسانیت سوز فکر وشعور کا رخ موڑ کر انسانیت ساز ماحول پیدا کیا اور لوگوں کو بہترین راہ پر گامزن کر دیا۔ کاروان حیات کا سالار کارواں بن کر لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت فرمائی۔ شمالی بنگال وبھوٹان کی سنگلاخ وادیوں میں علم وحکمت کے چشمے جاری کئے جس کا جیتا جاگتا ثبوت ''مخدوم اشرف مشن'' پنڈوہ شریف ضلع مالدہ ہے جہاں تشنگان علوم اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ جھارکھنڈ کی پہاڑیوں کے دامن میں بسے لوہاردگا ضلع کسکو بلاک میں ایک ادارہ بنام ''اشرف العلوم'' (اشرف نگر بالاٹولی روڈ) قائم کر کے علاقے سے جہالت کی تاریکی دور کر کے علم کی روشنی عطا فرمائی۔ آج وہاں پر مخدوم اشرف مشن کے پرچم تلے سائبان اشرف العلوم میں بیٹھ کر دور دراز سے آکر طلبہ اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ اسی مخدوم اشرف مشن کے زیر سایہ ''المجتبیٰ ویلفیئر سوسائٹی کے زیر اہتمام مفت موتیابند آپریشن کا سلسلہ جاری ہے جس سے ہزاروں بینائی سے محروم لوگ بصارت کی دولت سے مالامال ہو رہے ہیں۔

بیعت وارشاد کا ایسا سیل رواں جاری کیا کہ ہندوستان کے اکثر صوبہ جات بنگال، بہار، اڑیسہ، آسام، یوپی، ایم پی، گجرات، مہاراشٹر، راجستھان، پنجاب، کرناٹک، آندھرا پردیش کے علاوہ بیرون ملک انگلینڈ، پاکستان، بنگلہ دیش، سعودی عرب وغیرہ کے لاتعداد خوش نصیب افراد حلقہ ارادت میں داخل ہو کر فیضیاب ہوئے۔ زہد وتقویٰ میں ایسا بلند مقام پایا کہ دنیائے اہلسنت نے انہیں ''اشرف الاولیا'' کے لقب سے یاد کیا۔

ناچیز راقم الحروف کو یہ شرف حاصل ہے کہ ۱۹۸۱ء میں شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد اکثر شب وروز پیر ومرشد کی خدمت میں گذارے بہت قریب سے انکے فعل وعمل کا مشاہدہ ہوا۔ خلق خدا کی خدمت رضائے ربانی کا ذریعہ کہتے۔ میں گھڑی سازی کرتا تھا، دکانداری اچھی خاصی ہوتی تھی ایک مرتبہ تو برملا حکم دیا کہ خلق خدا کی خدمت کرو۔ خلق خدا کی خدمت عظیم عبادت ہے، خلق خدا کی خدمت میں رضائے رب ورضائے محبوب رب پوشیدہ ہے مزید فرمایا علم دین کا فروغ ایک اہم ذمہ داری ہے اس ذمہ داری کو نبھانے والا یقیناً عبادت میں مصروف ہے یہ کام کرتے رہو۔ اس حکم کے بعد میں نے اپنی دکان بند کی دی اور فرمانبرداری کے لئے کمر کس لیا۔

۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۸ء میرا جو مشاہدہ ہے اس میں چند واقعات قارئین کے حوالے کر رہا ہوں۔ واقعات مبالغہ سے یکسر خالی ہے۔

پیکر اخلاق حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی ظرافت وخوش طبعی گاہے بگاہے ایسی ہوتی کی مجلس زعفران زار ہو جاتی شرکاء مجلس محظوظ ہوتے جس سے ان کا تکدر دور ہو جاتا۔

ایک مرتبہ ضلع جلپائی گوڑی کے مالبھائی میں تشریف فرما تھے۔ حضور اشرف الاولیا کی خدمت میں جناب حفیظ الحق صاحب اشرفی تشریف لائے سلام ومصافحہ کے بعد میرے بغل میں بیٹھ گئے۔ سرگوشی کے انداز میں مجھ سے کہا میں حضرت سے مرید ہونا چاہتا ہوں آپ سفارش فرمادیں۔ میں نے حضرت کی خدمت عرض کیا حضور! حفیظ الحق صاحب، اظہار میاں صاحب قبلہ سے مرید ہیں اور اب حضور کے دست اقدس پر بیعت ہونا چاہتے ہیں۔" حضرت نے فرمایا تم مرید ہو چکے ہو وہ بھی میرا ہی سلسلہ ہے۔ تمہارے پیر میرے بھانجے ہیں کسی اور سے مرید ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ حفیظ صاحب نے عرض کیا "حضور سلسلہ کے رشتے تو میں آپکا دادا ہوں (یہ ان کی لغزش تھی) حضرت نے مسکراتے ہوئے نہایت مشفقانہ انداد میں کہا" ہاں تم میرے دادا ہو"۔ جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو حفیظ الحق صاحب نہایت شرمندہ ہوئے اور معذرت خواہ ہوئے۔ حضور اشرف الاولیا ہر ملاقات پر انہیں دادا ہی کہتے رہے اور پر مزاح انداز میں ان سے گفتگو فرماتے۔ احساس کمتری میں مبتلا لوگوں کی ہمت افزائی کرتے اپنے اسباق وبیان میں ایسا انداز اختیار فرماتے کہ کمزور دل کو توانائی مل جاتی۔ عزم وحوصلہ کو پختگی حاصل ہو جاتی۔ ایک مرتبہ مدرسہ مصباح العلوم کسکو ضلع لوہردگا کی خدمت کرتا تھا جس کی عمارت کی تعمیر ناچیز کے ہاتھوں ہوئی۔ چند لوگوں کے طنز وتشنیع کا شکار ہوتا رہا اخیر دل ٹوٹ گیا میں نے حضرت کو پوری تفصیل لکھ کر فیض آباد بھیج دیا۔ حضرت نے جواباً جو تحریر فرمائی ایک ایک حروف ناچیز کے لئے ہمت افزا تھے۔ اسی موقع پر حضرت نے یہ بھی تحریر فرمایا "میرے جد کریم اشرفی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کا یہ شعر یاد کرلو اور اپنا وظیفہ بنالو۔

لوگ مجھے برا کہیں ان کا خدا بھلا کرے
طعنہ زنی عوام کی مجھکو ہونا گوار کیوں؟

تسخیر قلب کا معاملہ اکثر وبیشتر میرے مشاہدے میں آتا رہا۔ ۱۹۸۲ء میں جب حضرت دوسری مرتبہ علاقہ ڈوارس تشریف لائے پانچ دن کا پروگرام تھا لیکن مجھے اطلاع دی گئی کی حضرت سات دن علاقہ میں رہیں گے۔ میں نے سلی گوڑی سے علی پور دوار تک سات دنوں کا پروگرام دے دیا۔ جب حضرت سے بات ہوئی حضرت نے فرمایا میں نے تو سات دن نہیں پانچ دن کا پروگرام دیا ہے۔ جاؤ پروگرام از سر نو ترتیب دو۔ سات دن کے پروگرام کو پانچ دنوں میں ترتیب دینا عین اس موقع پر جب حضرت تشریف لا چکے کیسے ممکن ہوگا۔ پھر بھی میں تعمیل حکم کے لئے پھولباڑی سے مال بازار بیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے محمد قاسم بھائی کے یہاں پہونچا وہ ذمہ دار آدمی تھے ان سے مدعا بیان کیا انھوں نے کہا میرا اشتہار چھپ گیا ہے ایک دن کے اندر میں کیا کروں گا دور دراز سے لوگ میری دعوت میں آرہے ہیں لہذا میں نہیں مانوں گا۔ میں غم زدہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا پہلے ہی پروگرام کا یہ حال ہے تو اور چھ پروگرام کس طرح بدلے جائیں گے۔ آدم خان ایک اچھے آدمی تھے تشریف لائے انھوں نے قاسم بھائی کو مشورہ دیا کہ چلئے حضرت سے مل کر بات کیجئے یا حضرت کے حکم کو مان لیجئے۔

آدم خان نے کرائے کی گاڑی لی اور ہم تینوں حضرت کے پاس آئے۔ حضرت نے نہایت مدبرانہ انداز میں قاسم صاحب سے باتیں کیں اور انھیں منالیا میں نے حضرت سے عرض کیا حضور آگے چھ پروگرام کا کیا ہوگا ایک پروگرام کو ترتیب دینے میں اتنی پریشانی ہوئی۔ حضرت نے فرمایا: "جاؤ! تم یہاں کے امام ہو جب تمہاری امامت ہوگی تو لوگ اقتدا کریں گے ہی میں پھر رات کو ہی چل پڑا کسی جگہ مجھے مزاحمت کا سامنا نہیں ہوا آسانی کے ساتھ پروگرام از

سرنو ترتیب دے کر دوسرے دن واپس آ گیا لوگوں کا خندہ پیشانی سے بات تسلیم کر لینا یقیناً حضور اشرف الاولیا کا تصرف تھا۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ گرچہ حلقوم عبداللہ بود۔

حضور اشرف الاولیاء سیف زبان تھے بارہا لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ ۱۹۸۵ء میں حضرت کی آمد ڈوارس علاقے کے چمپا گوڑی میں ہوئی۔ ۲۵ کلومیٹر دور چمپا گوڑی کے جلسے میں حضور اشرف الاولیاء تشریف لائے۔ گور جنگ جھوڑا، چائے باغان کے منیجر صاحب ہمیشہ حضرت کی آمد کے موقع پر حضرت سے ملنے آتے۔ حضرت خندہ پیشانی سے پیش آتے، رسمی گفتگو کے بعد منیجر صاحب نے حضرت کو اپنے گھر پر قدم رنجہ فرمانے کی درخواست کی کہا حضور بہت زمانے سے متمنی ہوں دعوت قبول فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا وقت نہیں ہے۔ منیجر صاحب کا زبردست اصرار ہوا۔ حضور دل نہ توڑا جائے حضرت نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ان سے معلوم کر لو میں نے بڑے غور و خوض کے بعد دن کا وقت دے دیا۔ منیجر صاحب بہت خوش ہوئے۔ کچھ دیر بعد منیجر صاحب کو کچھ لوگ کھانے کے لئے مجلس سے بلا کر لے گئے ان کے باہر جاتے ہی حضور اشرف الاولیا نے مجھ سے فرمایا تم نے دعوت کیوں لے لیا؟ میں نے بدقت تمام عرض کیا حضور میں نے عندیہ سمجھا تھا حضرت کے رُخ انور پر جلال کے آثار تھے زبردست جلال کی وجہ سے آنکھیں ملانے کے تاب نہ رہی میں خاموش تھا کہنے لگے بڑے سمجھدار ہو گئے ہو خاک عندیہ سمجھا تھا؟ میں نے تو تمہاری طرف ٹال دیا تھا تا کہ انہیں بتادو کہ وقت نہیں ہے یہ شخص بدعقیدہ ہے میں اس کے گھر جاؤں اس کے گھر کھانا کھاؤں گا ''مجھے کاٹئے تو لہو نہیں'' مصداق میری حالت تھی۔ جلال کم ہوا تو فرمایا ٹھیک ہے دعوت لے ہی لیا ہے تو دیکھا جائے گا۔ کچھ دیر بعد منیجر صاحب کھانا کھا کر دوبارہ آئے اور اصرار کیا کہ حضور تشریف لائیے گا میرے غریب خانے پر اگر قدم مبارک پڑ گئے تو میری قسمت بیدار ہو جائے گی۔ حضرت نے وقت کا تعین فرما دیا صبح چھ بجے گاڑی بھیج دینا بصورت دیگر میں معذور ہوں جواباً منیجر صاحب نے کہا حضور گاڑی وقت پر حاضر رہے گی، یہ کہہ کر تشریف لے گئے۔

ایک بزرگ مولوی زین الدین صاحب اشرفی مقام گیر کاٹا سے تشریف لائے انھوں نے گیر کاٹا کے لئے دن کا وقت مانگا کہ کم از کم وہاں کے لوگوں کی تمنا پوری ہو۔ میں نے کہا جو وقت تھا وہ گور جنگ کے منیجر صاحب کو دے دیا ہے اب وقت دینا مشکل ہے۔ مولوی زین الدین صاحب رنجیدہ ہو گئے کہنے لگے میں حضرت کا پرانا مرید ہوں گاڑی لیکر آیا ہوں تمنا و آرزو کا خون نہ کریں میں نے انکار کر دیا کہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

گور جنگ کے عقیدت مند لوگ خوش تھے کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں لیکن ہوایوں کہ صبح کو چھ بجے تک گور جنگ سے گاڑی نہیں آئی۔ میری چھٹی حس نے یقین دلا دیا کہ اللہ کے نیک بندے جو چاہتے ہیں وہ ہوتا ہے نہ گاڑی آئے گی نہ حضرت گور جنگ تشریف لے جائیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ایسا سبب پیدا فرمائے گا کہ گور جنگ کی دعوت خود بخود رد ہو جائیگی۔ اخیر کار وہی ہوا جو ہونا تھا گاڑی دس بجے تک نہیں آئی، حضرت نے حکم فرمایا چلو! پوچھا گیا کہاں حضور! ارشاد فرمایا مولوی زین الدین کے یہاں گیر کاٹا چلو سامان لادا گیا اور ہم سب چل پڑے گیر کاٹا پہونچے۔ اب حضرت نے مجھ سے فرمایا کہاں ہیں منیجر صاحب جن کی دعوت آپ نے لی تھی؟ میں نے دست بستہ عرض کیا حضور آپ روشن ضمیر ہیں دانا و بینا ہیں۔

زہد و تقویٰ کے ساتھ داد و دہش، عفو و تحمل، نوازشات میں خانوادۂ اشرفیہ کا طرہ امتیاز رہا ہے لیکن اشرف الاولیاء کا اس معاملے میں ایک خاص مقام نظر آتا ہے جہاں اپنی سیف زبان سے لوگوں کے باغیانہ روش کا خاتمہ کر کے اللہ اور رسول کا وفادار بنا دیا۔ گمراہ کو راہ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ تاریک دلوں کو منور و مجلی کیا نیک لوگوں کو اپنی توجہات سے جلا بخشی وہیں ان لوگوں کو خوش کر دیا جو شب و روز اپنی محرومی پر

غمگین رہا کرتے تھے جن کی اولاد کے بغیر گود خالی پڑی تھی سینکڑوں لوگ آپ کی نگاہ کرم اور دعاؤں سے فیض یاب ہوئے۔

حافظ محمد شمس الحق جب اشرف العلوم میں استاذ تھے اپنے غم کا مجھ سے اظہار کرتے۔ شادی کو ۱۶/۱۷ سال ہو گئے اولاد سے محروم ہوں۔ میں نے مشورہ دیا اہلیہ کو لے آئیں اور حضرت کو دکھلائیں۔ ان کا مکان چونکہ نیپال میں ہے دوری کی وجہ سے بہت دن کوتاہی میں گذر گئے۔ ۱۹۹۷ء میں سیسوا کٹیا ضلع مہوتری نیپال سے اپنی اہلیہ کو بالاٹولی اشرف نگر لے آئے۔ جب حضرت کی تشریف آوری ہوئی اپنے گھر لے گئے۔ حضرت سے درخواست کیا۔ حضرت نے فرمایا دونوں میاں بیوی روزہ رکھو۔ ایک کلو دودھ پر سورہ مزمل شریف ۲۱ مرتبہ دم کرکے اسی سے افطار کرو ڈیڑھ گھنٹے کچھ نہ کھاؤ۔ ڈیڑھ گھنٹے بعد کھا پی کر میرے پاس آؤ۔ حافظ شمس الدین صاحب نے مؤدبانہ عرض کیا حضور میں یہ سب کچھ نہیں کروں گا یہ تو بہانے ہیں بس نظر کرم فرمادیں۔ انداز کچھ ایسا تھا کہ حضرت مسکرا پڑے اور کہا لاؤ کاغذ، کاغذ پیش کیا گیا حضرت نے تعویذ دی اور کمر میں باندھنے کی ہدایت کی ٹھیک نو ماہ بعد حافظ صاحب موصوف کے گھر اولاد ہوئی اور اب الحمدللہ کئی اولاد ہیں۔

اسی طرح بریلی کے رہنے والے محمد افضال بھائی لاولد تھے حضرت نے دو اولاد کی خوش خبری دی۔ ہوا یوں کہ ایک اولاد کے بعد بیوی کا انتقال ہو گیا۔ دوسری شادی ہوئی اس سے ایک اولاد ہوئی اس پیشن گوئی کے راوی حاجی محمد سلطان اشرفی بان خانہ بریلی ہیں جنھوں نے بتایا کہ حضرت نے دونوں کے نام پہلے رکھ دئے ہیں۔ پہلی شادی سے متعلق مجھے معلوم نہیں لیکن دوسری شادی میری موجودگی میں حضور تاج الاولیا کی اجازت و دعا سے ہوئی۔

اس طرح حضور اشرف الاولیاء نے اپنی دعاؤں کے ذریعے اجڑے گھروں کو بسایا۔

☆☆☆☆☆

منقبت

نتیجۂ فکر: حضرت مولانا طاہر حسین مصباحی اشرفی ناظم تعلیمات
مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ

قلب ہوتا ہے جس سے منور وہ ضیا اشرف الاولیاء ہیں
روح ہوتی ہے جس سے معطر وہ ہوا اشرف الاولیاء ہیں
علم پر جن کے دنیا ہے حیراں متقی جن کے تقوے پہ قرباں
تاج ہے جن کے قدموں پہ نازاں اشرف الاولیاء ہیں
زلف جاناں معنبر معنبر روئے تاباں منور منور
چاند بدلی شرمائے ایسے مہ لقا اشرف الاولیاء ہیں
ہے عیاں ان کی روشن ضمیری رشک شاہی ہے جنکی فقیری
مظہر سر الفقر فخری بخدا اشرف الاولیاء ہیں
مفلسو بے پرو بے نواؤ آجاؤ دامن میں آؤ
جس میں پرواز کرتے ہیں کتنے وہ فضا اشرف الاولیاء ہیں
اشرف الاولیاء کا گھرانہ کیوں فدا ہو نہ سارا زمانہ
فیض سرکار ملتا ہے ان سے واسطہ اشرف الاولیاء ہیں
کتنے گلشن کو مہکایا تونے کتنے ذروں کو چمکایا تونے
ایک نظر اس طرف ہم پہ بھی تیری خاک پا اشرف الاولیاء ہیں
ان کی نگاہ کرم آج بھی ہے ان کے ہاتھوں میری لاج بھی
ہے طاؔہر خستہ جاں کے دکھوں کا آسرا اشرف الاولیاء ہیں

☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء سنت رسول ﷺ کے آئینے میں

مولانا محمد توفیق احمد نعیمی اشرفی جنرل سکریٹری اسلامک ایسوسی ایشن شیش گڑھ بریلی شریف

اشرف الاولیاء حضرت علامہ سید الشاہ محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ رحمۃ اللہ علیہ ایک خدا رسیدہ بزرگ، بافیض شیخ طریقت اور باعمل عالم دین تھے۔ نشست وبرخاست، سونا جاگنا ہو یا یا کھانا پینا وہ ہر معاملے میں سنت وشریعت کا لحاظ رکھتے تھے۔ دیکھنے والوں نے انہیں مختلف حالات میں دیکھا، ان کی زندگی کے ہر گوشۂ معمولات کو دیکھا اور ہر زاویہ نگاہ سے دیکھا مگر کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ ان کا کوئی قدم سنت وشریعت کے خلاف اٹھا۔ حضرت کی آرام گاہیں ہوں یا سفر کی دل بردرشتہ صعوبتیں، کیف وسرور کی جلوہ نمائی ہو یا غم والم کی کرم فرمائی، دن کا اُجالا ہو یا رات کا اندھیرا انہیں جس نے بھی دیکھا، جہاں بھی دیکھا، جس حالت میں بھی دیکھا متبع سنت وشریعت پایا۔ انھوں نے ہر جگہ سنت وشریعت کا خیال رکھا۔ فقیر سچ کہتا ہے اور پوری وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ میرے پیر ومرشد حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی پاکیزگی زندگی کا کٹھن سے کٹھن دن لائیے ارو پھر اسے سنت وشریعت کی کسوٹی پر پرکھئے انشاء اللہ عزوجل وہ بالکل کھرے اتریں گے۔

جی ہاں! ہم نے ان کا سونا بھی دیکھا، لوگوں سے گفتگو کرنا بھی دیکھا، راہوں میں چلنا بھی دیکھا، جلال میں آنا بھی دیکھا، مگر ہر جگہ، ہر حالت میں ہمیں ان کے مشاغل ومعمولات میں سنت کی بہاریں ہی نظر آئیں اور شریعت کی بالادستی ہی دکھائی دی۔ کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ انھوں نے کسی معاملے میں سر موشریعت وسنت یا طریقت سلف سے انحراف کیا ہو۔

☆ جب وہ چلتے تو سنت اس کی یاد تازہ ہو جاتی۔ سر قدر خمیدہ ہے، نظریں نیچی ہیں، میانہ چال ہے اور مرد خدا پورے وقار کے ساتھ چلا جا رہا ہے۔ دیکھنے والے بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ کوئی مرد خدا وفادار مصطفیٰ جا رہا ہے۔

☆ جب وہ بیٹھتے تو پورے عالمانہ وقار، مرشدانہ طمطراق اور شریفانہ ہیت کے ساتھ اور جب گفتگو فرماتے تو ایسا لگتا کہ جیسے پھول جھڑ رہے ہوں۔ معتدل آواز، سلیس زبان اور نفیس پیرانہ بیان، نہایت سلیقے سے گفتگو کی میز پر رموز واسرار اور نکات وحکم کے گلدستے سجائے جا رہے ہیں اور حاضرین پوری طرح محظوظ ہو رہے ہیں۔ نہ ادھر ادھر ہاتھ پھینکتے نہ چیختے چلاتے اور نہ ٹھٹھا لگاتے، ضرورتاً صرف تبسم فرماتے، کبھی تذکرہ اسلاف ہو رہا ہے تو کبھی دینیات کا درس دیا جا رہا ہے، کبھی مسائل شریعت پر چرچہ ہو رہا ہے تو کبھی مسائل طریقت کی گتھیاں سلجھائی جا رہی ہیں، کبھی آپ بیتی اور جہاں بینی کا آئینہ دکھایا جا رہا ہے تو کبھی تجربات ومشاہدات کی دنیا کی سیر کرائی جا رہی ہے اور کبھی یہ بھی دیکھا جا رہا ہے کہ اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نہایت افسوس کے ساتھ فرما رہے ہیں:

لوگ بس دعا تعویذ کے خواہش مند رہتے ہیں، اپنے دین کے بارے میں نہیں پوچھتے، اپنی آخرت کے بارے میں نہیں پوچھتے۔ اس تعلق سے حضرت اس قدر فکر مند تھے کہ اپنے مریدین

ومتوسلین کے واسطے ایک ایسی خانقاہ تعمیر کرانا چاہتے تھے کہ جس میں ان کی باقاعدہ تعلیم وتربیت کی جاسکے۔ اس سلسلے میں اپنے پیش رفت بھی کی تھی مگر کام آگے نہ بڑھ سکا۔

☆ اشرف الاولیاء جب لب کشا کرتے ہوتے تھے تو پوری محفل پر سناٹا چھا جاتا تھا کسی میں کیا مجال کہ ذرا زور سے بول جائے بس اتنا ضرور تھا کہ باادب نگاہیں اٹھی ہوتی ہیں اور چہرہ پرانور سے فیض لوٹ رہی ہیں۔ واقعی ایک شیخ طریقت کی بارگاہ میں حاضری کا یہی طریقہ ہوا کرتا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ اپنے شیخ کی بارگاہ میں ادھر ادھر دیکھنا تو بہت بات ہے شیخ کی جانب دیکھنے تک کی اجازت نہیں بلکہ سر جھکائے، نظر نیچے کئے دست بستہ حاضر رہنا چاہئے۔

☆ آپ کے حضور میں قطعاً کسی کی غیبت نہیں ہوا کرتی تھی اور اگر کوئی کسی کی برائی سے ذکر شروع بھی کرتا تو آپکی عدم توجہی کے سبب اسے شرمندگی اٹھانی پڑتی تھی۔

☆ جب محو استراحت ہوتے تو سنت وشریعت کا پورا نمونہ نظر آتے۔ اپنے رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھکر داہنی کروٹ پر آرام فرماتے ضرورتاً کروٹ بدل بھی لیتے، سونے میں لنگی پر پورا دھیان رہتا کہ کہیں اوپر تو نہیں سرک آتی ہے۔ فقیر کو دس گیارہ سال کی عمر سے بارہا خدمت گذاری کا موقع ملا اور ہر بار ہی کچھ دیکھا۔ چونکہ اشرف الاولیاء نماز تہجد کے پابند تھے نیز بعد نماز عشا کافی دیر تک لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے اس لئے قیلولہ بھی ضرور فرماتے۔

☆ اسی طرح ہم نے انہیں ایک دو بار غسل کرتے ہوئے اور بارہا وضو کرتے ہوئے دیکھا سنت وفقہ پر پوری طرح عامل پایا اور غسل ووضو میں جن جگہوں کا خاص طور پر لحاظ رکھنا چاہئے، ان کا لحاظ رکھتے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اتفاق سے وضو کا لوٹا نہیں تھا اور حضرت کو وضو فرمانا تھا مجبوراً جگ میں پانی حاضر کیا گیا اور حاضر کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ فقیر ہی تھا بہرحال فقیر کے ہاتھ میں جگ تھا اور حضرت چوکی پر تشریف فرما ہوکر وضو فرما رہے تھے مگر قربان جاؤں میں اپنے پیر ومرشد کی احتیاط پر کہ پانی زیادہ خرچ نہ ہو جائے اس پر بھی نظر تھی اور کوئی جگہ ڈھلنے سے نہ رہ جائے اس کا بھی پورا پورا خیال تھا۔ فقیر نے دیکھا کہ کنپٹی (بیاض) وغیرہ پر بڑے اطمینان سے پانی پہنچا رہے ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت عموماً متوسط قسم کی ٹونٹی کا لوٹا وضو میں استعمال فرماتے تھے۔

☆ کھانے میں نمک زیادہ ہو یا کم، پھل میٹھا ہو یا کھٹا کبھی نہیں دیکھا کہ کھانے میں عیب لگایا ہو یا کھٹے (ترش) پھل سے منہ بگاڑا ہو۔ بدستور تناول فرماتے رہتے۔ دیکھا ایک مرتبہ حضرت آم تناول فرما رہے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ کٹھا آموں کا چلن زیادہ تھا، جن میں کچھ نہ کچھ کھٹے ضرور ہوا کرتے تھے۔ آم کھانے میں سید مقبول میاں مرحوم اشرفی بریلوی بھی شریک تھے۔ انھوں نے تجربے سے پہچان لیا کہ حضرت اس وقت جو آم تناول فرما رہے ہیں وہ کھٹا ہے مگر چہرے سے ذرا بھی کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ عرض کی سرکار یہ آم کھٹا ہے مگر سبحن اللہ آپ اسے میٹھے کی طرح تناول فرما رہے ہیں۔ یہ سنکر اشرف الاولیاء صرف مسکرا دیئے۔

یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ حضرت کے کھانے پر دسترخوان ضرور ہوا کرتا تھا اگر کسی کو دعوت میں صاحب خانہ نے صرف چارپائی دری بچھائی تو دسترخوان طلب فرماتے اور اگر کہیں پوری چٹائی اور دری پر چادر بچھا دی تو بیٹھنے سے پہلے فرماتے کہ کیا ہے اگر کہتا دسترخوان تو فرماتے دسترخوان کے اوپر نہیں بیٹھا جاتا دسترخوان لاتا یا اسی کو دسترخوان بنا لیا جائے اور نہ ہی دسترخوان پر طشت وغیرہ رکھکر ہاتھ دھوتے اور جب کھانے سے فارغ

ہو جاتے اور کوئی کہتا کہ برتن اٹھاؤ تو فوراً فرماتے یہ کہو کہ برتن بڑھاؤ اور اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان فرماتے۔

☆ تین دن سے زیادہ کہیں قیام نہیں فرماتے۔ کم از کم شیش گڑھ میں ہم نے یہی دیکھا کہ تین دن سے زائد کبھی قیام نہیں فرمایا۔ بارہا تین دن سے زائد روکنے کی کوششیں کی گئیں مگر کبھی کامیابی نہیں ملی بلکہ ناراضگی ملی۔ جن چیزوں میں دہنے کا لحاظ رکھنا چاہئے ان میں داہنے کا لحاظ رکھتے حتی کہ بال کاڑھنے اور وضو میں چہرے پر پانی ڈالنے میں بھی داہنے کا خیال رکھتے۔ سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق زلفیں رکھتے اور بیچ میں مانگ نکالتے۔ اپنے خانوادے کے بزرگوں کے طریقے کے مطابق داڑھی شریف ایک مشت دو انگل رکھتے زائد ہو جاتی تو طول و عرض سے ترشوا دیتے۔ ہاتھوں اور پیروں کے ناخون اسی طریقے پر ترشواتے جو بہار شریعت میں مسطور ہے۔ زلفیں ترشواتے ہوئے بھی فقیر نے اشرف الاولیاء کو دیکھا، وہ طریقہ غالباً یہ تھا کہ بیچ کے کچھ بال اٹھا لیتے، دائیں، بائیں اور پیچھے ترشوانے کے بعد ان اٹھائے ہوئے بالوں کو ترشواتے۔ الغرض ہر عمل اشرف الاولیاء کا سنت و شریعت اور طریقہ سلف کے دائرہ میں ہوا کرتا تھا۔

☆☆☆☆☆

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، قبلۃ العلماء کعبۃ العرفاء مرجع انام، نیر چرخ ولایت
عارف معارف الٰہی، شیخ الکاملین، نازش اکابر، جامع معقول و منقول، حاوی فروغ و
اصول امین شریعت بدر طریقت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی، اشرف الاولیاء

ابوالفتح سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف

۱۳۴۲ھ

کی حیات و خدمات پر مشتمل اشرف الاولیاء نمبر کی اشاعت پر
ہم دل کی گہرائیوں کے ساتھ
ماہنامہ غوث العالم کے چیف ایڈیٹر حضرت علامہ سید محمد اشرف اشرفی جیلانی اور
عثمان غنی اشرفی ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(مولانا) حیات الرحمٰن اشرفی
ناظم اعلیٰ: مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز، شکری کٹرہ، ضلع مظفر پور (بہار)
فون: 0621-2821323, 0993408506

میرے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ

مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

عالم اسلام کی ایک عبقری شخصیت جسے دنیا حضور اشرف الاولیاء، پیر طریقت آبروئے اہلسنت مخزن علم وحکمت ولی ابن ولی الحاج سید شاہ ابوالفتح مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ والرضوان سے یاد کرتی ہے۔

آپ برصغیر کی عظیم مصروف مشہور بافیض اور مرکزی خانقاہ کے فرزند ارجمند، چمن فاطمی کے مہکتے پھول، گم گشتگان راہ کے لئے رہبر کامل، دھڑکتے، بیقرار، بے چین دلوں کے لئے باعث امن وسکون، عارفوں، عالموں اور زاہدوں کے امام برحق، صفات حمیدہ کے حامل، علوم ظاہری وباطنی کے سرچشمہ، کشف وکرامت کے منبع، علم وعمل کے جامع، شریعت وطریقت کے سنگم، زہد وورع میں یگانۂ روزگار، تقویٰ وطہارت تواضع وخاکساری، خودداری ومہمان نوازی اور غریب پروری میں اپنی مثال آپ تھے۔

مت سہل جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے ذرے سے انسان نکلتا ہے

آپ جدھر تشریف لے جاتے اکتساب فیوض وبرکات کے لئے خلق خدا کا ختم نہ ہونے والا سلسلہ قائم ہوجاتا۔ جو آپکی ایک مرتبہ زیارت کرلیتا وہ آپ ہی کا گرویدہ ہوجاتا تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجیب چیز ہے لذت آشنائی

ہزاورں لوگ گناہوں سے دیکھ کر تائب ہوجاتے تھے۔

انکا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
جس طرف گزرے ادھر روشنی ہوتی گئی

ہند وبیرون ہند میں دامن کرم سے منسلک ہوکر فیض پانے والوں میں عوام وخواص کی لمبی فہرست ہے جو آپکے جاذب قلب نظر اور محبوب خدا ہونے کی دلیل ہے۔ اسلئے کہ قرآن واحادیث مبارکہ میں ہے کہ جب رب العالمین اپنے کسی بندہ کو محبوب بنالیتا ہے تو اسکی محبت مخلوق کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے جس جگہ بھی ہوتے ہیں وہ جگہ مرجع الخلائق منارۂ نور ہدایت ہوا کرتی ہے۔

نگاہیں کاملوں پر پڑہی جاتی ہیں زمانہ کی
کہیں چھپتا ہے اکبر پھول پتوں میں نہاں ہوکر
جہاں رہے گا روشنی لٹائیگا
چراغ غم کا کوئی اپنا مکاں نہیں ہوتا

حضور اشرف الاولیا علیہ الرحمہ نے علوم نبویہ کی ترویج واشاعت کے لئے سرکار مخدوم علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگری پنڈوہ شریف کا انتخاب کیا اور وہاں آستانہ عالیہ سے متصل دین اسلام کا ایک مضبوط ومستحکم قلعہ قائم فرمایا اور اسکی تعمیر وترقی کے لئے تن، من، دھن سب کچھ لگا دیا اور اکثر اپنی مجلسوں میں اسکا تذکرہ فرماتے اور اسکے معاونین کے لئے دعا خاص بھی کرتے، آپ نے اپنی

وصیت میں بھی فرمایا کہ کوئی مرید میرے وصال کے بعد میری خدمت کرنا اور دیکھنا چاہے تو اسکے لئے میری وصیت یہ ہے کہ مخدوم اشرف مشن کو دیکھتے رہو مجھے دیکھتے رہوگے۔"

اس کے بعد آپ نے عزم مصمم کرلیا تھا کہ

چراغ علم نبی دہر میں جلائیں گے
جہاں سے کفر کی تاریکیاں مٹائیں گے

بلاشبہ آپ نے صرف ادارہ ہی نہیں قائم نہیں فرمایا بلکہ اپنے اسلاف کرام کی یادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بنگال، کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج، دیناج پور وغیرہ کے سنگلاخ پسماندہ علاقے میں بھی تبلیغ وہدایت کا کام انجام دیا جو آپ کے جذبۂ دینی اور پیغام مصطفوی علیہ وآلہ السلام کو قریہ قریہ پہونچانے میں خلوص وللّٰہیت کی واضح دلیل ہے کیونکہ آپکی تعلیم وتربیت ہی اس نیک ارادے کے ساتھ ہوئی تھی کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے

آپکے مریدین سرسبز وشاداب علاقے میں کثیر ہیں۔ ہندوستان کے باہر بھی مگر آپ غریب پسند تھے، حق تو ہے کہ یہ بھی سنت سرکار ﷺ ہی ہے۔

مذکورہ بالا علاقے کی حالتوں سے ہر کس وناکس واقف ہیں میں خود اس علاقے میں اپنے والد مکرم خلیفۂ حضور قطب وقت شہزادۂ حضور قطب وقت کے ساتھ پروگرام میں جا چکا ہوں کہ جہاں بجلی کا انتظام بھی درست نہیں، راستے ایسے نشیب وفراز والے کہ جہاں صحت مند عام انسان کی بھی آمدورفت مشکل ہے مگر لائق تعریف وتقلید وہ نفوس قدسیہ ہیں کہ جنہوں نے شدید مصائب وآلام کو برداشت کرتے ہوئے خندہ پیشانی کے ساتھ تبلیغ اسلام کے فرائض کو انجام دیکر ان گنت تاریک دلوں میں عشق مصطفوی علیہ وآلہ السلام کے چراغ کو روشن کر کے صراط مستقیم پر گامزن فرمادیا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یہ تحریر کرنے میں میں حق بجانب ہوں کہ اس علاقے میں جو آج عشق رسول علیہ وآلہ السلام کا دیا روشن ہے اور اس کی لو میں جو دن بدن تیزی آرہی ہے یہ سب خانوادۂ اشرفیہ کے ہی دم قدم سے ہے، اس علاقے کے لوگ اپنی قسمتوں پر جتنا ناز کریں کم ہے کہ اس علاقے کو خانوادۂ اشرفیہ کے اکابر واصاغر کرام نے ہمیشہ نوازا ہے اور انشاء اللہ الرحمٰن آئندہ بھی نوازتے رہیں گے۔ اس علاقے والوں کی مہمان نوازی، مشائخ عظام سے قلبی وابستگی، عقیدت والفت قابل تعریف ہے۔ مثلاً اس دور میں بھی میرے پیر ومرشد حضور قطب وقت مفتی الحاج سید شاہ محمد قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی اکرام اللہ علینا فیوضہ، حضور شیخ اعظم جانشین حضور سرکار کلاں، حضور شیخ الاسلام جانشین محدث اعظم ہند وحضرت غازی ملت شہزادۂ حضور محدث اعظم ہند جانشین حضور اشرف الاولیاء حضرت سید قادری میاں صاحب، شہزادۂ حضور قطب اعظم وشہزادگان حضور شیخ اعظم وغیرہ بالخصوص تشریف لاتے ہیں اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ اور جذبہ صادقہ کے ساتھ فرائض تبلیغ اسلام کو انجام دیتے ہیں، اس پر اپنے تو اپنے بیگانے بھی شاہد ہیں۔

کسی نے سچ کہا ہے: الفضل ماشهدت به الاعداء۔ یہ فقیر سراپا تقصیر بھی کئی دفعہ عارف باللہ، ولی ابن ولی حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی زیارت سے مشرف ہو

چکا ہے، مجلسوں میں زانوئے ادب طے کیا ہے، آپکے خطاب پر انوار سے سیراب بھی ہوا ہے پہلی بار زیارت کا شرف غالبًا ۱۹۹۱ میں دار العلوم ضیاء الاسلام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ مغربی بنگال کے زمانہ طالب علمی میں حاصل ہوا۔

آپ جب اس علاقے میں تشریف لاتے تو وہاں پروگراموں کی بہاریں آجاتیں تھیں، آپ سرپرست اور آپکے شہزادہ گرامی وقار حضور سید قادری میاں صاحب قبلہ صدر ہوتے، آخری خطاب آپ ہی کا ہوتا تھا، آپکی خطابت حالات حاضرہ کے مطابق مجلس میں موجود لوگوں کے ذہن وفکر کے موافق، پردرد، موثر، دلگیر نصیحت آمیز، تصنع سے پاک ہوا کرتی تھی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

جس موضوع کو عنوان سخن بناتے اس پر سیر حاصل گفتگو فرماتے اس کے رموز واسرار، اعتراضات وجوابات، ہر ایک کو واضح کرتے ہوئے سامعین کے قلوب واذہان کو تمام شبہات سے پاک فرمادیتے، جلسہ کے اختتام کے بعد دست بوسی، قدم بوسی وغیرہ کے لئے لوگوں کا تانتا لگ جاتا تھا۔

اکثر آپکا قیام ٹکیہ پاڑہ ہوڑہ میں جناب حاجی محمد ہاشم صاحب اشرفی کے مکان پر ہوتا تھا (حاجی صاحب کو آپ سے گہری محبت وعقیدت ہے اور حضرت بھی ان کو بہت عزیز رکھتے تھے جانشین حضور اشرف الاولیاء بھی اکثر سرکار اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے بعد حاجی صاحب کے گھر پر ہی قیام کرتے ہیں)

جب تک آپ ٹکیہ پاڑہ میں ہوتے ہر وقت لوگوں کا ان کے مکان پر جم غفیر ہوتا، آپکی بارگاہ میں امیر وغریب عوام وخواص، سیاسی وصحافی، اپنے وبیگانے ہر ایک آتے اور دست بوسی، قدم بوسی بھی کرتے تھے۔ آپ ہر ایک سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے ہوئے شفقت آمیز گفتگو فرماتے، ذرہ برابر بھی اجنبیت کا احساس نہیں ہونے دیتے، پریشانیوں، مصیبتوں پر صبر کی تلقین فرماتے، دعاؤں سے نوازتے، تعویذ بھی عطا فرماتے۔ غرض کہ آپ خلق نبوی علیہ آلہ السلام کے مظہر تھے۔

آپ جس مجلس میں جلوہ افروز ہوتے سب میں نمایاں آپ ہی کی شخصیت معلوم ہوتی۔ آپ کی مجلس پرسکون، پرمنور ہوا کرتی تھی، غریبوں عالموں طالب علموں پر خصوصی نظر کرم فرماتے، علمائے کرام کی خدمتوں کو سراہتے ہوئے ترقی درجات کی دعاء بھی فرماتے ہوئے خدمت دین کے لئے حصول علم کی تاکید بھی فرماتے، میں جب خود غوث الورٰی کانفرنس بکری کھال کولکاتا میں آپکی زیارت کے لئے گیا جہاں آپکا قیام تھا آپ اس وقت آرام فرمارہے تھے، آپ کے شہزادہ گرامی وجانشین حضور سید قادری میاں صاحب قبلہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ سلام، دست بوسی، قدم بوسی کے بعد موقع غنیمت جانتے ہوئے حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی خدمت میں لگ گیا، آپ نے دریافت فرمایا کیا کرتے ہو؟ عرض کیا سرکار پڑھتا ہوں۔ آپ یہ سنکر خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے محنت، لگن سے پڑھنے کی تاکید بھی فرمائی۔

اللہ اللہ اس نگاہ شوق کی رعنائیاں
مجھ نکمے پر بھی اس درجہ کرم فرمائیاں

آپ جلسہ گاہ میں ہوتے یا نجی محفل میں ہر جگہ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ہی ساتھ بالخصوص حقوق العباد کے ادائیگی کی بھی تلقین فرماتے اگر آپ خلاف شرع کوئی کام

دیکھتے تو اس پر گرفت کرتے ہوئے توبہ کرانے کے بعد آئندہ نہ کرنے کا عہد بھی لیتے تھے۔

اکثر آپ ارشاد فرماتے وہ میرا مرید نہیں جو شریعت کا پاس ولحاظ نہ رکھے بدمذہبوں سے بہت نفرت فرماتے۔ اس کی بدمذہبیت سے آگاہ فرماتے ہوئے مذہب حقہ اہلسنت والجماعت پر سختی سے گامزن رہنے اور باطل فرقوں سے بچے رہنے کی تاکید بھی فرماتے۔

لے کر داغ آئیگا سینہ یہ بہت اے سیاح
دیکھو اس شہر کے کھنڈر میں نہ جانا ہرگز

خلاصہ یہ کہ آپ نہ تھکنے والے عابد شب زندہ دار، سنت سرکار علیہ و آلہ السلام کے سچے تابعدار تھے۔ صحت، توانائی، ضعف، ناتوانی کے ایام میں بھی شریعت سے غفلت نہ کرنے والے عامل کامل تھے، جسے آپکی مجلسوں میں زانوئے ادب طے کرنے کا، سفر وحضر میں خدمت کا موقع نصیب ہوا ہے آپکی عبادت و ریاضت، شفقت ومحبت، کرم فرمائی خردہ نوازی، خاکساری، غیرت ایمانی بخوبی آشنا ہیں اور مرتے دم تک انکے دلوں سے وہ نقوش ختم نہیں ہوسکتے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جنکے نشاں کبھی

ہر وقت انکی نگاہ میں آپکے زیارت کی مشتاق نظر آتی ہیں۔

تونے دیکھی ہے وہ پیشانی وہ رخسار وہ ہونٹ
زندگی جنکے تصور میں لٹادی جائے
تجھ پہ اٹھی ہیں وہ کھوئی ہوئی ساحر آنکھیں
جنکے دیدار میں یہ عمر گنوا دی جائے

آپ کے اس دنیائے فانی سے روپوش ہو جانے کے بعد سے آج تک آپکے مشن کو آپکے تربیت یافتہ، شہزادہ گرامی وقار جانشین برحق، پیر طریقت، حضرت علامہ الحاج سید شاہ محمد جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی عرف قادری میاں صاحب قبلہ عروج وارتقاء کے طرف بحسن وخوبی لے جارہے ہیں، لائق تعریف تو یہ ہے کہ موصوف نے بھی ان ہی نقوش کو اپنایا ہے جو والد مکرم علیہ الرحمہ اور اسلاف کرام نے منقش فرماتے ہیں، یقیناً موصوف حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ موصوف نے دنیاوی عیش و آرام، لذت خواہشات کو ٹھوکر مار کر جد امجد حضور علیہ السلام کی امت کو دارین کے نقصانات سے بچانے کے لئے تبلیغ ہدایت تحفظ مساجد ومدارس، مکاتب اور علوم نبویہ کی اشاعت دین کی دعوت کو اپنا مقصد اصلی بنالیا ہے۔

دعوت تبلیغ حق ہی جس کی عادت ہو گئی
زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہو گئی

رب قدیر کی بارگاہ بے نیاز میں دعاء ہے کہ جانشین حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کو عمر خضر عطا فرمائے اور ہم سب کو سلسلۂ شیخ سرکار اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالامال فرمائے۔ (آمین)

اللہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے میں کیا مجھ جیسے لاکھوں ہوں تو بھی آل سرکار علیہ آلہ السلام کی خدمتوں کو بیان نہیں کرسکتا بلاشک وشبہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ان ہی میں سے ہیں۔

میرے قلم کو وہاں تک رسائی کہاں
کہ سراسر ہے معذور قلم وزبان

☆☆☆☆☆☆

دین کا درد

مولانا ذاکر حسین اشرفی، استاذ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال

تاریخ شاہد ہے کہ کفرستان بنگالہ میں شہنشاہ دہلی قطب الدین ایبک کے حکم سے ملک محمد بختیار خلجی نے علم اسلام کا پرچم لہرایا۔ چند سال کے درمیان مشرقی ہند میں وہ عظیم المرتبت شیخ کامل حضرت سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے اہل ہنود کے لاکھوں گھروں کو نور ایمان سے منور فرمایا آپ نے خاص کر پنڈوہ میں بت پرستی کی جگہ خدا پرستی قائم کی اگرچہ خلجی مجاہد نے علم اسلام کا پرچم لہرایا تھا لیکن سید جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ نے روح اسلام کا کامل طور پر علم نصب فرمایا۔ اسی مقدس سرزمین میں سلسلۂ چشتیہ کے وہ صاحب ولایت ارباب معرفت وطریقت مخدوم العالم شیخ علاؤالحق والدین گنج نبات قدس سرہٗ شاہ امامت پر فائز رہے۔ آپ نے علوم ظاہری وباطنی کو فروغ دینے کے لئے ایک روحانی خانقاہ قائم فرمائی دیکھتے ہی دیکھتے چاروں سمت آپ ہی کا ڈنکا بجنے لگا عوام وخواص میں آپکی مقبولیت بڑھتی گئی اور آپ کے لنگر خانہ کے یومیہ اخراجات کو دیکھ کر بادشاہ وقت کو رہا نہ گیا بغض وحسد میں جلنے لگا اسی انا پرستی کے سبب بادشاہ وقت نے آپکو پنڈوہ شریف چھوڑنے کا حکم دیا۔ مخدوم العالم شاہی فرمان کا احترام کرتے ہوئے پنڈوہ شریف سے سنگار گاؤں تشریف لے گئے وہاں پہونچنے کے بعد آپ کے لنگر کا خرچ دگنا ہوگیا مہمانوں کی تعداد بڑھتی گئی بادشاہ وقت مجبور ہوگیا ولی برحق کے دست غیب کو دنیاوی قوت سے کسی قیمت پر روک نہیں سکتی کیونکہ وہ تو لامحدود ذات کی طرف سے عطا شدہ ہوتا ہے لہذا آپ پھر پنڈوہ شریف تشریف لائے اور تبلیغ مذہب وملت میں مصروف ہوگئے پھر سخاوت کا دریا بہنے لگا ایک چراغ سے لاکھوں ایمانی چراغ روشن فرماتے رہے۔

آپ نے شقاوت وحرمان کا موسم بدلا ظلم وطغیان وکفر وعصیان کی تاریکیاں مٹائی خدا اور اسکے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑا اور کلمۂ کفر وضلالت کی جگہ کلمہ حق وعدالت کی بادشاہت کا اعلان عام کیا آپ کے بعد آپکا لخت جگر شیخ نور قطب عالم اور آپ کا شہرۂ آفاق مرید وخلیفہ غوث العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ والرضوان سے سلسلۂ چشتیہ علائیہ کو عروج ملا ان کے بعد آپ کے پوتے شیخ انور شہید وشیخ رفعت الدین علیہما الرحمہ پھر ان کے بعد ولی بن ولی حضور حافظ زاہد بندگی علیہ الرحمہ کی ولایت ہند وبیرون ہند میں چمکتی رہی اور ہر چہا جانب سلسلۂ چشتیہ علائیہ کا چراغ جلتا رہا مگر ذریات حضور حافظ زاہد بندگی علیہ الرحمہ میں اولاد واناث کی کثرت رہی اور شاہان وقت کے اتار چڑھاؤ کے سبب خانقاہ چشتیہ علائیہ کے اردگرد شہر غیر آباد ہوگئے۔ لیکن عرصہ دراز سے خانوادۂ اشرفیہ کے مشائخ کرام دیار مخدوم العالم میں حاضری سے مشرف ہوئے اور اکتساب فیض کرتے رہے۔ اسی خانوادۂ کے ایک سعادت مند عالی ظرف روشن ضمیر ہمہ گیر شخصیت شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ بدالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ ہیں جو طالب علمی کے زمانے سے ہی اپنے والد تاج الاصفیاء سید شاہ مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کے ساتھ خانقاہ چشتیہ علائیہ میں اپنی جبین نیاز کو جھکا کر فیضان مخدوم العالم سے مالا مال ہوتے رہے اور آپ کے ذہن وفکر میں بار بار یہ رقص کرتی رہی کہ یہ شہرۂ آفاق خانقاہ جو ماضی میں علم وحکمت رشد وہدایت کا مرکز تھی جس کی ضیاء بار کرنوں سے مشرق ومغرب سیراب ہو رہے تھے جہاں روزانہ صبح وشام قال اللہ وقال الرسول

کی صدائے دلنواز کا ورد ہوتا تھا محبت وانسانیت کے درس دیئے جاتے اور عشق ومحبت کے جام پلائے جاتے تھے۔ بیک وقت سات سو علماء کرام کے محافے اترا کرتے اور جنت نما بنا ہوا تھا۔ آج وہی مقدس خطہ ویران وسنسان نظر آ رہا ہے اور یہاں کے باشندے علم وحکمت سے کوسوں دور تہذیب وتمدن سے یکسر عاری نظر آ رہے ہیں اور جہالت ونادانستگی کا بازار شباب پر ہے۔ اسلامی رسم ورواج کے بجائے مغرب کی کورانہ تقلید کورانہ فوز وفلاح کی راہ سمجھ بیٹھے ہیں ایسا پر خطر ماحول میں کس طرح حضرت جلال الدین تبریزی علیہ الرحمہ کی یاد دوبارہ تازہ کی جائے اور مخدوم العالم کے اجڑے چمن کو آباد کیا جائے چنانچہ آپ ان پاکباز ہستیوں سے التجائیں اور فضل کرم کی درخواست کرتے رہے پھر کیا تھا کہ آپ پر ان کے فضل وکرم کی بارش ہوئی اور آپ ان بزرگوں کا اشارہ پا کر بے خطر اس ویران شہر کو آباد کرنے اور جہالت کی جگہ علم کی شمع روشن کرنے کا جذبہ لیکر آگے بڑھے اور مخدوم العالم کے مزار مقدس سے مغربی جانب ایک دینی قلعہ الجامعۃ الجلالیہ العلائیہ قائم فرمایا یہ مژدہ جانفزاں سنتے ہی ہر چہار جانب سے تشنگان علوم دینیہ اپنی پیاس بجھانے اور زیور علم سے فرصع ہونے کے لئے پروانے کی طرح ٹوٹ پڑے اور خوب خوب سیراب ہوئے لیکن معاندید وحاسدین کیسے گوارہ کر سکتے ہیں کہ سرزمین مخدوم العالم میں دین متین کا یہ چراغ جلے اور علم کا ہنر ایسا مرکز آباد رہے جہاں سے قوم وملت کے ہر کس وناکس فیضیاب ہوئے آخر کار وہ ادارہ حالات کی نذر ہو گیا لیکن پیر روشن ضمیر حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے ہمت نہ ہاری بلکہ اپنی تمام تر توجہات کو ان مشائخ کرام کے طرف مرکوز کر کے دربار خواجہ عثمان اخی سراج آئینہ ہند علیہ الرحمہ میں چلہ کش ہوئے اور اس شیخ کامل کا اشارہ غیبی پا کر سعد اللہ پور میں ۱۹۸۳ء میں خانقاہ سراجیہ کی بنیاد رکھی مریدین ومعتقدین پروانے کی طرح ٹوٹ پڑے اور طریقت ومعرفت کی منزلیں طے کرنے لگے ادھر سرکار مخدوم العالم مرشد غوث العالم شیخ علاء الحق والدین گنج نبات خالدی چشتی نظامی علیہ الرحمہ کا اشارہ غیبی حاصل ہوا تو پھر کیا تھا کہ سرکار اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ ایک ایسی تحریک چلائے جس سے سارے معاندین ہوا ہو گئے، حالات سازگار ہوئے وقت نے موافقت کی اور ۱۹۹۲ء میں مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھ کر قوم وملت پر احسان عظیم فرمایا اور جس وقت آپ اس ادارہ کی بنیاد رکھ رہے تھے تو بڑا ہی پر لطف اور پر کیف وسرور کا سماں تھا اور معتقدین پروانے کی طرح نچھاور ہو رہے تھے اور خوشی سے پھولے نہیں سما رہے تھے۔ ایسے خوشگوار وقت اور مدنی فضا سے معطر ماحول میں مسکراتے ہوئے آپ زبان حال سے یوں فرما رہے ہیں کہ میرے دادا جان ہم شبیہ غوث الثقلین سیدنا اعلیٰ حضرت علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ الجامعۃ الاشرفیہ کی بنیاد ضلع اعظم گڑھ یوپی میں رکھی اور آج ان کا پوتا سرکار مخدوم العالم کے جوار رحمت میں مخدوم اشرف مشن کی بنیاد رکھ رہا ہے یقیناً یہ ادارہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد اور مثالی ادارہ ہوگا اور مخدوم اشرف مشن کے زیر اہتمام جہاں دینی تعلیم وتربیت کا ایک شاندار قلعہ الجامعۃ الجلالیہ العلائیہ الاشرفیہ ہوگا وہیں عصری تکنیکی تعلیم کے لئے ایک بے مثال ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ سینٹر بھی ہوگا جہاں کمپیوٹر، آٹو موبائل ورک شاپ، کڑھائی، سلائی وغیرہ کی تعلیم ہوگی تاکہ نونہالان قوم مسلم جس طرح دینی علوم سے مزین ہوں اسی طرح عصری علوم سے بھی بہرہ ور ہو سکیں اور جب یہ نونہالان قوم وملت مخدوم اشرف مشن سے فارغ التحصیل ہو کر قوم کے سامنے جائیں گے تو انکے ایمان وعقائد کی اصلاح کریں گے اور معاشی حالات دامن گیر نہ ہوں صرف یہیں تک بات محدود نہ تھی بلکہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جہاں اپنے ملت کے بچوں کا خیال رکھتے وہیں ملت کے غریبوں اور مفلسوں سے بھی ہمدردی فرماتے جیسا کہ آپ نے دینی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ یہ بھی اعلان فرمایا کہ مخدوم اشرف مشن کے زیر اہتمام ایک موبائل ہاسپٹل بھی ہوگا جسکے ذریعے مریضوں کا مفت علاج ہوگا اس پاکباز ہستی اور مربی ہد کے سینے

میں جو دل تھا وہ قومی و ملی درد سے لبریز تھا اسی شعور و آگہی کی بنیاد پر مخدوم اشرف مشن کا قیام عمل میں آیا جہاں آج مختلف صوبوں سے آئے ہوئے ڈھائی سو سے زائد طالبان علوم نبویہ اپنی پیاس بجھاتے اور دینی و عصری علوم سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں اور سید جلال الدین تبریزی، مخدوم علاء الحق پنڈوی اور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیھم الرحمہ کے فیضان سے مالا مال ہو رہے ہیں اور حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا قائم کردہ یہ چمن آج ہند و بیرون ہند ہر جگہ ممتاز حیثیت اور گوناگوں خصوصیات کا حامل ایک عظیم الشان دانش کدہ اعلیٰ اخلاقی اقدار اور روایات کی درسگاہ بن گیا ہے۔ آپ نے جو منصوبے طے کئے تھے ان سب کو آج قوم عملی شکل میں دیکھتی اور استفادہ کر رہی ہے یقیناً یہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی صداقت و شجاعت بلند خیالی اور وسعت فکر کی دلیل اور آپ کے فرزند ارجمند خلق اکبر جلالۃ العلم سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ النورانی کی مسلسل جد و جہد اور پیہم کوششوں کا نتیجہ ہے جسے رہتی دنیا فراموش نہیں کی جاسکتی ہے اور حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کا آخری پیغام قوم و ملت کے نام یہی تھا کہ مخدوم اشرف مشن میری جان ہے اسے دیکھتے رہو مجھے دیکھتے رہو گے۔

☆☆☆☆☆☆

خانوادۂ اشرفیہ کے روحانی عظمتوں کو سلام

نبیرۂ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، اشرف الاولیاء
"بدر الفتح سید محمد مجتبیٰ اشرف" علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات
وخدمات پر مشتمل "**اشرف الاولیاء نمبر**" کی اشاعت پر
اشرف ملت شہزادۂ شیخ اعظم حضرت سید محمد اشرف اشرفی جیلانی چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم
اور مولانا عثمان غنی اشرفی ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم
کو تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

صوفی نظام الدین اشرفی بلیاوی
موبائل: 9918405492

حضور اشرف الاولیاء صاحب کشف وکرامات بزرگ

مولانا محمد الفت حسین اشرفی بھاگلپوری، استاذ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف، مالدہ، بنگال

در حقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر
نام مرنے پہ مٹتا نہیں جن کا زنہار
جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح
مردے کی طرح جئے تو کیا خاک جئے

زبدۃ العارفین، سراج السالکین ابو الفتح اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہٗ النورانی کی ذات ستودہ صفات پر مذکورہ اشعار کے اولین تین مصرعے بجا طور پر صادق آتے ہیں کہ وہ بظاہر تو ہماری نظروں سے روپوش ہیں لیکن در حقیقت اپنے زریں اور روشن و تابناک کارناموں کے باعث روپوش ہو کر بھی ہمیشہ کے لئے امر ہیں۔ انہوں نے جن نیک عزائم کے عمیق دریا میں ملاحی کا باگ ڈور سنبھالا اور پھر بحسن وخوبی سفینۂ مقاصد کو ساحل مراد پر پہونچایا اس کی مثال رہتی دنیا تک پیش نہیں کی جاسکتی۔

اس بطل جلیل نے دل میں جوش، دماغ میں ولولہ، بازو میں قوت حیدری اور خیالات میں جس پختگی کے ساتھ علم وفن کے جس شمع کو روشن کرنے کا عزم کیا آخر کار اسے پایۂ تکمیل تک پہونچا کے رہا۔ جس کے درمیان کتنے ہی شرور وفتن، مصائب وآلام کی تیز وتند آندھیاں آئیں لیکن آپ کے پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکیں بلکہ ہر میدان میں فولادی چٹان بن کر مفسدین کے برے عزائم کو پاش پاش کرتے رہے۔ آج انہیں کے نیک عزائم کا منھ بولتا ثبوت اور محنت وکاوش کا ثمرہ ”مخدوم اشرف مشن“ ہے، جو آپ کی ایک ہمہ گیر تحریک کا نام ہے۔ خدا کے اس برگزیدہ بندے کے اندر زہد وورع، صبر ورضا اور توکل وقناعت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور جس ذات انسانی کے اندر ایسے نیک صفات جمع ہو جاتے ہیں ان سے کچھ ایسے واقعات عجیبہ صادر ہوتے ہیں جن سے خلق خدا کو ہدایت ورہنمائی حاصل ہوتی ہے۔ ذیل میں اس طرح کے کچھ واقعات نذر قارئین کئے جاتے ہیں۔ جو حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے ہادیٔ قوم وملت ہونے پر غماز ہے۔

صوبہ بہار کے ضلع بھاگلپور سے تقریباً چالیس کلومیٹر دور بستی ہنسائی تحصیل سنہولہ (بانکا) کا واقعہ ہے۔ ماسٹر رفیق اشرفی مرحوم جو حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت ہی عقیدت مند مرید تھے لیکن ان کے داماد حافظ مولوی نصیر الدین صاحب مسلکاً متشدد دیوبندی تھے۔ کیوں کہ انہوں نے حفظ قرآن سے لے کر شرح جامی تک کی تعلیم دیوبندی ادارہ میں حاصل کی تھی۔ ماسٹر صاحب مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ میرا داماد حضور اشرف الاولیاء سے مرید ہو جائے مگر حافظ نصیر الدین پیری مریدی کی بات سن کر ہی آگ بگولہ ہو جاتے تھے لیکن قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے چنانچہ ایک مرتبہ حضور اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ وارشاد کی غرض سے ہنسائی تشریف لے گئے اس وقت حافظ نصیر الدین صاحب ہزاری باغ میں درس وتدریس کا فریضہ انجام دے رہے تھے اچانک ان کے دل میں اہل خانہ سے ملاقات کرنے کا خیال آیا پھر سامان سفر درست کیا اور ہنسائی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب سنہولہ پہونچے تو ہنسائی کے کچھ افراد سے ملاقات ہوئی جنہوں نے بتایا کہ آج ہنسائی میں جلسہ کا پروگرام ہے اور حضور اشرف الاولیاء تشریف لا کر اہلیان محلّہ کو فیضاب کر رہے ہیں۔ آج کتنے مبارک ومسعود دن میں تمہارا آنا ہوا کہ باران رحمت عوام

وخواص سب پر برس رہا ہے چلو شاید تم پر بھی ابر فیض برس جائے اتنا سننا تھا کہ حافظ نصیر الدین صاحب تاسف کی عمیق وادی میں کھو گئے اور دل ہی دل میں کہنے لگے ہائے! بیکار ہی میں آج آیا، کاش دوسرے روز آیا ہوتا، چلو واپس ہزاری باغ چلیں لیکن عقل وفہم نے کہا چلو آئے ہیں تو اہل وعیال سے ملاقات کرلیں۔ ارے وہ (اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ) اپنے کام سے آئے ہیں اور میں اپنے کام سے۔ تاہم جب گھر پہونچے اور ان کی آمد کی خبر ماسٹر رفیق اشرفی (خسر صاحب) کو ہوئی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ مسرت وشادمانی سے ان کی پیشانی چمکنے لگی کیوں کہ ان کی دیرینہ خواہش تھی کہ میرا داماد حضور اشرف الاولیاء سے مرید ہوجائے اور اب وہ سنہرا موقع بھی میسر آگیا لیکن جب اپنے داماد کے پاس انہوں نے اپنی خواہش کا اظہار کیا تو وہ یک لخت مرید ہونے سے انکار کر بیٹھے اور کہا کہ مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دیں میں دیوبندی ہوں دیوبندی ہی رہنے دیں۔ مرید ہونے پر اصرار نہ کریں ورنہ رشتۂ دامادی میں درار پڑ سکتا ہے ماسٹر صاحب مرحوم خاموش ہوگئے لیکن جب مغرب وعشاء کا درمیانی وقت تھا اور حضور اشرف الاولیاء کے خادم امجد علی اشرفی سہرساوی صاحب ایک تاریک کمرے میں حضرت کی خدمت کررہے تھے کہ چند افراد زیارت کی غرض سے آئے۔ ماسٹر رفیق صاحب نے اپنے داماد حافظ نصیر الدین سے کہا کہ کم سے کم ان لوگوں کے ہمراہ ملاقات کرلو حافظ نصیر الدین نے بات مان لی اور ان ملاقاتیوں کے ساتھ ہولئے۔ سب لوگ سلام ومصافحہ کے بعد کمرے سے باہر آگئے آخر میں حافظ نصیر الدین نے سلام کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا حضور اشرف الاولیاء نے مصافحہ کیا اور حافظ نصیر الدین کا ہاتھ زور سے پکڑ کر فرمایا ارے حافظ نصیر الدین تم؟ ارے تم کب آئے؟

اتنا سن کر تو حافظ صاحب کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت نے مجھے کبھی دیکھا نہ کبھی ملاقات ہوئی اور کمرہ بھی تاریک ہے آخر کیسے پہچان گئے کہ میں حافظ نصیر الدین ہوں کچھ دیر یونہی حیرت و استعجاب میں ڈوبے رہے پھر باہر چلے آئے لیکن دل کی کیفیت متغیر ہورہی تھی ایک نامعلوم کیف سے وہ بے خود ہوئے جارہے تھے۔ پہلی بار ان دیکھی کو دیکھی بنانے والی ذات کی پر کیف آواز سے ان کے کان آشنا ہوئے تھے، حضور اشرف الاولیاء کی ایک ہی کشفی آواز نے ان کے کشور دل کو تہہ وبالا کردیا تھا کسی طرح اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے گھر جا کر بستر پر دراز ہوگئے۔ ادھر جلسہ کا آغاز ہوا تو ان کے ماموں مولانا شریف احمد جو متبحر دیوبندی عالم تھے ان کے پاس آئے اور جلسہ گاہ میں چلنے کے لئے کہا پہلے تو انکار کیا پھر اصرار کرنے پر بادل نخواستہ جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اسٹیج پر پہونچے تو حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ و الرضوان رونق افروز ہوئے تھے۔ حضرت کو دیکھتے ہی روحانی دنیا کے تصورات میں کھو گئے ان کو ایسا لگا کہ کالی گھٹا کے اوٹ سے آفتاب نکل آیا ہے۔ چاند کی طرح درخشاں پیشانی، نور کی موجوں میں نکھرا ہوا چہرہ پروئی ہوئی موتیوں کی طرح دانتوں کی حسین قطار پھولوں کی پنکھڑی کی طرح پتلے پتلے ہونٹ، گل ریز تبسم، گہر بار تکلم، سرگیں آنکھیں، عطر برساتی ہوئی عنبریں زلفیں یہ سب نورانی سماں دیکھ کر دل کی دنیا ہی پلٹتی نظر آئی۔ گھبرا کر وہاں سے بھاگے اور پھر گھر آکر بستر پر دراز ہوگئے لیکن آنکھوں سے نیند غائب ہوچکی تھی۔ دل بے چین ہوا جارہا تھا پورے وجود پر عجیب سی کیفیت طاری تھی اب ذہن وفکر میں دیوبند کے کسی مولوی کا خیال نہیں آرہا تھا بلکہ حضرت کا موج نور میں لہراتا ہوا عارض تاباں، نورانی پیکر کا ایک ایک نقش ونگار تصورات کی دنیا پر چھایا ہوا تھا، کروٹ بدل بدل کر صبح کی اور اپنے ماموں مولانا شریف احمد دیوبندی کے پاس حاضر ہوئے اور ساری سرگذشت سنانے کے بعد پوچھا کہ آخر یہ بریلوی لوگ حق پر نہیں ہیں۔ تو اس قدسی صفات بزرگ کا جو واقعہ کشف میرے ساتھ پیش آیا آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟ دیوبندی ماموں نے ادھر ادھر بہلانے کی کوشش کی لیکن کوئی تشفی بخش جواب نہ پا کر حافظ صاحب نے حضور اشرف

الاولیاء کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا پختہ ارادہ کرلیا کسی کو کچھ بتائے بغیر بازار گئے وہاں سے کچھ مٹھائیاں خریدیں اور گھر آئے نہا دھو کر صاف وشفاف کپڑا پہنا اور حضور اشرف الاولیاء کی بارگاہ میں پہونچ گئے مرید ہونے والے مریدین کا تانتا بندھا ہوا تھا تو حضرت کے خادم امجد علی اشرفی سہرساوی کو اپنی طرف متوجہ کرکے کہا کہ میں بھی مرید ہونے آیا ہوں۔ خادم امجد علی اشرفی نے حضرت سے اجازت چاہی تو حضرت نے حافظ صاحب کو بر آمدہ کے ایک گوشے میں کھڑے رہنے کا اشارہ فرمایا سب لوگ مرید ہوکر چلے گئے لیکن حضرت نے حافظ نصیر الدین صاحب کے لئے کوئی حکم صادر نہیں فرمایا آخر ڈیڑھ دو گھنٹے کے بعد خود ہی حضرت نے وضو کے لئے پانی منگوایا اور وضو کرنے لگے۔ بظاہر تو آپ وضو کے ذریعہ اپنے حدث کو دور کررہے تھے لیکن درحقیقت حافظ صاحب کے دل کی کدورتوں کو دور فرما کر بیعت کا صالح بنا رہے تھے اور جب حافظ صاحب کے دل کا سارا غبار ختم ہوگیا قلب وذہن صیقل ہوگئے تو قریب بلایا اور بیعت کرکے ہمیشہ ہمیش کیلئے اپنی غلامی میں داخل فرمالیا اس طرح راہ حق ومستقیم سے بھٹکے ہوئے ایک متشدد دیوبندی کو راہ حق پر لا کھڑا کیا۔ ٹھیک کہا ہے کسی شاعر نے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

حضور اشرف الاولیاء کے لئے ٹرین رکی رہی:

صوبہ بنگال کے ضلع اتر دیناجپور قصبہ رائے گنج کا واقعہ ہے کہ حضور اشرف الاولیاء ہر سال رائے گنج تشریف لایا کرتے تھے ایک دورے میں حضرت نے رات ہی کو صبح کی تیاری کا حکم دیا کہ سارا ساز وسامان ٹھیک کرلو مجھے صبح والی ٹرین سے کلیا گنج جانا ہے۔ رات گذری اور صبح صادق نمودار ہوئی تو حضرت نے بیدار ہوکر نماز فجر ادا کی اور پھر تکان کے باعث محو استراحت ہوگئے حضرت گہری نیند میں ہیں ادھر وہ ٹرین اسٹیشن پر آچکی ہے جس سے حضرت کو کلیا گنج کے لئے روانہ ہونا ہے۔ لوگوں کو جب ٹرین کی آمد کی خبر ملی تو پریشان ہوکر حضرت کو نیند سے بیدار کیا اور عرض کیا حضور! ٹرین آچکی ہے۔ حضرت نے فرمایا جاؤ اسٹیشن ماسٹر سے کہدو کہ گاڑی روکے رکھے فقیر اسی گاڑی سے کلیا گنج جائے گا حضرت کے فرمان کے مطابق ایک شخص بھاگتا ہوا اسٹیشن ماسٹر کے پاس گیا اور کہنے لگا گاڑی کو روکے رہیں ہمارے پیر ومرشد اسی گاڑی سے جائیں گے اسٹیشن ماسٹر یہ سن کر بگڑ گیا اور کہنے لگا ٹرین کسی کے انتظار کی سواری نہیں ہے۔ اس شخص نے حضرت کو جاکر اسٹیشن ماسٹر کی بدتمیزی سنادی حضرت نے پر جلال لہجے میں فرمایا اب جلد بازی کی ضرورت نہیں فقیر آرام سے غسل کرے گا ناشتہ کرے گا تب ٹرین پکڑے گا۔

ادھر اسٹیشن ماسٹر گاڑی کھولنے کے لئے سگنل دے دیا ڈرائیور نے ٹرین اسٹارٹ تو کیا ضرور لیکن ٹرین بمشکل کیبن کے پاس گئی اور پھر پلیٹ فارم پر آگئی اس کے بعد ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھانے کی متعدد بار کوشش کی لیکن ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ گاڑی آگے بڑھانے کی کوشش کا سلسلہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا دریں اثنا حضرت نے تمام ضروریات سے فراغت پائی اور اسٹیشن تشریف لائے اور جیسے ہی ٹرین پر سوار ہوئے تو ٹرین نے چلنا شروع کردیا۔ یہ دیکھ کر عقیدتمندوں کے ماسوا اہل ہنود نے بھی کثیر تعداد میں حضرت کی قدم بوسی کی اور اسٹیشن ماسٹر نے بھی اپنی غلطی پر نادم ہوکر معافی چاہی حضرت نے معاف فرمایا تمہارے نازیبا کلمات نے مجھے تاخیر کرنے پر مجبور کیا یہ وہ کرامت ہے جسے دیکھ کر اہل ہنود کی ایک لمبی جماعت نے آپ کے دست حق پرست پر قبول اسلام کیا اور آپ کے پیروکار ہوگئے۔ سچ ہے جو خدا کا ہوجاتا ہے ساری خدائی اس کی ہوجاتی ہے۔

کہاں سے تونے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

☆☆☆☆☆

بانی مخدوم اشرف مشن کا پیغام

مولانا ابوالفتح قادری استاذ، مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف مالدہ۔ مغربی بنگال

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے قوم مسلم کی صلاح وفلاح کے لئے بے شمار کارہائے نمایاں انجام دیئے جن کو آج صفحۂ قرطاس کی زینت بنایا جائے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ آپ کو علوم دینیہ کی نشر واشاعت سے کافی دلچسپی تھی جس کی بنا پر آپ نے متعدد مدارس ومکاتب قائم فرمائے اور درجنوں مدارس ومساجد کی سرپرستی فرمائی۔ لیکن آپ کا اہم اور تاریخ ساز کارنامہ مخدوم العالم مرشد غوث العالم حضور شیخ علاء الحق والدین گنج نبات لاہوری پنڈوی کی نگری میں ''مخدوم اشرف مشن'' کا قیام ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہا آپ نے مخدوم اشرف مشن کے اغراض ومقاصد اور دیگر منصوبہ جات کو نگاہ ولایت سے اپنی حیات ظاہری میں ہی طشت ازبام کردیا تھا۔ جس کو سنتے ہی وقت کے بڑے بڑے مفکرین ومدبرین حیرت واستعجاب میں غرق ہوگئے۔ کہ حضور اشرف الاولیاء اپنی پیرانہ سالی میں یہ کیسی پلاننگ تیار کررہے ہیں کہ جس میں ایک خطیر سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور بنگال کی سرزمین اتنی زرخیز بھی نہیں ہے کہ اتنے عظیم منصوبہ جات کو پائے تکمیل تک پہنچایا جاسکے لیکن شاید انھیں معلوم نہیں تھا کہ۔

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
گر ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

الجامعۃ الجلالیہ العلائیہ الاشرفیہ زیر انتظام مخدوم اشرف مشن اہلسنت کے ارتقاء کی ایک علمی روحانی اور فکری تحریک کا نام ہے، مخلصوں کے اخلاص بانی کے دست کیمیاء اثر وخادموں کی حسن عمل کی برکت نے ایک قلیل مدت میں اس ادارے کو مختلف علوم وفنون، حکمت ودانائی، دانش وبینش کا ایک ابھرتا ہوا آفتاب بنادیا۔ کون اس روشن حقیقت سے آشنا تھا کہ مخدوم العالم کے دیار کا ایک ویرانہ خطہ دیکھتے ہی دیکھتے علم وفن کا چمنستان اور رشد وہدایت کا لالہ زار بن جائیگا۔ اور اس خطہ ارضی میں اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون کا ایک ایسا بلند وبالا اور عظیم الشان قلعہ تعمیر ہوجائیگا۔ جس کے کنگورے پورے ملک میں دیکھائی دیں گے، جہاں عاشقان علوم دینیہ ہندوستان کے مختلف صوبہ جات سے آآکر اپنی علمی تشنگی بجھائیں گے، جہالت کی گھٹائیں چھٹیں گی۔ پھر فضل وکمال کی سنہری چھائیگی، ہدایت ومعرفت کی قوس وقزح نکلے گی، علم وحکمت کی موسلا دھار بارش ہوگی، زمین منثور میں سنبل ویاسمین کھلیں گے اور لالہ ونستر کی عطر بیزی سے لاکھوں مشامہ جام معطر ہوں گے مگر یکا یک یہ انقلاب (Changing) یہ تغیر یہ تبدیلی بلاشبہ (Without doubtly) حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی وہ زندہ وپائندہ کرامت ہے جو تا قیامت آنے والی نسلوں سے داد تحسین وصول کرتی رہے گی۔ آج مخدوم اشرف مشن کی پرشکوہ فلک بوس عمارت ہر آنے والے کو دعوت نظارہ دے رہی ہے اور اپنی نوعیت کا منفرد وبے مثال آئینہ ہند ہاسٹل'' کا مستقبل قریب میں تیار ہونا اور رفتہ رفتہ دیگر منصوبہ جات کا پذیر ہونا یقینا آپ کی روحانی سرپرستی پر غمازی کررہا ہے۔

بن کے جب تیار ہوگا تب مزا آجائے گا
پرچم دین نبی ہر سمت لہرائیگا

فی الوقت مختلف اضلاع کے کثیر التعداد طلبہ فکر معاش سے بے

نیاز ہوکر اس ادارے کی آغوش میں علم ودانش کے حصول میں مصروف ہیں ، اس میں درس نظامی ، حفظ قرأت اور علوم جدیدہ ، (کمپیوٹر سینٹر وسلائی سینٹر) کی تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔ ڈھائی سو سے زائد بیرونی طلبہ کی تعلیم وتربیت خوردہ نوش ، علاج ومعالجہ اور رہائش کا مکمل انتظام ہے۔ تقریباً ایک درجن سے زائد ماہر اساتذہ کی ایک ٹیم موجود ہے۔ جو شبانہ روز پوری محنت ، جانفشانی کے ساتھ فرزندان اسلام کو زیور تعلیم سے آراستہ وپیراستہ کرنے میں منہمک ہے۔

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی روحانی سرپرستی اور حضور قادری میاں مدظلہ العالی کی کامل توجہ سے ''الجامعۃ الجلالیہ العلائیہ الاشرفیہ'' زیرانتظام مخدوم اشرف مشن کا شماران عظیم اداروں میں ہونے لگا ہے جن کی تعلیم وتربیت مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ نیز طلبہ کی پرورش وپرداخت اور مہمانوں کی ضیافت میں ادارہ ہٰذا کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہ مخدوم اشرف مشن کی برکت ہے کہ آج بہار وبنگال کے دوردراز علاقے تک علم کی روشنی ہی روشنی ہے اور اب تو ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بھی مخدوم اشرف مشن کے فیض کا چشمۂ سیالی لہرے لینے لگا ہے۔ ''اللّٰھم زد فزد'' اس مردحق پرست کے اخلاص بے پایاں کا نتیجہ ہے کہ مخدوم اشرف مشن آج علوم اسلامی کا ایک شہر بن چکا ہے۔ لیکن حیف صد حیف ہے اس بطل عظیم اور مجسمہ اخلاص نے ابھی اس گلشن کی پہلی فصل بہار بھی نہ دیکھی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے انھیں اپنے جوار رحمت میں بلالیا مگر الولد سر لابیہ کی سراپا تصویر حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی نے ان کے گلشن کی شادابی وشگفتگی میں کچھ بھی کمی نہ آنے دی۔

اسی قانون فطرت کے مطابق آخر کار علم وفن کا آفتاب ، رشد وہدایت کا ماہتاب ، اپنی پوری زندگی خدمت دین اعلائے کلمۃ الحق اور روحانی فرائض کی بجاآوری میں بسر کرتے ہوئے ہندوستان کے مشہور ومعروف شہر کلکتہ میں ۲۱/ ذوالقعدہ مطابق ۲۰/ مارچ ۱۹۹۸ء کو شب گیارہ بجکر ۳ منٹ پر ہمیشہ ہمیش کے لئے غروب ہوگیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

''للہ ما اخذ ولہ ما اعطی ، وکل شیء عندہ بما جل مسمّی'' خدا جو لے وہ اس کا جو عطا فرمائے وہ اس کا اور اس کے نزدیک ہر چیز کے لئے ایک مدت متعین ہے۔

جب یہ اندھوناک خبر ۲۱/ مارچ ۱۹۹۸ء کو گھوسی اور اس کے مضافات میں پھیلی تو پاؤں سے زمین سرک گئی ، دل ودماغ میں ایک ہیجانی کیفیت طاری ہوگئی ، ہائے ! یہ کیا ہوگیا ؟ ابھی ضرورت تھی زمانہ کو ایسے مرشد کامل کی اب ہماری درد کا درماں کون بنے گا۔ قوم وملت کی دکھتی ہوئی روگ پر مرہم کون رکھے گا۔ بالآخر صبر کیا اور اپنے مشفق اساتذہ کرام بالخصوص حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ اعظمی ، حضرت علامہ قمرالدین صاحب اشرفی حضرت علامہ ممتاز عالم مصباحی کی معیت میں ناچیز بھی اشک بار آنکھوں کچھوچھہ مقدسہ حاضر ہوا۔ جب تابوت کھلا زیارت ہوئی۔ وہی تابانی ودرخشانی وہی انوار کی شعاؤں کا نکل نکل کر دیدار کرنے والوں کو روشنی بخشنا ، زندہ جسم کی طرح سختی ونرمی ساتھ ساتھ ہے۔

سچ ہے ''ان اولیاء اللہ لا یموتون ولکن ینتقلون من داز الی دار''

نماز جنازہ دو دفعہ ادا کی گئی پہلی دفعہ حضور شیخ اعظم الحاج سید شاہ اظہار اشرف اشرفی جیلانی نے پڑھائی اور دوسری دفعہ شہزادۂ حضور اشرف الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید جلال الدین اشرف اشرفی جیلانی نے پڑھائی۔

عقیدت مندوں اور جانثاروں کی ایک کافی تعداد نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ نمناک آنکھوں سے اپنے محسن کو سپرد خاک کیا۔ رب قدیر ان کی مرقد انوار پر رحمت ونور کی برکھا برسائے اور ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ومستنیز فرمائے۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

ع

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

☆☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء کا اسلام پور میں روحانی دورہ

مولانا محمد امین الدین اشرفی دار العلوم غوثیہ رضوانیہ، مسلم پاڑہ نکسل باڑی، دارجلنگ بنگال

حضور اشرف الاولیاء کریمانہ اخلاق و پاکیزہ صفات بزرگ تھے، پوری زندگی رشد و ارشاد اور ہدایت و تبلیغ میں گزاری، آپ غریب پرور و غریب نواز بزرگ تھے، غرباء کا مجمع ساتھ رہتا تھا، آپ نے رشد وہدایت کے لئے صوبہ بنگال کا انتخاب فرمایا، مذہبی تعلیمات اقتصادی حالات اسلامی تہذیب وتمدن کے اعتبار سے یہ صوبہ نہایت پسماندہ ہے آپ نے صوبہ کے مختلف اطراف و اکناف میں تاحیات تبلیغی دورے کئے۔ فروری ۱۹۹۷ء کی بات ہے کہ حضور اشرف الاولیاء کی طبیعت کافی ناساز تھی اس کے باوجود اس راقم الحروف کی دعوت پر سہ روزہ سرکار غریب نواز کانفرنس میں وطن عزیز سے چل کر ضلع اتر دیناجپور شہر اسلام پور کے ایک مشہور و معروف گاؤں بنام مخدومی جھاڑ باڑی تشریف لائے آپ کے ہمراہ آپ کے نور نظر حضور تاج الالیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ جلال الدین اشرف اشرفی الجیلانی (قادری میاں) مدظلہ العالی بھی تھے۔ راقم کانفرنس کا داعی تھا سلام وقدم بوسی کے بعد شہزادۂ حضور اشرف الاولیاء مجھ سے فرمانے لگے، حافظ صاحب میں تو حیران ہوں کہ والد صاحب جو بستر علالت سے خود بغیر سہارے کے اٹھ کر کھڑے نہیں ہو پاتے انہوں نے آپ کے یہاں کی دعوت کیسے قبول کرلیا۔

حضور اشرف الاولیاء، جو سرپرست کانفرنس بھی تھے اور عالمی شہرت یافتہ خطباء کے سرفہرست تھی۔ آپ کی تقریر روح پرور اور نہایت ہی پرمغز و پرتاثیر ہوئی اس پر طرہ یہ کہ ختم تقریر سے قبل اپنے مخصوص وشیریں لب ولہجہ میں سامعین وحاضرین سے ارشاد فرمایا: اے لوگوں! قیامت قریب ہے توبو قبل الموت توبہ کرو مرنے سے پہلے۔ فضائل توبہ مختصر مگر جامع بیان فرمائے کہ توبہ کرنے والا اس انسان کی طرح ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو، توبوا الی الله توبة النصوح. توبہ نصوح یہ ہے کہ انسان ظاہر و باطن سے توبہ کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم صمیم کرے۔ جملہ حاضرین وسامعین سے توبہ کروائے، نیز کلمہ طیبہ کا بھی ورد کروائے۔ بعد ارشاد فرمائے کہ جس نے بھی صدق دل سے کلمہ پڑھ لیا قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنة وہ داخل جنت ہوگیا۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہم خواہش پر دم نکلے۔

میری تین خواہشیں تھیں دو پوری ہوگئی۔ صرف ایک باقی رہ گئی۔ امید ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے اس کو بھی پوری فرمائے گا اور یہ کہ جب میری روح نکلے تو ذکر مصطفیٰ کرتے کرتے نکلے۔ آپ نے بے شمار مدارس ومساجد کی تاسیس فرمائی اور عمر کے آخر میں پنڈوہ شریف (ضلع مالدہ بنگال) میں مخدوم اشرف مشن قائم فرمایا۔

آپ کی دعوت وتبلیغ کا مرکزی نقطہ نظر یہی مشن ہے جہاں علوم نبویہ کے ساتھ دنیاوی علوم اور جدید تکنیکی علوم کمپیوٹر وغیرہ سے قوم کے نونہالوں کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ آپ نے ۱۷ر ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ر مارچ ۱۹۹۸ء بروز جمعہ مبارکہ بوقت رات گیارہ بج کر تین منٹ پر کلکتہ میں وصال فرمایا مزار انور کچھوچھہ مقدسہ میں زیارت گاہ خاص وعام ہے حضور تاج الاولیاء حضرت علامہ الحاج سید شاہ

جلال الدین اشرف ایم اے پی ایچ ڈی (المعروف قادری میاں) آپ کے خلف ارشد جانشین اور آپ کے نقش قدم پر عمل پیرا ہیں۔

حضور اشرف الاولیاء کی ذات گرامی ماضی قریب کی ان عظیم ہستیوں میں سے ایک ہے جنہوں نے لاتعداد کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جسے دنیا کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔ آپ نے نغمہ حیات کا ہر ساز چھیڑا، اخلاق فاضلہ وسیرت صالحہ کا ہر سبق پڑھایا، ازلی و ابدی حقیقتوں کا ہر راز بتایا، علم و فضل کے دریا بہائے، خالق کی وحدت اور خلقت کی دعوت و تبلیغ فرمائی۔ اخوت و مساوات کا درس دیا، تہذیب وتمدن کے چراغ روشن فرمایا۔ علم و فضل کے ان گنت چشمے جاری کیے۔ عشق خدا اور رسول کا پیغام ہر خاص و عام تک پہونچایا۔ کشف و کمال کے جوہر ہر جگہ بکھیرا ہے۔ تصوف وتزکیہ نفس کے اعلیٰ مقامات پر فائز تھے۔ جہاں صدق و صفا، صبر و استقلال، زہد وتقویٰ، ذکر وفکر، راز و نیاز کے ذریعہ علم وعرفان ہاتھ آتا ہے آپ نہایت شیریں سخن، صاحب کمال، دانائے راز گوہر علم و حکمت جو ہر شناس انسان تھے۔ آپ نے مقصد حیات کا سراغ لگایا اور بتایا کہ کس طرح روح انسانی کو عرش بریں کی سیر حاصل ہوتی ہے۔ ان کی یاد ہمارے لئے ازبس ضروری ہے جو قوم یا ملت اپنے محسنوں کو بھلا دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس قوم یا ملت پر حسنات اتارنا ترک فرما دیتا ہے۔ اب بیداری کی ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح عشق وعقیدت کا جذبہ پھر سے ابھرے۔ ندرت فکر وعمل کا مادہ پھر سے ابلے، مشتاق شوق کا جذبہ پھر سے چمکے بارگاہ حق تعالیٰ میں دعا ہے کہ ملت اسلامیہ کو ایمان کی پختگی کے ساتھ ساتھ قومی وملی یکجہتی بھی عطا ہو۔

☆☆☆☆☆

ایک نظر ادھر بھی

☆ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

کا ترجمان

☆ جامع اشرف کی دینی وروحانی اور علمی وادبی تحریک

☆ مخدوم کی نگری سے ملک وبیرون ملک تک پہونچنے والی ایک آواز

☆ مخدومی مشن کو گھر گھر تک پہونچانے کا بہترین ذریعہ

☆ راہ الٰہی پر گامزن کرنے والا ایک بہترین داعی

☆ بزرگان دین کی تعلیمات کا خزانہ

☆ ہر تعلیم یافتہ کا ایک مخلص ورہنما ساتھی

ماہنامہ غوث العالم

خود اس کے ممبر بنیں، اپنے دوست واحباب اور عزیز و اقارب کو اردو/ ہندی کا بھی ممبر بنائیں۔ سالانہ ممبری فیس صرف-/140 روپۓ بشمول ڈاک خرچ

﴿رابطہ کا پتہ﴾

آفس ماہنامہ غوث العالم
خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں درگاہ کچھوچھہ شریف
امبیڈکر نگر ۲۲۴۱۵۵ (یوپی)
فون نمبر 9838908994

ایک درویش کامل کی بارگاہ میں

حضرت مولانا محمد داؤد حسین اشرفی مصباحی، شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی (بہار)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

امابعد!

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تاغلام شمس تبریزی نہ شد

(مولانا روم علیہ الرحمہ)

غواص بحر معرفت گل گلزار اشرفیت، مرشد برحق شیخ المشائخ حضرت مولانا الحاج ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی معروف بہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ خانوادہ اشرفیہ کی وہ شخصیت ہے جو دنیائے سنیت کے لئے ایک نمونہ عمل ہے۔ خاص طور سے اہل جونپور جو حضرت مخدوم سلطان احدالدین سمنانی قدس سرہ اوران کی روحانی اولاد سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ بلکہ شرف بیعت اسی بارگاہ سے حاصل کرتے ہیں۔ حدتو یہ ہے کہ سمری بختیار پور سہرسہ اور بھاگل پور کے اہل جونپور حضرات مرد عورت بوڑھے بچے شہزادہ مخدوم پاک اورخانوادہ اشرفیہ سے سلسلہ طریقت میں وابستہ رہے ہیں اور جو حضرات وابستہ نہیں ہیں یافرقہ باطلہ سے جاملے ہیں۔ پھر بھی محبت کا پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں اوراحترام کے ساتھ نام لیتے ہیں ایک مرتبہ سمری بختیار پورسہرسہ بہار کے علاقے میں خانوادہ اشرفیہ کے چند حضرات تبلیغ کے دورہ پرتشریف لائے اورفرقہ باطل کا قلعہ قمع کرنے کے لئے زیر صدارت شبیہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ مناظرہ کروایا گیا، جس میں حضرت مولانا سید فاخر الہ آبادی ومحدث اعظم ہند علیہم الرحمۃ والرضوان اہل سنت والجماعت کی جانب سے مناظر تھے اوراس مناظرہ میں دیوبند کوشکست فاش ہوئی اوراہل سنت والجماعت کوفتح وکامیابی ملی، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ اورتاج الاصفیاء حضرت مولانا سید شاہ پیر مصطفیٰ علیہ الرحمہ کے بعد علاقہ سمری بختیار پور سہرسہ میں دعوت وتبلیغ رشدوہدایت کے لئے لگاتار مسلسل حضور اشرف الاولیاء تشریف لاتے رہے اورلوگ شرف زیارت سے فیضیاب ہوتے رہے اورمیری نگاہ تلاش کررہی تھی کہ ایک درویش کامل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کرنجات اخروی کاذریعہ بنالوں اوروہ خانوادہ اشرفیہ اوراولاد مخدوم میں سے ہو۔ میں اس جستجو میں لگارہا اس درمیان کئی مشائخ سے ملاقات ہوئی مگرمیرادل اس کی طرف بالکل مائل نہیں ہوا۔ حدتو یہ کہ مصباح العلوم اشرفیہ مبارکپور ۱۹۷۱ء میں تعلیم حاصل کررہا تھا۔ اس وقت ایک اہم شخصیت دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں تشریف لائی ہوئی تھی اور ہمارے علاقے کے چند طلباء اس شخصیت کی بارگاہ میں جاکر شرف بیعت حاصل کئے۔ مجھ سے بھی کہا گیا مگرمیں نے صاف انکار کردیا چونکہ اہل جونپور اولاد مخدوم سے شرف بیعت حاصل کرتے آرہے ہیں، لہٰذا اسی عقیدت کی بنا پر میری نگاہیں تلاش کرتی رہی۔ اتفاقا اسی اثناء میں جب میں عزیزی محمد عابد اقبال اشرفی کولیکر کچھوچھہ مقدسہ پہنچا توپورے ہندوستان میں اس وقت بابری مسجد کی شہادت کی وجہ سے آگ لگی ہوئی تھی، اس موقع سے حضور اشرف الاولیاء کچھوچھہ مقدسہ میں تشریف فرماتھے اس تنہائی کے ایام میں خدمت کا موقع ملا تومیں نے آپ کے شب وروز کودیکھا۔ توشیخ سعدی کے وہ شعر یاد آگئے۔

تامرد سخن نہ گفتہ باشد
عیب وہنرش نہفتہ باشد

جس ذات والا صفات کو میں صرف ایک عالم وقت، آل نبی اولاد علی، شاہزادہ غوث الثقلین سمجھ رہا تھا تو میں نے اسے درحقیقت مجمع البحرین یعنی علم شریعت و طریقت، معرفت اور حقیقت کا مخزن پایا اور مخدوم پاک کے فیضان کا سرچشمہ اور پرتو ہم شبیہ غوث اعظم پایا۔ پھر میری کیفیت شاہ نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کے مصداق ہوگئی۔

کبھی جاکے جو مکتب عشق میں سبق مقام فنا لیا
نیاز نے جو کچھ پڑھا لکھا تھا اب تک صاف دل سے بھلا دیا

پھر میں نے اپنی عالمانہ شان اور علمی قد کا تاج تمام آن بان کو حضور اشرف الاولیاء کے قدموں پہ نچھاور کرکے بارگاہ درویش کامل میں دست بستہ ہاتھ جوڑ کر یہ عرض کیا۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تاغلام شمس تبریزی نہ شد

وقت کے شمس تبریزی مرشد کامل نے مجھ ذرہ ناچیز پر نگاہ کریمانہ ڈال کر ذرہ سے ستارہ بنادیا تو میرے ذہن میں سرکار دوجہاں کی وہ حدیث آئی۔ ''اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله'' جس کی تصدیق میرے مرشد نے نگاہ کریمانہ ڈال کر کی کہ جس رموز سے میں ناواقف تھا اس رموز کو مجھ پر آشکارہ کردیا۔ نیز اس غواص بحر معرفت کے درجات و مقامات و مرتبہ کے متعلق وہ شعر کہنا بیجا نہ ہوگا۔

کہ غالب نے اپنے شعر میں مومن کامل کے مراتب ومنازل کے متعلق اشارہ کیا ہے۔ ع

تردامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں

بلاشک وشبہ ہمارے مرشد کامل اسی منصب پر فائز تھے۔ جب شریعت کا معاملہ آتا تھا تو آپ کی ذات سے عالمانہ شان کا پتہ چلتا تھا اور جب رشد وہدایت کا معاملہ ہوتا تو آپ مصلح قوم وملت بن کر ایک ناصح کی حیثیت سے سامنے آتے جن کا ہر قول وہر جملہ تاثیر سے بھرپور ہوا کرتا تھا۔ میرے شیخ اکثر یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ الحمد للہ میرا کوئی بھی مرید عقیدہ بدل کر فرقہ باطلہ میں نہ گیا اور بدعقیدگی کی حالت میں نہ مرا میرے شیخ کے ہر جملے سے اور ہر ادا سے خاندانی وجاہت اور خاندانی شان، نمایاں ہوا کرتی تھی۔ آپ کے اندر جود وسخا بدرجہ اتم موجود تھا کہ کوئی بھی شخص سلسلہ اشرفیہ سے منسلک ہو یا غیر سلاسل والے بھی جب میرے شیخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کرتے تھے تو حضرت کی شفقت ومحبت سے اتنا متاثر ہوتے کہ ہر انسان یہی تاثر لے کر جایا کرتا تھا کہ حضور اشرف الاولیاء سب سے زیادہ مجھ ہی کو چاہتے اور مانتے ہیں۔ یہ میرے شیخ کے اخلاق کریمانہ کا اظہار تھا اور جب آپ کے صبر واستقامت پر نگاہ پڑتی ہے تو کہنا پڑتا ہے کہ حسنی وحسینی خون کا وہی کمال ہے جو مدینہ سے مکہ اور مکہ سے کربلا تک پہنچا تھا۔

صحیح معنی میں آپ نے اپنے عمل وکردار سے اور اپنے صبر واستقامت سے یہ ثابت کردیا کہ آپ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے سچے وارث اور صحیح جانشین ہیں آپ کا راضی برضائے مولیٰ قائم رہنا اور اس دلخراش منظر کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر صبر واستقامت کا پہاڑ بن کر قائم رہنا حضور اشرف الاولیاء کی ذات تھی انہی اداؤں کو دیکھ کر ایک شاعر نے بڑے جذباتی انداز میں خراج عقیدت پیش کیا۔

رہے پابند ساری عمر نانا جان کی سنت پر
عمل کے پیکر صادق بتقویٰ کی ضیاء تم ہو
جواں بیٹے سے گھر مقفل ہوا تم پھر بھی شاکر تھے
حسینی خاندان کے پیکر صبر و وضا تم ہو

☆☆☆☆☆☆

حضور اشرف الاولیاء کا تقویٰ

مولانا عبدالجبار اشرفی استاذ مخدوم اشرف مشن، پنڈوہ شریف

روز محشر کہ جانگداز بود
پرشش اولیں نماز بود

یہ شعر زبان زد عام ہے اور اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ بغیر نماز کے تمام اعمال بے وقعت ہیں، قرآن پاک میں حق تعالیٰ متعدد جگہ نماز قائم کرنے کی تلقین فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ ''بے شک نماز تمام برائیوں اور بے حیائیوں سے روک دیتی ہے'' یہ بھی کہتا ہے کہ: اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد چاہو''۔ حدیث شریف میں کہا گیا ہے کہ ''نماز مومنوں کی معراج ہے'' یہ بھی ہے کہ ''نماز دین کی بنیاد ہے جسنے قائم کی اس نے دین کی تعمیر کی اور جس نے ترک کیا گویا اس نے دین کو ڈھادیا۔ نماز کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد نفل کی کثرت بندے کو خدا سے قریب کر دیتی ہے اور بندۂ مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔

حضرت اشرف الاولیاء مولانا سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی (متوفی ۱۹۹۸ء) قدس سرہ العزیز اپنی تمام تقریروں، مجلسوں میں نماز کی اہمیت کو واضح فرماتے تھے اور اصلاح معاشرہ کی بنیاد نماز کو بتایا کرتے تھے۔ نماز پڑھو تو پاکی اختیار کروگے برائیوں اور بے حیائیوں سے بچوگے اور جب اس طرح خود صاحب کردار بن جاؤگے تو دوسروں کی اصلاح کا کام تمہاری ذات سے خود بخود ہونا شروع ہو جائے گا۔ جب کوئی کسی بیماری میں مبتلا ہوتا اور دعاء کرانے آتا، کوئی طالب عالم اپنی کم ذہنی کا رونا روتا اور دعاء کا طالب ہوتا، کوئی کاروباری کاروبار میں نقصان کی بات کرتا اور فائدے کی تدبیریں دریافت کرتا تو حضرت کے جوابات میں نماز کو اولین حیثیت حاصل ہوتی۔ نماز کی پابندی کرو! ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھو، نماز کی پابندی کرو! اور ہر نماز کے بعد وہ وظیفہ پڑھو، کوئی داخل سلسلہ ہونے آتا تو پہلے کہا جاتا کہ دو رکعت نفل نماز پڑھو اور آئندہ نماز کی پابندی کرو۔ مگر تبلیغی جماعت سے بچنے کی تلقین کرتے رہتے اور ان کے عقائد کی وضاحت بھی کرتے رہتے تھے۔ خود بھی سختی سے پوری زندگی نماز پر عمل پیرا رہے۔ نماز کی پابندی حضرت کی زندگی کا ایک امتیازی وصف تھا۔ تھوڑی سی کیا بیماری ہو جاتی ہے کہ لوگ لوٹا، مصلّیٰ طاق پر رکھ دیتے ہیں لیکن واہ رے اشرف الاولیاء نماز کا وقت ہوتے ہی جسم و جان روحانی کیفیتوں سے سرشار ہو جاتا تھا۔ حالت سفر ہو یا حالت اقامت یا پھر مرض کی حالت سنتوں اور نوافل کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ وہ بھی قیام وقعود کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ مولانا حیات الرحمٰن اشرفی فرماتے ہیں:

''حضرت جب ممبئی میں زیر علاج تھے چلنا پھرنا یہاں تک کہ اٹھ کر بیٹھنا مشکل تھا احقر بھی کچھ دن حضرت کے ساتھ تھا، حضرت نے شمیم کو طلب فرمایا، شمیم کسی کام سے باہر گیا ہوا تھا۔ میں سوچا کہ شمیم کو ڈھونڈھوں یا خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں شاید کہ حضرت کو وضو کی حاجت تھی۔ جب کہ شمیم کو گئے

ہوئے کافی دیر ہو گیا تھا ابھی تک لوٹا نہیں تھا، کافی دیر بعد شمیم آیا میں اس وقت حاضر ہو چکا تھا حضرت کے وضو کے لئے پانی دیا حضرت وضو کر کے بڑے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز کے تمام ارکان کو صحیح صحیح ادا کر کے نماز پڑھی۔ حالانکہ شریعت نے اس حال میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔'' لیکن یہ تو اشرف الاولیاء کا مقام تھا۔

حضور اشرف الاولیاء نے تقویٰ کی انتہائی بلندیوں کو چھو کر اللہ کی جانب سے تکریم کی منزل خاص پائی تھی۔ روزمرہ کے معمولات ہوں یا دنیاوی معاملات، عبادات ہوں یا عام مشغولیات چلنا، پھرنا ہو یا مجلسی گفتگو، خواب ہو، بیدار ہو حضرت ایک ایک بات میں تقویٰ کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ چاہے مصروفیات کا جو عالم ہو نوافل قضاء نہ ہو پاتی جیسی ہنسی کی کوئی بات ہو قہقہہ نہیں لگاتے، کھانے پینے میں یہ احتیاط کہ مکروہ چیز کھا نہ لی جائے۔ کپڑے کے انتخاب میں اس بات کا خیال کہ فضیلت کا اظہار نہ ہو جائے چلنے میں نگاہیں ہمیشہ نیچی تاکہ نامحرمات پر نظر نہ پڑ جائے۔ اس سلسلے میں عورتوں کو شرف بیعت سے نوازتے وقت انہیں پردے کے دوسری جانب رکھ کر عمامہ کا سرا دے دیا کرتے تھے اور حلقہ ارادت میں شامل فرما لیا کرتے تھے انہیں اس بات کی قطعی اجازت نہ تھی کہ وہ کسی بہانے سے سامنے آجائے۔ حتیٰ کہ ضعیف العمر عورتوں اور نابالغ بچیوں کو بھی سامنے آنے کی اجازت نہیں تھی الغرض آپ کی پوری زندگی میں کوئی عمل ایسا دیکھنے کو نہیں ملتا جسے سنت کی اتباع سے خالی پا جاتا ہو حضرت اشرف اولالیاء اہل عشق کے زمرہ مقدسہ میں شامل ہیں آپ کی زندگی کا اصل مقصد عشق رسول اور فروغ عشق محمدی ہے، دل میں محبت رسول کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر موجزن تھا، دل جلوہ گاہ مصطفیٰ ہو تو اسی سے انسانی ابرو متعلق ہے اسی عشق مصطفیٰ کا کرشمہ تھا کہ حضرت اکثر وعظ سے پہلے یہ اشعار پڑھتے تھے۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کے کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضور اشرف الاولیاء کے فیضان سے تمام اشرفیوں کو فیضیاب فرمائے اور یہ نمبر حضرت کی شایان شان شائع ہو۔ بجاہ سید المرسلین ﷺ

☆☆☆☆☆

بیادگار غوث العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ
زیر اہتمام:
غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف
360 گز اراضی پر مشتمل
☆ غوث العالم مسجد ☆ خانقاہ اشرفیہ ☆ اشرفی لائبریری

اپیل

کا تعمیری کام جاری ہے، جس کی سرپرستی شہزادۂ شیخ اعظم حضرت علامہ سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی (بانی و چیئرمین غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ۔ جدید) فرما رہے ہیں۔ لہذا خصوصاً وابستگان سلسلہ اشرفیہ عموماً اہل خیر حضرات سے تعاون کی اپیل ہے۔

﴿رابطہ کا پتہ﴾
برانچ آفس
غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)
سیف خان سرائے سنبھل ضلع مراد آباد (یوپی)۔ **244302**
فون : **9837715880, 9927074670**

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

حضرت مولانا محمد احمد رضا قادری حنفی دیناجپوری معلم الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

برصغیر ہند و پاک کی مشہور ترین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کسی تعارف کا محتاج نہیں، اس کی تاریخ جس قدر قدیم ہے اسی قدر سنہرا اور تابناک بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخدوم پاک کی اولاد میں ایسے ایسے جوہر قابل افراد کو منصۂ شہود پر جلوہ گر فرمایا جن کی دینی، ملی، علمی، فکری، سیاسی، قومی، سماجی اور معاشی واقتصادی خدمات سے ایک جہاں منور ہے۔

اسی کوچے کی نسبت معطر ہے اپنا گلشن بھی
کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے

آقائے نعمت اشرف الاولیاء سید الاصفیاء عامل شریعت واقف اسرار طریقت مرشد برحق اولاد رسول گلشن اشرفیت کا مہکتا ہوا پھول حضور الحاج ابوالفتح الشاہ سید محمد مجتبےٰ اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی خانقاہ بافیض کے ایک فرد فرید ہیں جن کا شمار بیسویں صدی عیسوی نصف آخر کے ان اکابر علماء ومشائخ میں ہوتا ہے جن کی زندگی کا ہر ہر لمحہ شریعت وطریقت اور عشق ومحبت کا ایک ایسا شفاف آئینہ ہے جس میں ہر میعار کا انسان اپنی کامیابی وظفر مندی کی جھلک دیکھ سکتا ہے۔

گلشن فاطمہ زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگ علی ہے کسی میں بوئے رسول

ان جیسی عظیم المرتبت شخصیتوں کے اوصاف وکمالات صرف تحریر وقلم کی زبان تک محدود نہیں جو یہ کہکر نظر انداز کردیئے جائیں کہ کسی عقیدت مندی کی عقیدت کا نتیجہ ہے بلکہ سچائی یہ ہے کہ عوام وخواص اور اپنوں وبیگانوں کے قلوب واذہان پر انھوں نے فکر وعمل اور علم واخلاص کے جوانمٹ نقوش آبدار چھوڑے ہیں وہ بذات خود روشن اور تابندہ ہیں۔

فطرت کا سرود ازلی اس کے شب وروز
آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمٰن

سرور کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس سرزمین پر مبعوث فرمایا وہ انتہائی سنگلاخ اور مشکل ترین زمین تھی جہاں ہر طرف پتھروں کا راج تھا ایک ایسی زمین جہاں کے بسنے والے بھی پتھریلی طبیعت کے حامل تھے اور ان کا دل بھی پتھر جیسا ہی سخت تھا حتی کہ پتھروں کے آگے ان کی گردنیں بھی جھکی ہوئی تھیں ایسے ماحول میں آپ کو حکم ہوا کہ ان پتھروں کا مقدر بدلنا ہے۔ ذرا غور کیجئے یہ کتنا مشکل کام ہے مگر دنیا نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ نے اپنی زندگی کی ایک قلیل مدت میں ان پتھروں کو گلوں کی نزاکت پھولوں کی لطافت اور درد دل وسوز دروں سے اس قدر نوازا کہ ان میں زندگی کی حرکت بھی پیدا ہوئی اور بندگی کی حرارت بھی۔ بلکہ ان کے دل ایسے نرم ہوگئے کہ انہیں شبنم کی ایک ٹھوکر سے بکھرنے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ ہاں ان کی سختی وشدت قائم رہی مگر باطل کے لئے جس کی منظر کشی قرآن عظیم نے اس خوبصورت انداز سے فرمائی **محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم** (الفتح)

اس منظر نامہ کو میں نے اس لئے پیش کیا کہ آپ اسے سامنے رکھیں اور اس کی روشنی میں حضور اشرف الاولیاء کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ پر عیاں ہو جائیگا کہ حضرت کی زندگی سیرت

رسول کا عکس جمیل، حیات رسول کا آئینہ دار اور حب رسول کا پرتو کامل ہے خصوصاً سرزمین بنگال میں آپ نے جن روح سوز مشقتوں اور قیامت خیز حالات کا سامنا کر کے علم وحکمت اور رشد وہدایت کے جو گوہر لٹائے ہیں وہ دلہن تاریخ کے ماتھے پر بندیا کی طرح ہمیشہ چمکتے رہیں گے۔

خطۂ بنگال کا شمالی علاقہ اور سکم، آسام، بھوٹان اور اس کی نواحیات میں حضور اشرف الاولیاء کی جو دینی وملی خدمات ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں، آپ کی آمد سے قبل ان علاقوں میں اگر چہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد آباد تھی مگر ان کی مذہبی حالات ناگفتہ بہ تھی۔ مخلوط رسم ورواج کے اندھیروں میں اُن کی شناخت غالباً کھو چکی تھی بعض جگہوں کا یہ عالم تھا کہ مسلمان ہندوؤں کی پوجا پاٹ اور دیگر مذہبی رسومات میں حصہ لینا کوئی عیب نہیں سمجھتے تھے۔ کہیں کہیں اکادکا مسجدیں قائم تھیں مگر مدارس کا برائے نام بھی کوئی وجود نہیں تھا۔ نیز غربت ومصیبت تنگدستی وبدحالی اور اس پر مذاہب باطلہ کی یلغار مستزاد تھی۔ ان حالات اور ایسے ماحول میں دعوت وتبلیغ کا کام کرنا کس قدر دشوار ترین ہے یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ مگر حضور اشرف الاولیاء اس میدان کارزار میں بلا خوف لومۃ لائم صرف اللہ کے بھروسے اور رسول کے سہارے اصلاح امت کے لئے اتر پڑے۔

ان سنگلاخ خطوں میں دعوت وارشاد کے خاطر آپ جس ولولہ شوق اور عزم وحوصلے کے ساتھ اترتے تھے اس کی ترجمانی یوں کی جاسکتی ہے۔

ہویدا آج اپنا زخم پنہاں کر کے چھوڑونگا
لہو رورو کے محفل کو گلستان کر کے چھوڑونگا
جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تیری تاریک راتوں کو چراغاں کر کے چھوڑونگا

یہاں پر آپ کے صبر واستقلال اور عزم وحوصلے کے ان واقعات کو ذکر کرنا معلومات میں اضافے کا باعث ہوگا جن کے چشم دید راوی آپ کے ایک چہیتے مرید بارگاہ اشرفیت کا خوشہ چیں یعنی میرے والد گرامی (بلبل بنگال حضرت مولانا الیاس اشرفی علیہ الرحمہ) تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی فروغ اشرفیت میں وقف کر رکھی تھی، آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دوایسی مزید نعمتوں سے نوازا جن پر مجھ کو دنیا میں بھی ناز ہے اور آخرت میں بھی انشاء اللہ فخر ہوگا (۱) استاذ العلماء نصیر ملت حضرت مفتی نصیرالدین صاحب اشرفی پناسوی خلیفہ قطب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ (۲) پیرومرشد غوث زماں اشرف الاولیاء حضور سید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ استاذ نے مجھے پیر کی گلی دکھائی اور پیر نے رضائے الٰہی کا راستہ دکھایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ علاقہ اتر دیناجپور کے ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہیں حضور اشرف الاولیاء سے شرف ارادت کی اولیت حاصل تھی آپ ہمیشہ اپنے پیر کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے تھے، خاص طور سے میں نے آپ کی زبان سے آپ کے مرشد کے تعلق سے جو فضائل وکمالات سنے ہیں وہ ڈاکٹر اقبال کی زبانی یوں بیان ہوسکتے ہیں:

خاکی ونوری نہاد بندۂ مولیٰ صفات
ہر دوجہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز
اس کی امید یں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دلنواز

آپ کا بیان ہے کہ ایک بار حضور اشرف الاولیاء کے ساتھ ایک یہی علاقہ میں جانے کی سعادت نصیب ہوئی برسات کا موسم تھا ہلکی ہلکی بارش ہورہی تھی، گاؤں تک پہنچنے کے لئے ہمارے لئے بیل گاڑی بھیجی گئی تھی۔ حضور اشرف الاولیاء کے ہمراہ ہم لوگ بیل گاڑی پر سوار ہوگئے اور مسلسل ڈھائی تین گھنٹے تک چلتے رہے

راستہ انتہائی خراب اور کیچڑ آلود تھا کبھی ایسا محسوس ہوتا کہ گاڑی اب پلٹ جائیگی مگر حضرت کی پیشانی پر بل نہیں پڑے تھے بلکہ آپ علمی لطیفے اور پر مذاق باتوں سے ہم سب کو محظوظ فرما رہے تھے۔

گاؤں کے قریب ایک جگہ بانس کا ٹوٹا ہوا پل تھا گاڑی بان نے عرض کیا حضور گاڑیاں یہیں تک آتی ہیں اس سے آگے جانا مشکل ہے۔ حضور اشرف الاولیاء نے فرمایا ”بھئی تمہارے لئے مشکل ہوگا ہمارے لئے نہیں۔“ پھر آپ وہاں سے بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ پیدل چل کر گاؤں تک تشریف لائے اور لوگوں تک دین وسنیت کا پیغام پہنچایا۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش وفرش کی آواز سے
مجھے اونچا جانا ہے بہت حد پرواز سے

والد صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک بار ایک مولوی صاحب نے میرے سامنے حضور اشرف الاولیاء کی شان میں بدزبانی کی کہ آپ کے پیر صاحب تو اپنے بالوں میں خضاب لگاتے ہیں ازار لٹکاتے ہیں وغیرہ۔ اس پر اس مولوی صاحب سے میری کافی نوک جھوک ہوئی، مگر چونکہ میں ان سب چیزوں پر کبھی دھیان نہ دیتا تھا اس لئے اس کو شافی جواب نہ دے سکا لیکن اس مولوی صاحب کی یہ حرکت مجھے بار بار پریشان کرتی رہی۔ پھر جب ایک موقع پر حضور اشرف الاولیاء علاقے میں تشریف لائے اور مجھے کئی دن ساتھ رہنے کا موقع میسر ہوا تو میں دل ہی دل میں اس مولوی کی گستاخیوں کا جواب ڈھونڈھنے لگا۔ حضرت کے شب وروز اور نشست وبرخواست پر خاص نظر رکھنے لگا مگر مجھے حضرت کے افعال وکردار میں کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جو خلاف شرع ہو پھر جب میں حضور اشرف الاولیاء سے جدا ہونے لگا تو آپ نے فرمایا بیٹا الیاس! لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دو ورنہ پریشان ہو جاؤ گے اور جواب بھی کس کس کو دو گے، سنو! میرے جد کریم جس کو جو دعا دی وہ قبول ہوئی، والد گرامی فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اشارہ آپ کے بال مبارک کی طرف تھا۔

آنکھ والے تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

حضور اشرف الاولیاء ایک کثیر الکرامت بزرگ تھے آپ کی کرامت کے چرچے ان خوش نصیب لوگوں کی زبانی سنے جا سکتے ہیں جنہیں آپ کی صحبت میں رہنے کا موقع ملا اگرچہ چند دن کا ہی کیوں نہ ہو۔

والد صاحب کی زبانی میں نے آپ کیبہت سی کرامات سنیں مگر خوف طوالت سے یہاں صرف دو کا تذکرہ کرتا ہوں۔

آپ کا بیان ہے کہ میرے والد تند مزاج آدمی تھے ایک بار مجھ پر سخت ناراض ہو گئے اور لاولد ہونے کی بددعا دے ڈالی حالانکہ بعد میں میں نے ان کو راضی کر لیا لیکن اس واقعہ سے میرا دل ودماغ بہت پریشان رہنے لگا آخر میں مجھ کو یہی صورت نظر آئی کی پیر ومرشد کی بارگاہ سے اس کا مداوا طلب کیا جائے چنانچہ عرس مخدوم العالم کے موقع پر پنڈوہ شریف حاضر ہوا۔ عشاء کے بعد حضور اشرف الاولیاء کی قیام گاہ پہنچا میں جب بھی حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوتا آپ دیر تک میری خیر وخیرت پوچھتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ اس دن جب آپ نے میری خیریت دریافت فرمائی تو میرا صبر کا بندھ ٹوٹ گیا اور آپ کے قدموں میں سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اور ابھی میں حقیقت حال آپ کے سامنے بیان بھی نہیں کیا کہتا آپ بول پڑے مایوس نہ ہو اللہ پر بھروسہ رکھو، پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے میری پشت پر چھ یا سات ہلکی سی ضربیں لگائیں اور فرمایا جاؤ انشاء اللہ خوب پھلو گے۔ والد گرامی فرماتے تھے کہ یہ میرے پیر ومرشد حضور اشرف الاولیاء کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ اللہ نے مجھے چھ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

والد گرامی نے حضور اشرف الاولیاء کی ایک کرامت یہ بیان کی کہ بھوٹان کے ایک علاقے میں تشریف لے گئے آپ کے

ساتھ میں بھی تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی اور ابھی ایک گھنٹہ بھی نہیں گذرا تھا کہ تیز آندھیاں چلنے لگیں اراکین جلسہ صورت حال سے گھبرا کر آپ کی بارگاہ میں التجاء پیش کی کہ حضور سارا کیا دھرا خاک میں مل گیا، آپ نے برجستہ فرمایا گھبراؤ نہیں جلسہ انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ پھر آپ نے لباس اشرفی زیب تن کیا اور عصا ہاتھ میں لیکر اراکین جلسہ کی جھرمٹ میں نعرہائے تکبیر ورسالت کی چھاؤں میں جلسہ گاہ کی طرف چل پڑے، لوگوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے اس منظر کا دیدار کیا کہ جوں جوں آپ جلسہ گاہ کی طرف بڑھ رہے تھے آندھیوں کا زور ٹوٹتا جارہا تھا حتی کہ آپ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور آندھیاں بالکل ختم ہوگئیں۔ آپ کی آمد کے ساتھ وہ لوگ بھی واپس آگئے جو بھاگ کھڑے ہوئے تھے اور مجمع آہستہ آہستہ آدمیوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ علمائے کرام نے تقریریں کیں بعدہٗ آپ نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا اور تقریباً رات ایک بجے آپ کی پرسوز دعاؤں پر نہایت ہی کامیابی کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ ختم ہونے کے بعد جب آپ اپنی قیام گاہ تشریف لائے تو پھر سے آندھیاں چلنے لگیں۔ آپ نے فرمایا کہ ”فقیر نے اپنا کام کردیا اب تم اپنا کام کرو۔“ والد گرامی فرماتے ہیں کہ آپ کی اس کرامت سے متاثر ہو کر بے شمار غیر مسلم دامن اسلام سے وابستہ ہوئے اور بہت سے بدمذہب اپنے عقائد فاسدہ سے توبہ کی۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے ان کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

مذکورہ چند باتیں حضور اشرف الاولیاء کے ایک مرید خاص کا بیان کردہ ہیں جنہیں کبھی کبھی چند دنوں کے لئے آپ کی صحبت میسر ہوئی تھی لیکن جو خوش نصیب آپ کی صحبت سے زیادہ فیض اٹھایا اس نے کیا کیا عجائبات دیکھے ہونگے؟ تاہم آپ کے شب وروز کا جن لوگوں نے مطالعہ کیا ہے ان کے بیان کے مطابق آپ کی پوری زندگی بذات خود ایک کرامت تھی۔ کم گفتن، کم خوردن، کم خفتن آپ کا وصف خاص تھا۔ شریعت سیذرہ برابر انحراف آپ کے لئے ناقابل برداشت تھا والد گرامی کا بیان ہے کہ ایک بار آپ نے کسی مولوی صاحب کو قبلہ کی طرف تھوکتے دیکھ لیا تو سخت برہم ہوئے، اپنی تقریر میں لطیف قرآنی نکات اور بزرگوں کی مستند حکایات کو بیان فرماتے، خوف خدا سے لرزیدہ اور عشق رسول سے سرشار تھے۔ حضور اشرفی میاں اور فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام خصوصیت کے ساتھ سنتے بھی تھے اور گنگناتے بھی تھے۔ رد بدمذہبیت پر آپ کی تقریر بہت جامع ہوتی تھی۔

خانوادہ رضویہ سے آپ کو والہانہ عقیدت تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند سے گہرے روابط تھے۔ حضور مفتی اعظم ہند جب تک بقید حیات رہے آپ غالباً ہر سال ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے اور جب بھی جاتے حضور مفتی اعظم ہند کو استقبال کے لئے دروازے پر حاضر پاتے۔

مذکورہ بالا سطور میں اپنی معلومات کا ایک مختصر حصہ جو میں نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی ہیں پیش کیا۔ ورنہ حضور اشرف الاولیاء کی زندگی کا مکمل جائزہ لینے کے لئے ایک دفتر چاہئے جس کا یہ مختصر مضمون متحمل نہیں مختصر میں یوں کہہ لیجئے:

فطرت کا سرور ازلی اس کے شب روز
آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمٰن
انجمن میں بھی میسر رہی خلوت ان کو
شمع محفل کی طرح سب سے جدا سب کا رفیق
مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں
بات میں سادہ وآزادہ معانی میں دقیق
اس کا انداز نظر اپنے زمانے سے جدا
اس کے احوال سے محروم نہیں یاراں طریق

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء اور مدینۃ العلوم ویشالی بہار کا سنگ بنیاد

حضرت صوفی محمد سعید مظہر اشرفی، ویشالی بہار

۱۹۸۵ء میں ایک تاریخ ساز کانفرنس بنام دیار حبیب کانفرنس مہوا ویشالی بہار کی سرزمین پہ حضور اشرف الاولیاء حضرت سید شاہ مجتبیٰ اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی صدارت میں ہوئی۔ اس وقت تک مہوا میں کوئی دینی ادارہ نہ تھا۔ مذہبی فضا اور ماحول کا شیرازہ بکھرا تھا۔

حضور اشرف الاولیاء جلسہ کی دعوت میں سب سے پہلے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور بعد نماز مغرب مہوا جلسہ کے لئے روانہ ہوئے۔ حضور قبلہ کا قیام گاہ ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب مرحوم مغفور کے دولت کدہ پہ ہوا۔ حضور قبلہ کی بارگاہ میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ ناشتہ سے فارغ ہونے کے فوراً بعد ہی ڈاکٹر مستقیم صاحب نے اپنے بھانجے کو لاکر حضور قبلہ کے سامنے کھڑا کردیا اور ڈاکٹر صاحب کہنے لگے حضور یہ میرا بھانجہ ہے جو بہت ہی کم سنتا ہے دعا فرمادیں یا کوئی ترکیب عنایت فرمادیں عین نوازش ہوگی۔ حضور قبلہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوکر سر کو جھکائے رہے، پھر سر کو اٹھا کر فرمانے لگے اس بچے کو نہ دعا لگ سکتی ہے نہ دوا کام کرسکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب پھر عرض مدعا ہوئے آخر بچے کے ساتھ کیا ماجرا ہے کہ نہ دعا لگ سکتی ہے نہ دوا کام کرسکتی ہے۔ حضور مجھے تو بھی کچھ اس کا علم ہو۔ ڈاکٹر صاحب وجہ یہ ہے کہ جب یہ بچہ اپنی ماں شکم میں تھا اس وقت اس کی ماں ایک کامل پیر صاحب سے مرید ہوئی تھی وہ پیر صاحب مرید کرتے وقت اس بچہ پر اپنی باطنی نگاہ ڈالی۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ بچہ کم سنتا ہے، چونکہ پیر صاحب بھی بہت کم سنتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب فوراً اپنے گھر کے اندر داخل ہوگئے اور اپنی ہمشیرہ کو مخاطب کرکے پوچھنے لگے۔ باجی آپ یہ بتائیے کہ آپ بھی مرید ہیں۔ ہمشیرہ نے کہا میں بہت پہلے ہی مرید ہوگئی ہوں۔ آپ کس پیر صاحب سے مرید ہوئی ہیں اور وہ پیر صاحب کیا کم سنتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی ہمشیرہ نے کہا میں اپنے پیر صاحب کا نام تو نہیں بتاسکتی ہوں مگر وہ لوگوں میں بہرو پیر صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ اور یہ میرا لاڈلا بیٹا جب میرے شکم میں تھا تو میں اس وقت پیر صاحب سے مرید ہوئی تھی۔ ڈاکٹر محمد مستقیم صاحب فوراً اپنے گھر سے باہر آگئے اور راقم الحروف کے ہاتھ کو پکڑ کر کمرے سے باہر لے گئے اور بیساختہ فرمانے لگے حضور کی کرامت ظاہر ہوگئی۔ ہم نے پوچھا کیسی کرامت تو پوری تفصیل کے ساتھ تذکرہ فرمایا۔ پوری شب حضور قبلہ کی صدارت میں جلسہ کا پروگرام عالم شباب سے گزرتا ہوا حضور قبلہ کی دعائیہ کلمات کے ساتھ جلسہ کا اختتام پذیر ہوا۔ یہ دو روزہ دیار حبیب کانفرنس کی مقبولیت عوام میں ایسی ہوگئی کہ آج تک مہوا کی سرزمین پہ ایسی تاریخ ساز نور و نکہت میں ڈوبی ہوئی کانفرنس ابھی تک نہ ہوسکی۔ یہ سب حضور قبلہ کی آمد کی برکتیں تھیں۔ جمعہ کی نماز شاہی مسجد میں حضور قبلہ نے پڑھائی۔ اسکے بعد مدینۃ العلوم مہوا کی سنگ بنیاد فاتحہ خوانی اور نعرہ تکبیر کے ساتھ رکھی گئی۔

راقم الحروف کے غریب خانہ سمھو پٹی ضلع ویشالی بہار میں سیدی ومرشدی حضور اشرف الاولیاء سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تشریف آوری ہر سال ہوا کرتی تھی۔ اس

تقریب سعید کے موقعہ سے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا تھا۔ مقامی وبیرونی علماء مشائخ وشعرا کو دعوت دی جاتی تھی اور ایک نورانی محفل کا آغاز تلاوت کلام پاک سے شروع ہوتا تھا۔ جلسہ کی صدارت ہر سال حضور قبلہ ہی فرماتے تھے۔ اذان فجر سے پہلے ہی محفل مقدسہ کا اختتام پذیر ہوتا۔

ایک بار حضور قبلہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد ناشتہ سے فارغ ہوکر آرام فرمانے لگے، تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد ہی بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئے اور سعید مظہر کی صدا ہوا میں پرواز کی میں دوڑا ہوا حاضر خدمت ہوا۔ کیا ہے حضور؟ دیکھ کہیں گلاب کا پھول ملجائے تو لاؤ، سعید مسکین دوڑتا ہوا گلاب کا پھول تلاش کرنے میں سرگرداں ہوا، دیہاتی علاقہ ہونے کی وجہ سے بڑی پریشانی کے بعد گلاب کا پھول دستیاب ہوالیکر حاضر خدمت ہوا یہ ہے حضور قبلہ گلاب کا پھول۔ اس کو حفاظت سے کاغذ میں باندھ لو۔ حضور قبلہ میں نے سوچا تھا کہ آپ خوشبو کے لئے گلاب کا پھول منگوایا تھا، نہیں نہیں آخر یہ گلاب کا پھول کیا ہوگا۔

سعید مظہر یہ بتاؤ کہ یہاں سے مولانا رفاقت حسین رحمتہ اللہ علیہ کا مکان کتنا دور ہوگا۔ حضور قبلہ تقریباً ۳۰ رکلومیٹر ہوگا۔ وہاں چلنا ہے، حضور قبلہ کیا وہاں کا پروگرام پہلے سے تھا یا ابھی ابھی اچانک پروگرام ہوا ہے چونکہ آپکو تو یہاں سے دربھنگا ضلع جانا ہے اور وہاں سے گاڑی بھی لیکر کئی آدمی آئے ہیں۔ بات تو سہی ہے مگر ابھی ابھی میری آنکھ لگی تھی کہ میں نے مولانا رفاقت حسین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں کہ سید مجتبیٰ اشرف میں اپنی حیات ظاہری میں بہت دفعہ آپ کو اپنے غریب خانہ پر تشریف لانے کو کہا اور آپ ہمیشہ یہی کہتے کہ انشاء اللہ ضرور چلونگا مگر آج آپ بہت قریب اپنے مرید کے یہاں تشریف لائے ہیں میرے یہاں بھی ضرور تشریف لائیں۔ یہ مولانا صاحب ابھی ابھی مجھے خواب میں کہہ رہے تھے۔ اسلئے گلاب کا پھول منگوایا ہے چلو اور جلدی ڈرائیور کو تیار کرو۔ وہاں فاتحہ پڑھنے چلنا ہے۔ حضور قبلہ کے ہمراہ مسکین سعید مظہر بھی حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین اشرفی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں زیارت کا شرف حاصل کیا۔ حضور قبلہ تازہ وضو فرمائے اور مزار مقدسہ پر گلاب کا پھول پیش کیا اور فاتحہ پڑھی، تھوڑی دیر کے لئے قیام حجرہ مفتی محمود رفاقتی میں تشریف فرما ہوئے۔ مفتی صاحب اپنے والد گرامی حضرت مفتی محمد رفاقت حسین اشرفی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کا تذکرہ فرمایا۔ وقت دامن گیر تھی حضور قبلہ کو دربھنگہ کے جلسہ میں جانا تھا وہاں سے تھوڑی دیر کے بعد حضور قبلہ کی روانگی ہوئی۔

☆☆☆☆☆☆

دارالعلوم اشرفیہ رضویہ غریب نواز
زیر سرپرستی: اشرف ملت حضرت علامہ مولانا سید محمد اشرف اشرفی الجیلانی
(چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم)

اپیل

دارالعلوم اشرفیہ رضویہ غریب نواز درگاہ چوک شکری مظفر پور کا ایک تعلیمی، انتظامی، رہائشی شعبہ جات تنگ دامانی کا شکوہ کر رہا ہے باوجود اس کے اس تربیتی ادارہ کے حسن انتظام عمدہ کارکردگی کی مثال آپ ہے، اپنے متنوع تعلیمی وتربیتی پروگرام کا میعار بلند کرنے اور اپنے تعلیمی اھداف ومقاصد میں آگے بڑھنے کے اس سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے آپ جملہ اصحاب خیر کے گراں قدر تعاون کا محتاج ہے۔ لہذا اہل خیر حضرات آگے بڑھیں اور اپنی اپنی حیثیت کے مطابق تعاون فرما کر اس دینی، علمی قلعے کی تعمیر میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

ترسیل و زر کا پتہ:
مولانا حیات الرحمٰن اشرفی
بانی ومہتمم: مدرسہ اشرفیہ رضویہ غریب نواز، درگاہ چوک شکری،
پوسٹ سونپور، کٹرا مظفر پور۔۸۴۳۳۲۱
فون: 0621-2821323, 09934085063

حضرت اشرف الاولیاء

اختلاف شکن، اتحاد آفریں شخصیت

مفتی محمد محبوب عالم مصباحی، جامعہ فاطمہ شاہ جہاں پور (یوپی)

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ ولی کون ہے تو آپ نے فرمایا: الولی هو الصابر تحت الامر و النهی ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر و نہی کے تحت صبر کرے۔ یہ بھی حضرت بایزید بسطامی سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ کو بتایا کہ فلاں شہر میں ایک ولی رہتا ہے میں اٹھا اور اس کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا شروع کیا جب میں اس کی مسجد کے پاس پہونچا تو وہ مسجد سے نکل رہا تھا میں نے دیکھا کہ منہ کا تھوک فرش پر گر رہا ہے میں وہیں سے واپس لوٹ پڑا اسے سلام تک نہ کیا میں نے کہا کہ ولی کے لئے شریعت کی پاسداری ضروری ہے اگر یہ شخص ولی ہوتا تو اپنے منہ کے تھوک سے مسجد کی زمین کو آلودہ نہ کرتا اس کا احترام کرتا۔ سرکار بایزید بسطامی نے ایک ولی کی پہچان یہ بتائی کہ وہ شریعت کا پابند ہوگا مسائل اسلام اور احکام قرآن و حدیث کا پاس و لحاظ رکھے گا۔ حضور اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ رحمۃ الباری کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ منور مجلیٰ مصفیٰ اور مزکیٰ تھا آپ کی رفاقت و معیت میں روز و شب گذارنے والوں کا بیان ہے کہ آپ کردار و عمل میں بزرگان دین اور اولیاء امت کے مظہر و نمونہ تھے آپ انظر ماقال ولا تنظر الیٰ من قال (یعنی قول کو دیکھو اور قائل کے عمل و کرداد کو نظر انداز کردو) کو اپنے لئے کبھی ڈھال نہیں بنایا بلکہ رب قدیر کا ارشاد لم تقولون ما لا تفعلون یعنی کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے ہو کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ایک سچا مسلمان اور سچا مبلغ و مصلح و پیشوا ایسے ہی کردار و عمل کا حامل ہوتا ہے آپ نہ صرف صاحب زہد و ورع شیخ طریقت اور صاحب عمل عالم دین متین تھے بلکہ مذہبی و ملی حمیت و غیرت اور اسلامی جذبہ و ہمدردی آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپ کی مبارک زندگی ہی اس کا شاہد ہے اور قوم و ملت کے جائز اتحاد و اتفاق کے لئے آپ کی سعی حسن اس کا بین ثبوت ہے۔

آپ نے ایمان و عقیدہ کا کبھی سودا نہیں کیا اور نہ مصلح نما دین فروش سے کوئی سمجھوتہ کیا غرض کہ ملی اتحاد و اتفاق کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے اگر کسی نے کسی رخ سے بھی ایسا قول و عمل پیش کیا جو انتشار ملت اور افتراق قوم کا سبب ہو تو اس کی حوصلہ افزائی کبھی نہیں کی تائید بیجا کرنے سے ہمیشہ گریز کیا اور اس پر خاموش بھی نہیں رہے بلکہ کردار غوث و خواجہ کا مظاہرہ فرمایا ایسوں کی حوصلہ شکنی کی اور مناسب سرزنش اور ڈانٹ پلائی آپ کی بارگاہ میں ایک آدمی حاضر ہوا اور سلام و قدمبوسی کے بعد ایک دینی ادارے کا شکوہ و شکایت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ حضور جس کو آپ کے آباء و اجداد نے پروان چڑھایا اپنے پیر پر اسے کھڑا ہونے کا حوصلہ بخشا اور شہرت و ناموری سے ہمکنار کیا اس میں پرورش پانے اور شکم سیر ہونے والوں نے

بقیہ ۱۴۶ صفحہ پر

حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ کی چند کرامتیں

شیخ محمد منا بانکرا خبر پاڑہ نئی بستی ہوڑہ

☆ ہمدرد قوم وملت جناب عبدالرشید ساکن بانکڑہ نے سر زمین بانکڑہ پر ایک مسجد ومدرسہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اور خواہش تھی کہ کسی عظیم ہستی کے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی جائے اس دوران حضور اشرف الاولیاء تکیہ پاڑہ تشریف لائے ہوئے تھے، عبدالرشید صاحب نے حضرت سے بانکڑہ نئی بستی تشریف لانے کی خواہش کی حضرت نے قبول فرمالیا اور تاریخ مقرر فرمادی۔ ادھر آمد اشرف الاولیاء پر تیاریاں شروع ہوگئی اور خورد نوش کا انتظام غلام مرتضیٰ اشرفی کے ذمہ تھا۔ انہوں نے ایک اندازے کے مطابق ۱۵ مہمانوں کا کھانا تیار کرلیا اور ادھر حضرت جب اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ غلام مرتضیٰ اشرفی کے دولت خانہ پر تشریف لائے تو تقریباً ڈیڑھ سو مہمانوں کا اژدہام تھا اب تو غلام مرتضیٰ اشرفی اپنے آپ میں پریشان ہونے لگے اور دروازہ پر کھڑے سوچ وفکر میں مبتلا تھے کہ اچانک حضرت نے انہیں متوجہ کرکے فرمایا بابو کھانا تیار ہوگیا ہے؟ غلام مرتضیٰ اشرفی نے کہا حضور کھانا تیار ہے تو حضرت نے فرمایا کھانا لائیے غلام مرتضیٰ اشرفی نے کھانا پیش کیا اور حضرت نے اس پر فاتحہ پڑھی بعدہٗ فرمایا اسے اونچی جگہ پر رکھ دینا اور اب سب کو کھانا کھلاؤ۔ میں نے کھانا کھلانا شروع کردیا یہاں تک کہ جس قدر مہمان آئے ہوئے تھے تقریباً بھی نے کھانا کھایا میں نے اندازہ لگایا کہ تقریباً دو سو مہمان کھانا کھائے ہوں گے یہ سوچ کر میں حیران رہ گیا کہ ۱۵ مہمانوں کا کھانا دو سو لوگوں کے لئے کافی ہوگیا پھر اس کے بعد حضرت نے حکم دیا بابو جو فاتحہ کا کھانا ہے اسے آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھالینا اس واقعہ کے راوی جناب غلام مرتضیٰ اشرفی ابھی بقید حیات ہیں۔

☆ حاجی عبدالعزیز اشرفی کی بہن مومنہ خاتون جو بہت زیادہ بیمار تھیں علاج جاری تھا بڑے بڑے طبیبوں نے ان کا علاج کیا مگر کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا تھا آخر انہیں دہلی کے ایک بڑے ہاسپٹل میں بھرتی کیا گیا پھر بھی کوئی فرق نہیں آیا بلکہ ان کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا یہ خبر مریضہ کے بھائی حاجی عبدالعزیز کو جو کہ بانکرہ میں رہتے ہیں پہونچی تو اسی وقت حاجی عبدالعزیز غلام مرتضیٰ اشرفی اور جان محمد تینوں حضرات معلوم کرکے سلی گوڑی سرکار اشرف الاولیاء کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت سے حاجی صاحب نے مریضہ کے متعلق کہا تو حضرت دو منٹ کے لئے اپنے بستر مبارک پر لیٹے رہے اور پھر اس کے بعد آپ نے فرمایا آپ کی بہن کو کچھ بھی نہیں ہے وہ بالکل صحیح ہیں آپ جاکر انہیں فون کرکے معلوم کریں حاجی عبدالعزیز نے اپنے والدین کو دہلی فون کیا تو معلوم ہوا کی بہن کی طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے پریشانی کی کوئی بات نہیں پھر اس کے بعد حاجی صاحب حضرت کی بارگاہ میں آکر خوش خبری سنائے تو حضرت نے فرمایا جب آپ لوگ سلی گوڑی تک آگئے ہیں تو دار جلنگ کی سیر بھی کرلیجئے اور قدرت الٰہی کا نظارہ کیجئے اور دار جلنگ میں قیام کے لئے ایک تحریر بھی عطا فرمایا ہم لوگوں نے جناب نظام اشرفی کے دولت خانہ پر قیام کیا اور دار جلنگ کی سیر بھی کی یہ سفر بہت ہی مبارک رہا بعدہٗ پھر ہم لوگ واپس بانکڑہ

ہوڑہ چلے آئے حاجی صاحب کی بہن مومنہ خاتون ابھی بھی بقید حیات ہیں اس واقعہ کے راوی حاجی عبدالعزیز اور غلام مرتضیٰ اشرفی ابھی حیات سے ہیں۔

☆ غلام مرتضیٰ اشرفی کے بھائی محمد اسلم جو کافی دنوں سے بیمار تھے کئی ڈاکٹروں، حکیموں سے علاج کرایا گیا مگر کوئی فائدہ نظر نہیں آیا آخر تھک ہار کر انہیں نرسنگ ہوم میں بھرتی کرادیا جب نرسنگ ہوم کے ڈاکٹرون نے چیک اپ کیا تو اس نتیجے پر پہونچے کہ ان کا گردہ خراب ہے آخر مریض کے بھائی کو بلا کر کہا کہ ان کا صحت یاب ہونا ممکن نہیں ہے اب ان کے علاج پر روپیہ وغیرہ کا خرچ کرنا بیکار ہوگا کیونکہ یہ بہت زیادہ ۱۵ دنوں کے مہمان ہیں لہٰذا آپ ان کو گھر لے جایئے اور ان کی جو خواہش ہو کھانے کی انہیں کھلایئے میں مایوس ہوکر اپنے بھائی کو لے کر گھر آ گیا جب گھر آیا تو کسی نے بتایا کہ حضور اشرف الاولیاء تکیہ پاڑہ تشریف لائے ہوئے ہیں میں اور حاجی عبدالعزیز صاحب اسی وقت تکیہ پاڑہ چلے آئے جب حضرت کی بارگاہ میں حاضری ہوئی تو میں اپنے بھائی کے متعلق عرض کیا ساری باتیں سماعت فرمانے کے بعد حضرت نے فرمایا بابو اس کا وقت پورا ہو چکا ہے یہ سنتے ہی میں غمزدہ ہوگیا لیکن کچھ ہی وقفہ کے بعد حضرت نے فرمایا بابو اپنے بھائی سے دریافت کرو کہ میں جیسا کہوں گا ویسا وہ کریں گے میں نے حکم پاتے ہی اپنے بھائی کے پاس آیا اور جیسا سرکار نے فرمایا تھا میں نے اپنے بھائی سے کہا تو میرے بھائی نے منظور کرلیا یہ سنتے ہی میں اور حاجی عبدالعزیز گئے اور حضرت سے کہہ دیا تو حضرت نے کچھ سامان طلب فرمایا حکم کے مطابق وہ سامان لایا گیا تو حضرت نے فرمایا اسے یہیں رہنے دو کل آ کر لیجانا دوسرے دن ہم لوگ بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے تو حضرت نے وہ سامان عطا فرمایا اور استعمال کا طریقہ بتانے کے بعد کچھ چیزوں کے استعمال کرنے سے منع فرمایا میں حضرت کے حکم سے اپنے بھائی کو استعمال کرایا ابھی تین ہی دن گزرے ہوں گے کہ میرا بھائی محمد اسلم بالکل صحت مند نظر آنے لگا اور معلوم ہوتا تھا کہ اسے کوئی بیماری ہی نہیں ہے آج بھی محمد اسلم حیات ہیں اس واقعہ کے راوی غلام مرتضیٰ اشرفی اور حاجی عبدالعزیز بقید حیات ہیں۔

☆☆☆☆☆

بقیہ ۱۴۴ کا ....

احسان فراموشی کرنا شروع کردیا ہے اور اپنے اصلی محسنوں کو بھلا کر اداروں کو ایسے حضرات کا کارنامہ بتایا جا رہا ہے جنہوں نے اس کے لئے اپنی انگلی تک کو نہ کٹوایا ہو اس شخص کی ان باتوں پر حضور اشرف الاولیاء کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے آپ اظہار ناراضگی فرما رہے رہے ہیں دریں چہ شک کہہ کر تائید نہیں کی جارہی ہے اس کو یہ امید تھی کہ میں آج اس بارگاہ میں سرخ رو ہو جاؤں گا تحسین و آفریں جیسے کلمات سے مجھے سرفراز کیا جائے گا مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا بلکہ اس کو حضرت سے خلاف توقع اختلاف شکن اتحاد آفریں کلمات سننے کو مل رہے رہے ہیں کہ ”ہم لوگوں کا مقصد اداروں سے کام لینا ہے اسلام وسنیت کی ترویج واشاعت ہم لوگوں کا نصب العین ہے ہمارے اسلاف کرام نے جن مقاصد کے پیش نظر اسے منصۂ شہود پر لایا ہے وہ کام ہو رہا ہے۔“ اگر مفاد پرست خود غرض پیر ہوتا تو مزید اور برائیاں بیان کرتا اور سیکڑوں خامیاں شمار کرانے کی کوشش کرتا آپ نے وہی کیا جو آپ کے اسلاف کرام کا طرۂ امتیاز رہا ہے رب قدیر مسلمانان عالم کو سادات ذوی الاحترام کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

☆☆☆☆

MD. NASRUL HASAN

SCW

Sundar Chemical Works

Manufacturers of Quality Washing Powder

NISHA PLUS & NEHA

Office : Baker Ali Lane Asansol-1
Factory : Nai Basti Azad Nagar
Near Kabita Bakery
Burnpur- 713325

Residence : Hutton Road,
Behind Danishgah School,
Asansol-713301

Ph. 0341-2234441(F) 2205488 (R) 2202940 (O) 9333121857 (M),

SC

Pro. Md. Parvez Ansari

Ph . 0341-3203429 (S)
Mob . 9933437727

SAGAR
Collection

Whole Seller of :

JEANS PANT, SHIRT, T-SHIRTS, BABA SUIT
RAIN COAT & WOOLEN GOODS ETC.

Qadir Complex, Backside of Chhoti Masjid
Bastin Bazar, Asansol - 713301

حضور اشرف الاولیا کی تعویذ نویسی اور دعاؤں کا اثر

حضرت مولانا نظام الدین اشرفی بانی مدرسہ فیضان مدینہ کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو (یوپی)

آپ تعویذ بہت زود اثر لکھا کرتے تھے اور اس کے لئے بہت مشہور و معروف تھے راقم الحروف کے والد محترم الحاج صوفی محمد افضل گھوسی (علیہ الرحمہ) کو بھی بہت سے نقوش کی اجازت بھی فرمائی ایک بار والد محترم علیہ الرحمہ نے عرض کیا حضور اگر کسی کو کھلایا ہو تو کیسے گرایا جائے۔ فرمایا گرانے کی ضرورت ہے۔ (جیسا کہ بعض عامل حضرات الٹی کے ذریعہ گراتے ہیں) اگر اللہ عزوجل شفا دے دے تو بہتر ہے چنانچہ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا کہ جس کسی کو کھلایا پلایا گیا ہو اسے اکیس نقوش لکھ کر دیا جائے اور روزانہ صبح ایک نقش گڑ میں رکھ کر نگل لیا کرے وہ دعاء ناظرین کے فائدے کے تحت رقم کر رہا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یااھل یثرب لامقام لکم فارجعوا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اس دعائے کی برکت سے انشاء اللہ جو بھی کھلایا پلایا ہوگا اکیس دن کے اندر اندر دست کے ذریعہ نکل جائے گا اور احساس بھی نہ ہوگا کہ کب ختم ہوا یہ چیز الٹی کرانے سے بہتر ہے اور آسان بھی ہے۔ اس کی اجازت حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے راقم الحروف کے والد محترم کو دی اور والد محترم نے مجھ ناچیز کو دی۔ الحمد للہ آج بھی اس دعاء کی برکت سے نہ جانے کتنے مریضان سحر صحت یاب ہوئے اور ہوتے رہیں گے یہ ہے فیض حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ جو زبان سے فرما دیا ہو گیا اور ہو رہا ہے ہوتا رہے گا۔

آپ لوگوں کو تعویذ لکھ کر دیا بھی کرتے تھے لیکن اس میں بھی شریعت مطہرہ کا لحاظ کرتے اگر کوئی شخص تعویذ لینے کے لئے بایاں ہاتھ بڑھاتا تو اسے اس اسلامی آداب سے آگاہ فرماتے اور اگر کوئی عورت چہرہ کھولے آپ کے پاس بغرض ضرورت آتی تو بہت خفا ہوتے یا کوئی عورت آپ کی دست بوسی کرنا چاہتی یا پائے مبارک پکڑنا چاہتی ہرگز گوارہ نہ فرماتے اور چہرے کا رنگ آپ کا فوراً متغیر ہو جاتا اور فرماتے خبردار! ایسا کرنا درست نہیں آپ پردے کے احکام اور ازواج مطہرات کے واقعات نیز صحابیات کے واقعات سے روشناس کراتے اور مستقبل میں پردے کے ساتھ زندگی گزارنے اور مسلمان خواتین کو کیسے زندگی گزارنا چاہئے آپ بہت اچھے انداز سے نصیحت فرماتے۔

اسی طرح کسی کا نام اگر غیر اسلامی طرز پر یا بے معنی ہو تو اسے اچھا نام تجویز فرماتے یہی نہیں بلکہ اگر کوئی کسی کا نام بگاڑ کر لیتا تو بہت ناراض ہوتے اور چہرے رنگ سرخ ہو جاتا فرماتے نام صحیح لیا کرو، بگاڑ کر نام لینے سے گھر کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کسی کا نام عبدالرحمٰن یا عبدالرحیم ہے کوئی شخص رحمٰن یا رحی کہتا تو اس کی اصلاح فرماتے۔

آپ کی زندگی اسلام و سنیت پر گزری ہے یہی وجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں آپ اشرف الاولیاء جیسے عظیم لقب سے یاد کئے جاتے ہیں اور آپ یقیناً ولی کامل تھے آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے جملے یقیناً بارگاہ ایزدی میں مقبول تھے جسے آپ نے دعا دی، وہ آباد ہو گیا اور جس سے ناراض ہوئے وہ برباد ہو گیا۔

ایک بار حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان گھوسی تشریف لائے ناچیز کے گھر دوپہر میں دعوتِ طعام میں تشریف لائے جب آپ کھانے سے فارغ ہوئے میں قریب جا کر آپ

کا ہاتھ دھلانے لگا موقع غنیمت سمجھ کر میں نے سوچا کہ اب حضرت سے اپنے دوست کے لئے کچھ عرض کروں چونکہ معاملہ یہ تھا کہ میرے ایک دوست کو اکثر احتلام ہو جاتا تھا جس سے وہ کافی پریشان تھا بہت علاج کیا مگر فائدہ کچھ نہ ہوا مجھ سے کہا کہ آپ کے یہاں حضرت سید صاحب آئے ہوئے ہیں ان سے میرے بارے میں کہیئے چنانچہ میں نے تفصیل سے اس کے بارے میں بیان کیا حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان نے فرمایا اچھا! اور میری طرف دیکھنے لگے میں سہم گیا کہ یا اللہ کیا معاملہ ہے بہر کیف حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمہ نے فرمایا اس سے کہہ دینا جب بستر سونے کے لئے جائے تو داہنے ہاتھ سے شہادت کی انگلی سے سینے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ لیا کرے کیونکہ یہ شیطانی وسوسہ سے ہوتا ہے میں نے کہا کہ حضرت وہ تو عالم ہیں اور اس وقت وہ فضیلت کے درجہ میں ہیں عنقریب دستار بندی ہونے والی ہے فرمایا شیطانی وسوسے سے ہوتا ہے اکثر طالبعلموں کو یہ شکایت ہو جاتی ہے مگر اللہ تبارک وتعالٰی نے مجھ کو اس سے محفوظ رکھا مجھے کبھی بھی احتلام نہیں ہوا میں نے کہا کبھی نہیں آپ نے فرمایا کبھی نہیں کبھی نہیں پڑھائی کے دور سے آج تک (یہ غالباً ۱۹۹۶ء کی بات ہے)

میں نے حضرت سے عرض کیا حضور میرے لئے بھی دعا فرمائیں کیونکہ پڑھنے کے بعد پڑھانے کا معاملہ ہے اور اگر احتلام ہوگا تو فجر کی نماز میں تاخیر ممکن ہے فرمایا اللہ پر بھروسہ رکھو حضرت اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعا کی برکت کا یہ اثر ہوا کہ تادم تحریر آج تک مجھے احتلام نہیں ہوا تقریباً دس سال سے زائد ہو گئے۔ یقیناً اللہ والوں کی زبان مبارک سے جو نکلتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اللہ تبارک وتعالٰی اپنے محبوبوں کے فیوض روحانیہ سے ہم تمام لوگوں کو مالا مال فرمائے۔ آمین۔

کون جانے کب پڑی دل پر تیرے نظر کرم
دل میں بس ہے تو بسا سیدی یا مجتبٰی

☆☆☆☆☆

دار العلوم اہلسنت اشرف العلوم
ایک دینی ادارہ

بصد خلوص
سلام مسنون.....

ادارہ کی دل کی صدا یہ ہے:

"اشرف العلوم رانچی شہر سے ۸۵ کلومیٹر دور لوہردگا ضلع میں واقع اشرف نگر بالاٹولی روڈ کسکو۔ اس کی بنیاد اشرف الاولیاء حضور سید شاہ مجتبٰی اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے دست اقدس سے رکھی۔ یہ ادارہ ۱۹۹۱ء سے اب تک بحسن خوبی چل رہا ہے۔ الحمدللہ فی الوقت ۱۱ رکمرے پر مشتمل یہ ادارہ قابل دید ہے۔

بیرونی طلبہ کے لئے چار مدرسین ہیں۔ ۷۰ ربیرونی طلبہ کے خورد ونوش کا بھی انتظام اس کمزور ادارہ کے کاندھے پر ہے۔ ساتھ ساتھ ہر سال Eye Operation Camp بھی لگایا جاتا ہے لہذا قوم ملت سے اپیل ہے کہ اس ادارہ کا دامے، درمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے اس کی توسیعی پروگرام میں حصہ لیکر دینی فرض ادا فرمائیں۔

المعلن: حافظ محمد سید الوریٰ اشرفی

بالاٹولی روڈ، اشرف نگر، پوسٹ کسکو، ضلع لوہردگا۔835305 (جھارکھنڈ) فون نمبر: 06426-276255

تأثرات

اشرف الاولیاء
فکر ونظر میں قابل اعتماد شخصیت تھے

حضرت علامہ عبدالشکور صاحب شیخ الحدیث الجامعۃ الاشرفیہ

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

اشرف الاولیاء حضرت علامہ ومولانا الحاج سید شاہ مجتبیٰ میاں صاحب اشرفی جیلانی مسند نشیں جادۂ اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان ہندوستان کی مشہور و معروف خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے عظیم بزرگ اور فیوض وبرکات کے چشمہ تھے۔ وہ مصباحی فاضل جلیل، بلند پایہ خطیب تھے۔ علم وعمل، زہد وتقوی اور اخلاص میں بلند رتبہ تھے۔ وہ فکر نظر میں قابل اعتماد شخصیت کے مالک تھے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کی مجلس شوری کے اخروقت تک معزز ممبر رہے۔ زندگی بھر مسلمانوں کے ایمان وعقائد کی حفاظت، فکر ونظر میں جلا اور قلب وجگر میں نکہت ونور عطا کرتے رہے۔ خیر الغافرین آپکے مرقد انور پر انوار وغفران کی بارش برساتی رہے۔

آپ کے بعد آپ کے عکس جمیل، وارث جلیل اور جانشیں، صاحبزادہ عالی المرتبت، علامہ سید جلال الدین المعروف قادری میاں صاحب مدظلہ العالی جانشینی کا حق ادا کر رہے ہیں ارشاد وارادت کے ساتھ ساتھ نونہالان قوم کی فلاح وبہبود کے لیے اپنی نگرانی سربراہی میں ایک دار العلوم پنڈوہ شریف بنگال میں چلا رہے ہیں جو اس وقت معیاری اداروں میں ہے اس کو مزید ترقی دینے کے لیے آپ اعلی منصوبات رکھتے ہیں جو انشاء اللہ المولیٰ تعالی جلد پورے ہوں گے۔

مولی تعالی اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل ان کی خدمات مقبول عام اور مفید تام بنائے۔ آمین، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

(بشکریہ: مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی)

☆☆☆☆☆☆

دین کا درد

قاری محمد مطیع الرحمن اشرفی المصباحی بانی وناظم اعلیٰ
جامعہ مخدومیہ تیغیہ معین العلوم، مخدوم نگر پوسٹ ساری
ضلع سمتی پور (بہار)

عرس مخدومی میں جب سن ۱۹۸۴ء میں کچھوچھہ مقدسہ پہلی بار حاضر ہوا اور درگاہ کچھوچھہ مقدسہ خانقاہ سرکار کلاں میں حضور شیخ المشائخ سیدنا شاہ سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوا پھر حضرت کے دولت کدہ پہ حاضر ہوا وہاں سے ہوتا ہوا واپس آرہا تھا، بھوک شدت کی لگی ہوئی تھی بائیں موڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لنگر چل رہا ہے جی میں آیا کہ چلوں میں بھی شامل ہو جاؤں پیٹ کی لگی آگ بجھا لوں لیکن جی میں آیا ہو نہ ہو یہ خاص لوگوں کی دعوت چل رہی ہو۔

اتنے میں صحن میں بیٹھے ایک بزرگ پر نظر پڑی فوراً وہ بزرگ میری طرف اپنے مبارک ہتھیلی کا اشارہ کرتے ہوئے بلا لیا اور فرمایا بیٹھو کھانا کھاؤ، بھوکا تھا خوب سیر ہوکر کھایا جب کھا چکا تو وہ بزرگ مجھے قریب بلائے اور شفقت سے فرمایا بابو! کہاں سے آئے ہو کیا نام ہے اور کہاں پڑھتے ہو۔ میں نے نام بتایا اور بتایا کہ میں اشرفیہ مبارکپور میں پڑھتا ہوں۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں بابو خوب محنت سے پڑھو اور دل میں دین کی خدمت کا ارادہ رکھ کر پڑھو ثواب ہوگا اور بعد تعلیم دین کی خدمت نگاہ میں رکھکر تعلیم دینا تمہارے مقدر میں جتنا جو بھی ہوگا ملے گا۔ بعدہٗ معلوم ہوا وہ بزرگ کوئی اور نہیں وہ حضور مجتبیٰ میاں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت علامہ شاہ سید مجتبیٰ اشرف اشرفی علیہ الرحمہ میری نظر میں

مفتی ایوب نعیمی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد (یوپی)

ان نفوس قدسیہ سے تھے جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد آئے جو ایک ولی کی پہچان ہے۔ علم وعمل سے مزین زہد وتقوئی سے آراستہ نور سیادت اور ضیاء ولایت انکے حسین چہرے سے نمایاں ہوتی۔ چند ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور خطاب سننے کا موقع ملا تفہیم اتنی شاندار تھی کی قرآن وسنت کے عظیم نکات کو اس طرح سلیس اور حسین انداز میں بیان کرتے کہ ہر سننے والا صداء آفرین بلند کرتا، جلوت وخلوت میں شریعت کی پابندی جب بھی مرادآباد تشریف لاتے دیکھا جاتا تھا۔ ایسی بارگاہ سے عقیدت ونیازمندی اور فلاح دارین وحصول منزل رضاء مولیٰ کے لئے اس کا توسل مامور ومطلوب ہے ارشاد ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ اچھے ہیں وہ لوگ جو ایسے نفوس مقدسہ کی یادوں کو دلوں میں جگہ دیتے اور بارگاہ مولا عزوجل میں قرب ورضا کی دولت سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اور سارے نیازمندوں کو ہمیشہ صراط مستقیم پر قائم رکھے اور انکے فیضان سے مستفیض فرمائے۔ آمین بجاہ حبیب الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ التسلیم۔

☆☆☆☆☆☆

میری نظر میں

بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مدظلہ العالی شیخ الحدیث دار العلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسی مئو. یو. پی.

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

امابعد: سید محترم حضرت مولانا شاہ مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک عالم باعمل، صوفی باصفا، کامل مرشد ہدایت اور رہنمائے طریقت تھے۔ آپ کی ذات تنہا ایک انجمن تھی۔ اور آپ کا وجود کتنی انجمنوں کے لیے شمع فروزاں، کتنے جسم کے بیماروں نے آپ سے دوائے شفاپائی اور کتنے دل کے مریضوں کو آپ کی توجہ سے ہدایت وجلا نصیب ہوئی۔ کتنے اداروں میں آپکے دم سے زندگی تھی اور کتنی خانقاہوں میں آپ کے وجود سے بہار کا سماں تھا۔

ایسے نادر الوجود نفوس مقدسہ کی زندگی تو سراپا تابندگی ہوتی ہی ہے ان کے آثار اور نقوش پا بھی بعد والوں کے لیے روشن مینار ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اشرف الاولیا کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے اور حضرت اشرف الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلنے کی ہم سب کو توفیق بخشے۔

☆☆☆☆☆☆

اشرف الاولیاء جلیل القدر عالم دین اور بافیض بزرگ تھے

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڈھ (یوپی)

حامدا و مصلیا و مسلّما

خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے بہت سی شخصیتیں پیدا ہوئیں جنہوں نے علم وعمل اور رشد وہدایت کے انوار سے ایک جہان کو روشن ومنور کیا، ان میں ماضی قریب کی سب سے بزرگ ترین شخصیت حضور سیدی محبوب ربانی علامہ الحاج سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور اسی زریں سلسلے کی ایک کڑی حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ ابوالفتح محمد مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان بھی ہیں۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں اور سن بلوغ کو پہنچنے سے قبل ہی حضرت علیہ الرحمہ نے آپ کو بیعت وخلافت سے سرفراز کیا، آپ ۱۹۲۷ء میں کچھوچھہ شریف میں حضرت مولانا سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمۃ کے یہاں پیدا ہوئے اور ۲۰ر مارچ ۱۹۹۸ء کو خلق خدا کی رشد وہدایت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اکہتر سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ نے مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف اور پھر دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور میں تعلیم حاصل کی اور ۱۹۴۷ء میں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے فارغ ہوئے، آپ کے اجلّہ اساتذہ میں حضور حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی اور حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری اور حضرت مولانا عبدالرؤف بلیاوی علیہم الرحمۃ والرضوان ہیں اور رفقاء درس میں بحرالعلوم حضرت مولانا مفتی عبدالمنان اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت بہت نمایاں ہیں جو آج بھی حیات سے ہیں اور آپ کے بحر علم سے ہند وبیرون ہند کے ہزاروں تشنگان علم فیضیاب ہو رہے ہیں یہ دونوں بزرگ زندگی بھر ایک دوسرے کے سچے رفیق رہے۔

حضرت سید شاہ مجتبیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر عالم دین، بہتر خطیب، اچھے مناظر اور بافیض بزرگ تھے۔ بنگال، بہار، بھوٹان، سکم اور آسام جیسے علاقوں میں میں جہاں تبلیغ دین کی ضرورت تھی آپ نے تبلیغ واشاعت دین کا کام بڑی جانفشانی سے کیا۔ جہاں ضرورت محسوس کی وہاں مدارس قائم کئے، مسجدیں بنوائیں۔ ایک سچے مرشد کا ایک اہم کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوتا ہے یہ وصف آپ میں بہت ممتاز تھا جسکے بہت سے شواہد ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ یہ وصف علماء سے اٹھتا جارہا ہے؛ بلکہ مصلحت پسندی کی نذر ہوتا جارہا ہے اور یہ سنت نبوی ختم ہوتی جارہی ہے ایسے کچھ بندگان خدا کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور بلا خوف لومۃ لائم آواز حق بلند کرنا بڑی جوانمردی کا کام ہے۔ ساتھ ہی احیائے سنت بھی ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے۔

(بشکریہ: مفتی کمال الدین اشرفی مصباحی)

☆☆☆☆☆☆☆

غبار راہ سے کہہ دو سنبھالے نشان قدم!

حضرت مولانا محمد قمر الدین اشرفی استاذ مرکزی دار العلوم عمادیہ منگل تالاب پٹنہ سٹی۔

* * *

حضرت اشرف الاولیاء الحاج ابوالفتح سید شاہ مجتبیٰ اشرف علیہ الرحمہ کے نام سے میں اپنی تعلیمی زندگی کے دور سے ہی واقف تھا۔ حضرت کی شخصیت کے عمدہ نقوش میرے دل کے آئینے پر نمایاں تھے جس کی ذات بذات خود ایک انجمن تھی، وہ جہاں جلوہ آرا ہوتے خلق خدا ٹوٹ پڑتی، جس انجمن میں فروکش ہوتے وہاں لاکھوں پروانوں کی بھیڑ لگ جاتی جس کے جمال جہاں آرا کے دیدار کے لئے لاکھوں تشنگان دید آپس میں لڑنے بھڑنے کو تیار ہو جائے جس نے قریہ قریہ بستی بستی گھوم گھوم کر دین مصطفیٰ کا پیغام پہونچایا اور اس راہ میں آنے والے تمام مصائب و آلام کا مردانہ وار مقابلہ کیا جسے اپنوں نے مرد حق شناس، پیر کامل، زہد و رع کا پیکر اشرف اولیاء سے یاد کیا۔ اور غیروں نے بھگوان دیوتا اور اوتار تصور کیا۔

سلطان المحققین سیدنا مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری نے ایک پیر کامل کے لئے جس اوصاف کو ضروری قرار دیا ہے وہ اشرف الاولیاء میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ کا دل نور عرفاں سے اس قدر منور ریاضت و مجاہدہ سے اس طرح مجلی و مصفی ہو چکا تھا کہ پوشیدہ احوال و کوائف آپ پر منکشف ہو جاتے اور اپنی بارگاہ میں آنے والے ہر شخص کے دل پر آپ کی نگاہ ہوتی تھی پروردگار عالم نے آپ کے اندر فروتنی و انکساری کو بڑی فیاضی سے ودیعت فرمایا صاحب مقام اور منصب ولایت پر ہونے کے باوجود خود کو ایک عام انسان کی صورت میں پیش فرماتے تھے۔ نہ اپنے فضل و کمال کی نمود کی خواہش نہ کسی کی مدح سرائی کی تمنا پوری زندگی جس شان نیازی کے ساتھ گزاری جس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی میں نے حضرت اشرف الاولیاء کی زیارت اس زمانے میں کی تھی جب کہ اشرفی رضوی اختلافات اپنے شباب پر تھے لیکن میں نے ذاتی طور پر اس بات کو اچھی طرح محسوس کیا کہ آپ کی شخصیت اس معاملہ میں بالکل شفاف تھی اور آپ نے ہمیشہ ہی اس سے پہلوتہی کی کوشش کی بلکہ آپ ان اختلافات سے نہایت افسردہ رہا کرتے تھے آپ اپنے ہم عصر مشائخ کی نہایت درجہ تعظیم فرمایا کرتے تھے خواہ وہ کسی بھی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہو آپ کی تبلیغ و ارشاد کا اصل مقصد امت مسلمہ کو کلمۂ واحدہ کے پرچم تلے جمع کرنا اور ان میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے

دین کی اتباع اوراس کے حبیب ﷺ کے عشق ومحبت کی روح پھونکنا تھاجوعین اسلام اورروح اسلام ہے آپ کے وعظ وتذکیر کااصل محورملت کی شیرازہ بندی اوراتحاد بین المسلمین ہوتا تھااہل سنت میں پھیلے ہوئے انتشار وافتراق اورگروہی تعصب وعناد پرافسوس کااظہار کرتے اوراکثرفرماتے کہ مسائل میں اختلاف کوئی بری چیز نہیں یہ تو ہوتا رہتا ہے۔ مگراسکی وجہ سے ایک دوسرے پرکیچڑ اچھالنا بہرحال مذموم اور برا ہے۔ بزرگوں کازمانہ میں نے دیکھا اوروہاں کوئی ایسی بات نہیں تھی کاش ہم ایک دوسرے کااحترام کرتے اوردشمنوں کے مقابلے میں امت واحدہ بن کرسینہ سپررہتے آپ سیکڑوں دینی وعلمی اداروں کے بانی ملکی اورغیرملکی بے شمار تنظیموں کے نگراں زبان وبیان کے دنیامیں نکتہ رس اورقومی وملکی مسائل میں مسلمانوں کے لئے سنگ میل تھے۔ آپ کے وصال سے پورے عالم اسلام میں زبردست خلاء کااحساس کیا گیا۔

غبار راہ سے کہدو سنبھالے نشان قدم
زمانہ ڈھونڈے گا انکو رہبری کے لئے
ابر رحمت تیرے مرقد پہ گہرباری کرے
حشرتک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعدبھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

☆☆☆☆☆

میری نظر میں

حضرت مولانا الحاج عبدالودود صاحب بانی وسربراہ اعلیٰ ادارہ شرعیہ اترپردیش، رائے بریلی یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں جب فیض آباد کی تاریخی مسجد ٹاٹ شاہ میں منصب امامت پرفائز تھااس دوران حضرت مولانا سید مجتبیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ سے بارہا میری ملاقاتیں اورگھنٹوں مختلف موضوعات پران سے میری گفتگو ہوئی تھی۔ ان کی گفتگواورافکارونظریات سے مجھے اندازہ ہوا کہ یقیناً وہ قوم مسلم کی فلاح وبہبودی کے لیے ایک دھڑکتا ہوادل رکھتے تھے۔ بنگال وبہار اور بھوٹان وسکم جیسے پس ماندہ اورغربت زدہ علاقوں میں تبلیغی خدمات انجام دیکرانھوں نے فقیری ودرویشی، غریب دوستی وغربت پسندگی کے جونمونے پیش کئے ہیں وہ ہم سب کے لیے نمونہ عمل ہے۔ آپ میں سب سے بڑی خوبی جومجھے دیکھنے کوملی وہ یہ ہے کہ آپ جس بات کی رشدوہدایت فرماتے اس پرآپ کاخود بھی عمل ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ لال باغ فیض آباد سکونت اختیار کرتے ہی وہاں کے لوگ آپ کی طرف مائل ہوتے گئے اورآپ کے فضائل وکمالات کاپورے شہر میں چرچا ہونے لگا۔

☆☆☆☆☆☆

مخدوم ملت اشرف الاولیاء سید شاہ محمد مجتبیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاری احمد جمال القادری شیخ التجوید جامعہ امجدیہ گھوسی، ضلع مئو (یوپی)

کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہے کہ انہیں جس رخ سے دیکھا جائے وہ بے مثل و بے مثال نظر آئیں گی۔ ایسی ہی ہستیاں ایک زمانہ کے بعد پیدا ہوتی ہیں اور انکا وجود مسعود پوری دنیا کے لئے بڑی سعادت وارجمندی کا ضامن ہوتا ہے۔ ایسی ہستیاں جب اپنی ظاہری زندگی سے پردہ فرماتی ہیں تو پوری انسانیت کے دل ودماغ پر اپنے حسن اخلاق وکردار، عادات واطوار اور زرّیں خدمات اور کارناموں کے نقوش ثبت کر جاتی ہیں جن کے باعث رہتی دنیا تک انہیں یاد کیا جاتا ہے اور انکے حضور میں عقیدتوں اور محبتوں کا خراج پیش کیا جاتا ہے۔

بلاشبہ انہیں یکتائے روزگار ہستیوں میں حضور اشرف الاولیاء شاہ ابوالفتح علامہ مولانا سید مجتبیٰ اشرف صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات ستودہ صفات بھی ہے۔ زہد واتقاء اور اخلاص وللّٰہیت وغیرہ جتنی بھی خوبیاں اور اوصاف ایک عالم دین کے اندر ہونے چاہئے وہ سب کے سب آپکے اندر غایت درجہ میں موجود تھے۔ آپ بلند پایہ اور مثالی مدرس تھے اور باطل کو دندان شکن اور مسکت جواب دینے والے مناظر ومبلغ بھی۔ چنانچہ آپنے دارجلنگ غیث باڑی اور کٹیہار وغیرہ مختلف مقامات پر بددینوں کے ساتھ مناظرے بھی کئے اور حق کا سر اونچا کیا ان مناظروں کی بدولت ہزار لوگوں نے آپکے دست اقدس پر توبہ کرکے جماعت اہلسنت میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ذرائع کے مطابق آپ اپنے تبلیغی اسفار کے دوران قیام کے لئے ایسے مقامات کا انتخاب فرماتے تھے جہاں بددینوں کی تعداد زیادہ ہوتا کہ ان سے مناظرہ کے مواقع آسانی کے ساتھ مل سکیں۔

آپ ایک متبحر عالم دین ہی نہ تھے بلکہ نگاہ کیمیاء اثر کے حامل بافیض شیخ طریقت بھی تھے چنانچہ ایک درجن سے زائد آپ کے خلفاء آج ملک وبیرون ملک میں آپ کے مشن کو انتہائی خوش عقیدگی کے ساتھ فروغ دینے میں ہمہ تن سرگرم عمل ہیں اور مریدین ومتوسلین اور معتقدین کی تعداد تو شمار سے باہر ہے۔

ان ساری خوبیوں کے ساتھ بہت ہی خوش اخلاق ونرم گفتار بھی تھے۔ کیا امیر کیا غریب کیا عالم کیا جاہل ہر کسی کے ساتھ انتہائی خندہ پیشانی اور متانت وسنجیدگی کے ساتھ ہم کلام ہوتے۔ مریدین زیارت کے لئے بارگاہ میں باریاب ہوتے تو باری باری ہر ایک سے خیریت دریافت فرماتے اور انہیں دعائیں دیتے صرف انہیں کی نہیں بلکہ انکے تمام گھر والوں کی خیریت بھی معلوم فرماتے۔ آپکے اوصاف حمیدہ اور زریں خدمات وکارناموں کو بیان کرنے کے لئے مکمل ایک بورڈ کی ضرورت ہے مختصراً یہ آپکا وجود مسعود اپنے آپ میں ایک انجمن تھا جس نے آپ کو سمجھا وہ آپکے دامن سے منسلک ہوگیا اور جس نے نہیں سمجھا وہ دریا کے پاس رہکر پیاسا رہنے والے کی طرح غیر آسودہ رہا۔ مولی تبارک وتعالی جل شانہٗ حضور اشرف الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان کے روحانی فیضان کو ہم تمام عقیدت مندوں کے سروں پر جاری وساری فرماکر قائم ودائم فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العلمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆☆☆

عالم ربانی رہبر شریعت حضرت اشرف الاولیاء

حضرت مفتی محمد اختصاص الدین اجملی اشرفی ناظم اعلیٰ مرکزی مدرسہ اہل سنت اجمل العلوم سنبھل ضلع مراد آباد (یوپی)

نحمدهٗ ونصلی علیٰ حبیبه الکریم . اما بعد

حضرت اشرف الاولیاء رہبر شریعت مرشد برحق حضرت مولانا مولوی الحاج الشاہ السید مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ علوم شریعت وطریقت کے سنگم تھے۔ حضرت قبلہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔ آپ برصغیر ہند وپاک کے مسلم بزرگ ہیں اور مشائخ میں سے گذرے ہیں۔ آپ درس وتدریس، خطابت وارشاد میں لاجواب تھے۔ آپ پوری زندگی وعظ وتبلیغ نیز مذہب اہلسنت وجماعت کی نشرواشاعت میں بسر فرمائی ہے۔ آپکی ذات پاک سے سلسلۂ اشرفیہ کو بڑا فروغ حاصل ہوا ہے۔ آپ کو ملک وبیرون ملک میں انتہائی عزت ووقار سے دیکھا جاتا تھا۔ اس خاکسار کو بھی بارہا حضرت اشرف الاولیاء کی زیارت وصحبت کا شرف حاصل رہا ہے۔ میں نے حضرت والا کو متبع شریعت وطریقت پایا۔ ہمارے شہر سنبھل میں حضرت متعدد بار تشریف فرما ہوئے ہیں اور اپنے فیوض وبرکات سے اہل سنبھل کو مستفیض فرمایا ہے۔ میرے والد ماجد حضرت اجمل العلماء مفتی محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لئے بھی ۱۹۶۰ء میں حضرت قبلہ سنبھل تشریف لائے تھے۔ میں آپکے افعال وکردار سے بڑا متاثر ہوا۔ آپکا کردار وعمل ہم اہلسنت وجماعت کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ عالم باعمل اور صاحب تقویٰ بزرگ گذرے ہیں۔ حضرت والا ولی کامل عارف باللہ حضرت مولانا مولوی الحاج الشاہ سید محمد مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کبیر ہیں اور غوث وقت زبدۃ العارفین سراج السالکین حضرت مولانا مولوی الحاج الشاہ سید علی حسین اشرفی میاں سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ کے نبیرہ ہیں۔ نیز حضرت والا اپنے آباء واجداد کے سچے جانشین تھے۔ آپ خانوادہ اشرفیہ میں ممتاز شان کے مالک تھے۔ علماء ومشائخ آپکا بڑا ادب واحترام کرتے تھے۔ آپ کے مریدین ومتوسلین ملک ہند کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی بے شمار ہیں۔ بڑے بڑے علماء نے حضرت قبلہ سے شرف بیعت حاصل کیا ہے۔ حضرت والا نماز باجماعت اور وظائف کے پابند تھے۔ حضرت قبلہ اشرف الاولیاء کی امتیازی شان یہ تھی کہ جو بھی حضرت قبلہ سے قریب ہوجاتا وہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا تھا۔

آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے علمبردار تھے آپکی زندگی پاک ہم اہل سنت کے لئے نمونۂ عمل رہی ہے۔ آپ فرق باطلہ ودیانبہ کے مقابل شمشیر بُرّاں تھے۔ حضرت قبلہ نے مختلف ممالک میں تبلیغی سفر بھی فرمائے ہیں اور بہت سے دین سے برگشتہ انسانوں کو دیندار بنادیا ہے۔ کچھوچھہ مقدسہ آپ کا وطن اصلی ہے آپ نسباً سید اور سیدنا حضرت غوث الاعظم کی اولاد میں ہیں۔ آپ دینوی رشتہ میں اشرف المشائخ شہزادۂ غوث اعظم سرکار کلاں حضرت مولانا مولوی مفتی الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ قدس سرہ کے چچازاد بھائی اور حقیقی سالے ہیں۔ آپ کی ذات علم وعمل زہد وتقویٰ سے مزین تھی۔ آپ بقیۃ السلف حجۃ الخلف بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ اپنے آبائی سلسلۂ اشرفیہ میں بیعت وارشاد فرماتے تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت اشرف الاولیاء کے روحانی فیوض وبرکات سے ہمیں فیضیاب فرماتا رہے۔ آمین یارب العلمین۔

☆☆★☆☆☆

عظیم خوشخبری

ماھنامہ غوث العالم کی عظیم الشان پیشکش

غوث العالم نمبر

قارئین غوث العالم کے لئے عظیم خوشخبری ہے کہ ماہنامہ 'غوث العالم' فروری ۲۰۰۸ء کا شمارہ محبوب یزدانی غوث العالم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ شریف پر خصوصی شمارہ ''غوث العالم نمبر'' شائع کرنے کی سعادت کر رہا ہے جو تقریباً پندرہ سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ جس کے لئے یہ مختصر عناوین ترتیب دئے گئے ہیں مضمون نگار حضرات ان میں جسے چاہیں منتخب کر لیں اور ادارہ کو مطلع کر دیں۔ عنقریب کسی قریبی شمارہ میں مضمون نگار حضرات کے نام مع عنوانات شائع کر دئے جائیں گے۔ (ادارہ)

☆ مخدوم اشرف ماہ وسال کے آئینے میں
☆ مخدوم اشرف کا علمی مقام
☆ مخدوم اشرف ایک نادرۂ روزگار شخصیت
☆ مخدوم اشرف کی شخصیت کے عناصر ترکیبی
☆ مخدوم اشرف ایک جامع کمالات شخصیت
☆ مخدوم اشرف اور مقام غوثیت
☆ مخدوم اشرف اور عشق رسول
☆ مخدوم اشرف اور نظریہ وحدت الوجود
☆ مخدوم اشرف صاحب طرز ادیب
☆ مخدوم اشرف کی فقیہانہ بصیرت
☆ مخدوم اشرف کے افکار ونظریات
☆ مخدوم اشرف اور خدمت خلق
☆ مخدوم اشرف کے اخلاق وعادات
☆ مخدوم اشرف کے شب وروز
☆ مخدوم اشرف کے دینی کارنامے
☆ مخدوم اشرف کی عالمی سیاحت
☆ مخدوم اشرف اور پیغام انسانیت
☆ مخدوم اشرف کی تبلیغی سرگرمیاں
☆ مخدوم اشرف کے چند امتیازات وخصوصیات
☆ مخدوم اشرف کے رہنما دعوتی اصول
☆ مخدوم اشرف احادیث کریمہ کی روشنی میں
☆ مخدوم اشرف اپنی تصانیف کے آئینے میں
☆ مخدوم اشرف اپنے کردار کے آئینے میں

☆ مخدوم اشرف اپنے مکتوبات کے آئینے میں
☆ مخدوم اشرف بحیثیت مرشد روحانی
☆ مخدوم اشرف بحیثیت مفکر
☆ مخدوم اشرف بحیثیت داعی
☆ مخدوم اشرف بحیثیت حکمراں
☆ مخدوم اشرف بحیثیت جسمانی وروحانی طبیب
☆ مخدوم اشرف کے ہم عصر علماء ومشائخ
☆ مخدوم اشرف کے مشہور خلفاء
☆ مخدوم اشرف کے پیر ومرشد
☆ مخدوم اشرف اپنے پیر ومرشد کی بارگاہ میں
☆ مخدوم اشرف اور تخت سمناں
☆ مخدوم اشرف بحیثیت وارث علوم نبوی
☆ مخدوم اشرف کے آباء واجداد
☆ مخدوم اشرف اور سلسلۂ چشتیہ کی اشاعت
☆ مخدوم اشرف اور لطائف اشرفی
☆ مخدوم اشرف کا مرتبۂ ولایت
☆ مخدوم اشرف اور منازل سلوک کی تکمیل
☆ مخدوم اشرف کے آستانہ کی خصوصیت
☆ مخدوم اشرف کے جانشیں
☆ مخدوم اشرف اور عبدالرزاق نورالعین
☆ مخدوم اشرف کے حیات ظاہری کے آخری ایام
☆ مخدوم اشرف کے اقوال زریں
☆ مخدوم اشرف اور خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

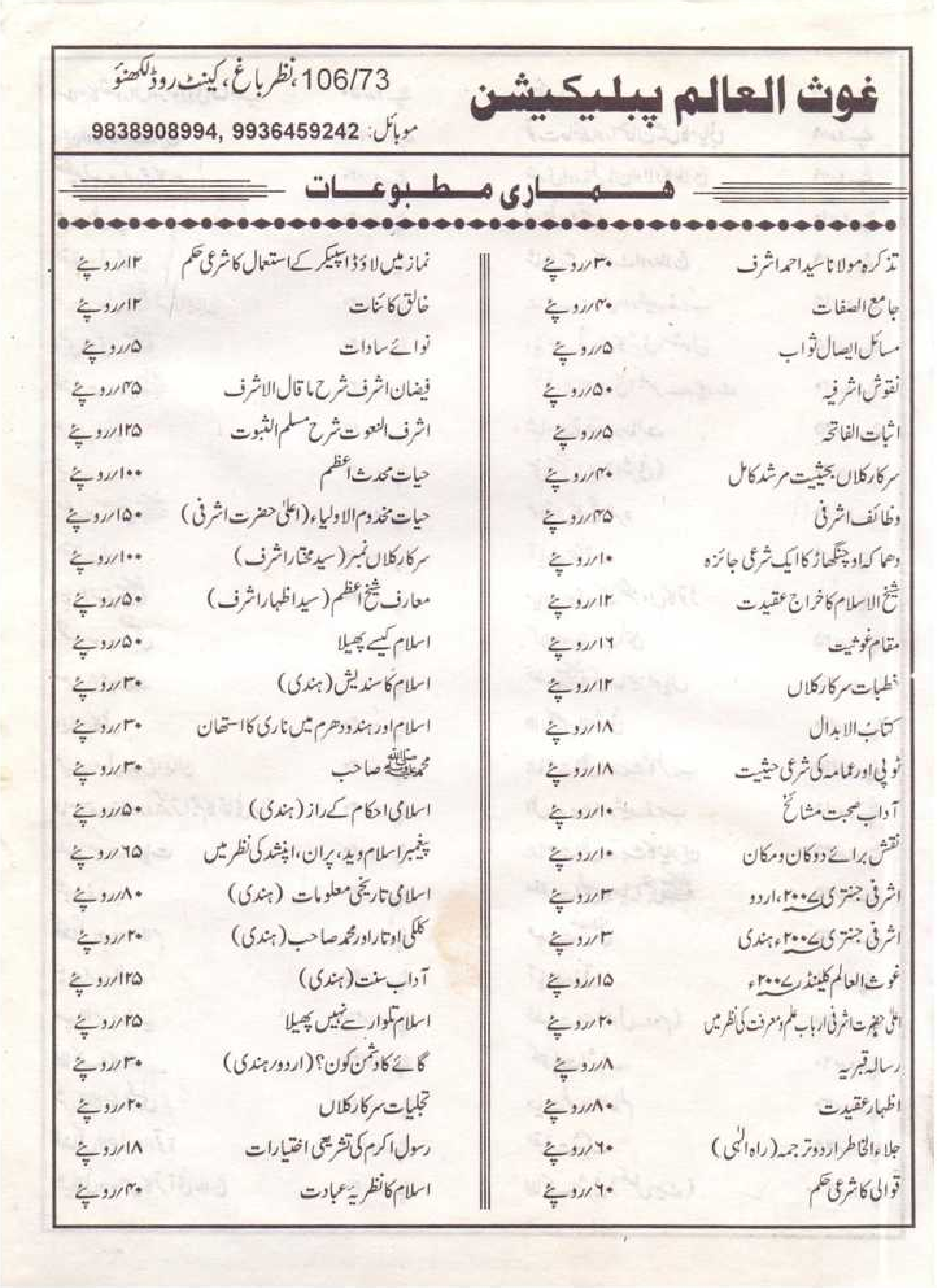

غوث العالم پبلیکیشن

106/73، نظر باغ، کینٹ روڈ لکھنؤ

موبائل: 9838908994, 9936459242

ہماری مطبوعات

تذکرہ مولانا سید احمد اشرف	۳۰/روپے	نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا شرعی حکم	۱۲/روپے
جامع الصفات	۴۰/روپے	خالق کائنات	۱۲/روپے
مسائل ایصال ثواب	۵/روپے	نوائے سادات	۵/روپے
نقوش اشرفیہ	۵۰/روپے	فیضان اشرف شرح ما قال الاشرف	۴۵/روپے
اثبات الفاتحہ	۵/روپے	اشرف النعوت شرح مسلم الثبوت	۱۲۵/روپے
سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل	۴۰/روپے	حیات محدث اعظم	۱۰۰/روپے
وظائف اشرفی	۴۵/روپے	حیات مخدوم الاولیاء (اعلیٰ حضرت اشرفی)	۱۵۰/روپے
دھماکہ او چنگھاڑ کا ایک شرعی جائزہ	۱۰/روپے	سرکار کلاں نمبر (سید مختار اشرف)	۱۰۰/روپے
شیخ الاسلام کا خراج عقیدت	۱۲/روپے	معارف شیخ اعظم (سید اظہار اشرف)	۵۰/روپے
مقام غوثیت	۱۶/روپے	اسلام کیسے پھیلا	۵۰/روپے
خطبات سرکار کلاں	۱۲/روپے	اسلام کا سندیش (ہندی)	۳۰/روپے
کتاب الابدال	۱۸/روپے	اسلام اور ہندو دھرم میں ناری کا استھان	۳۰/روپے
ٹوپی اور عمامہ کی شرعی حیثیت	۱۸/روپے	محمد ﷺ صاحب	۳۰/روپے
آداب صحبت مشائخ	۱۰/روپے	اسلامی احکام کے راز (ہندی)	۵۰/روپے
نقش برائے دوکان و مکان	۱۰/روپے	پیغمبر اسلام وید، پران، اپنشد کی نظر میں	۶۵/روپے
اشرفی جنتری ۲۰۰۷ء، اردو	۳/روپے	اسلامی تاریخی معلومات (ہندی)	۸۰/روپے
اشرفی جنتری ۲۰۰۷ء، ہندی	۳/روپے	کلکی اوتار اور محمد صاحب (ہندی)	۲۰/روپے
غوث العالم کلینڈر ۲۰۰۷ء	۱۵/روپے	آداب سنت (ہندی)	۱۲۵/روپے
اعلیٰ حضرت اشرفی ارباب علم و معرفت کی نظر میں	۲۰/روپے	اسلام تلوار سے نہیں پھیلا	۲۵/روپے
رسالہ قبریہ	۸/روپے	گائے کا دشمن کون؟ (اردو و ہندی)	۳۰/روپے
اظہار عقیدت	۸۰/روپے	تجلیات سرکار کلاں	۲۰/روپے
جلاء الخاطر اردو ترجمہ (راہ الٰہی)	۶۰/روپے	رسول اکرم کی تشریعی اختیارات	۱۸/روپے
قوالی کا شرعی حکم	۶۰/روپے	اسلام کا نظریہ عبادت	۴۰/روپے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

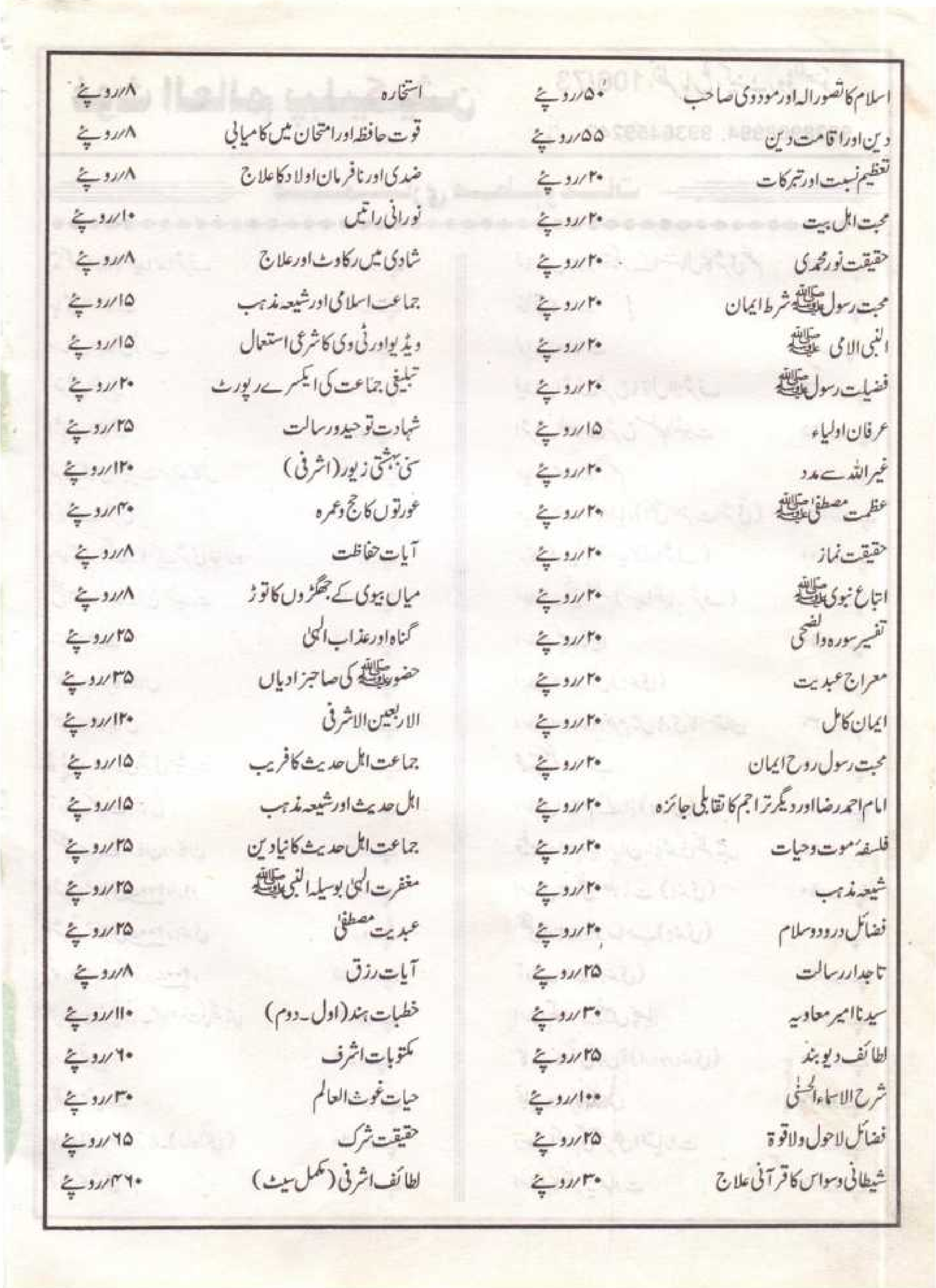

اسلام کا تصور الٰہ اور مودودی صاحب	۵۰؍روپے	استخارہ	۸؍روپے
دین اور اقامت دین	۵۵؍روپے	قوت حافظہ اور امتحان میں کامیابی	۸؍روپے
تعظیم نسبت اور تبرکات	۲۰؍روپے	ضدی اور نافرمان اولاد کا علاج	۸؍روپے
محبت اہل بیت	۲۰؍روپے	نورانی راتیں	۱۰؍روپے
حقیقت نور محمدی	۲۰؍روپے	شادی میں رکاوٹ اور علاج	۸؍روپے
محبت رسول ﷺ شرط ایمان	۲۰؍روپے	جماعت اسلامی اور شیعہ مذہب	۱۵؍روپے
النبی الامی ﷺ	۲۰؍روپے	ویڈیو اور ٹی وی کا شرعی استعمال	۱۵؍روپے
فضیلت رسول ﷺ	۲۰؍روپے	تبلیغی جماعت کی ایکسرے رپورٹ	۲۰؍روپے
عرفان اولیاء	۱۵؍روپے	شہادت توحید ورسالت	۲۵؍روپے
غیر اللہ سے مدد	۲۰؍روپے	سنی بہشتی زیور (اشرفی)	۱۲۰؍روپے
عظمت مصطفیٰ ﷺ	۲۰؍روپے	عورتوں کا حج وعمرہ	۴۰؍روپے
حقیقت نماز	۲۰؍روپے	آیات حفاظت	۸؍روپے
اتباع نبوی ﷺ	۲۰؍روپے	میاں بیوی کے جھگڑوں کا توڑ	۸؍روپے
تفسیر سورہ والضحیٰ	۲۰؍روپے	گناہ اور عذاب الٰہی	۲۵؍روپے
معراج عبدیت	۲۰؍روپے	حضور ﷺ کی صاحبزادیاں	۳۵؍روپے
ایمان کامل	۲۰؍روپے	الاربعین الاشرفی	۱۲۰؍روپے
محبت رسول روح ایمان	۲۰؍روپے	جماعت اہل حدیث کا فریب	۱۵؍روپے
امام احمد رضا اور دیگر تراجم کا تقابلی جائزہ	۲۰؍روپے	اہل حدیث اور شیعہ مذہب	۱۵؍روپے
فلسفۂ موت وحیات	۲۰؍روپے	جماعت اہل حدیث کا نیا دین	۲۵؍روپے
شیعہ مذہب	۲۰؍روپے	مغفرت الٰہی بوسیلہ النبی ﷺ	۲۵؍روپے
فضائل درود وسلام	۲۰؍روپے	عبدیت مصطفیٰ	۲۵؍روپے
تاجدار رسالت	۲۵؍روپے	آیات رزق	۸؍روپے
سیدنا امیر معاویہ	۳۰؍روپے	خطبات ہند (اول۔دوم)	۱۱۰؍روپے
لطائف دیوبند	۲۵؍روپے	مکتوبات اشرف	۶۰؍روپے
شرح الاسماء الحسنیٰ	۱۰۰؍روپے	حیات غوث العالم	۳۰؍روپے
فضائل لاحول ولاقوۃ	۲۵؍روپے	حقیقت شرک	۶۵؍روپے
شیطانی وسواس کا قرآنی علاج	۳۰؍روپے	لطائف اشرفی (مکمل سیٹ)	۴۶۰؍روپے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

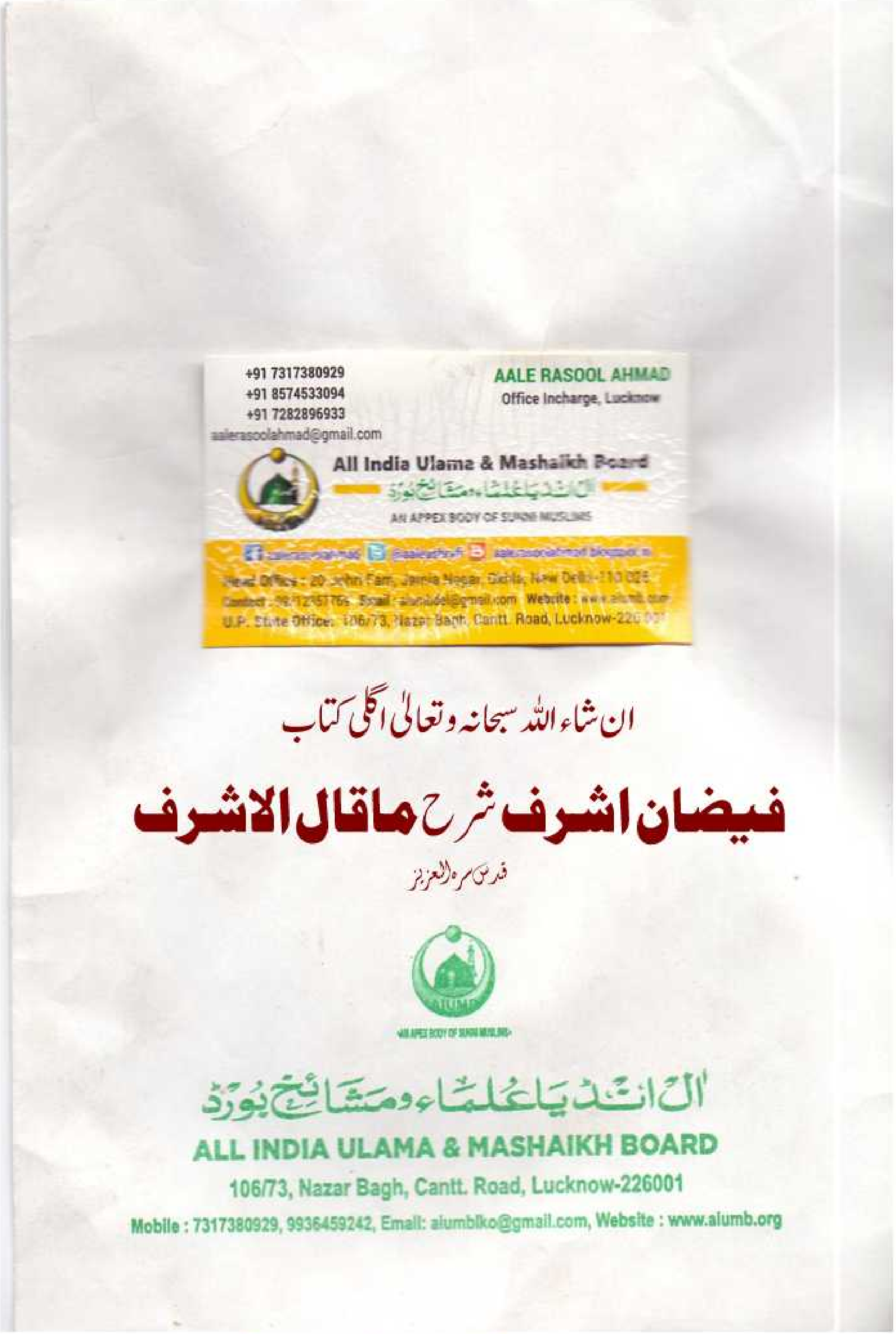

+91 7317380929
+91 8574533094
+91 7282896933
aalerasoolahmad@gmail.com

AALE RASOOL AHMAD
Office Incharge, Lucknow

All India Ulama & Mashaikh Board
آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ
AN APPEX BODY OF SUNNI MUSLIMS

Head Office : 20 John Fam, Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-110 025
Contact : [illegible] Email : [illegible]@gmail.com Website : www.aiumb.com
U.P. State Office: 106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road, Lucknow-226 001

ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ اگلی کتاب

فیضان اشرف شرح ماقال الاشرف

قدس سرہ العزیز

AN APEX BODY OF SUNNI MUSLIMS

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ
ALL INDIA ULAMA & MASHAIKH BOARD
106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road, Lucknow-226001
Mobile : 7317380929, 9936459242, Email: aiumblko@gmail.com, Website : www.aiumb.org

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

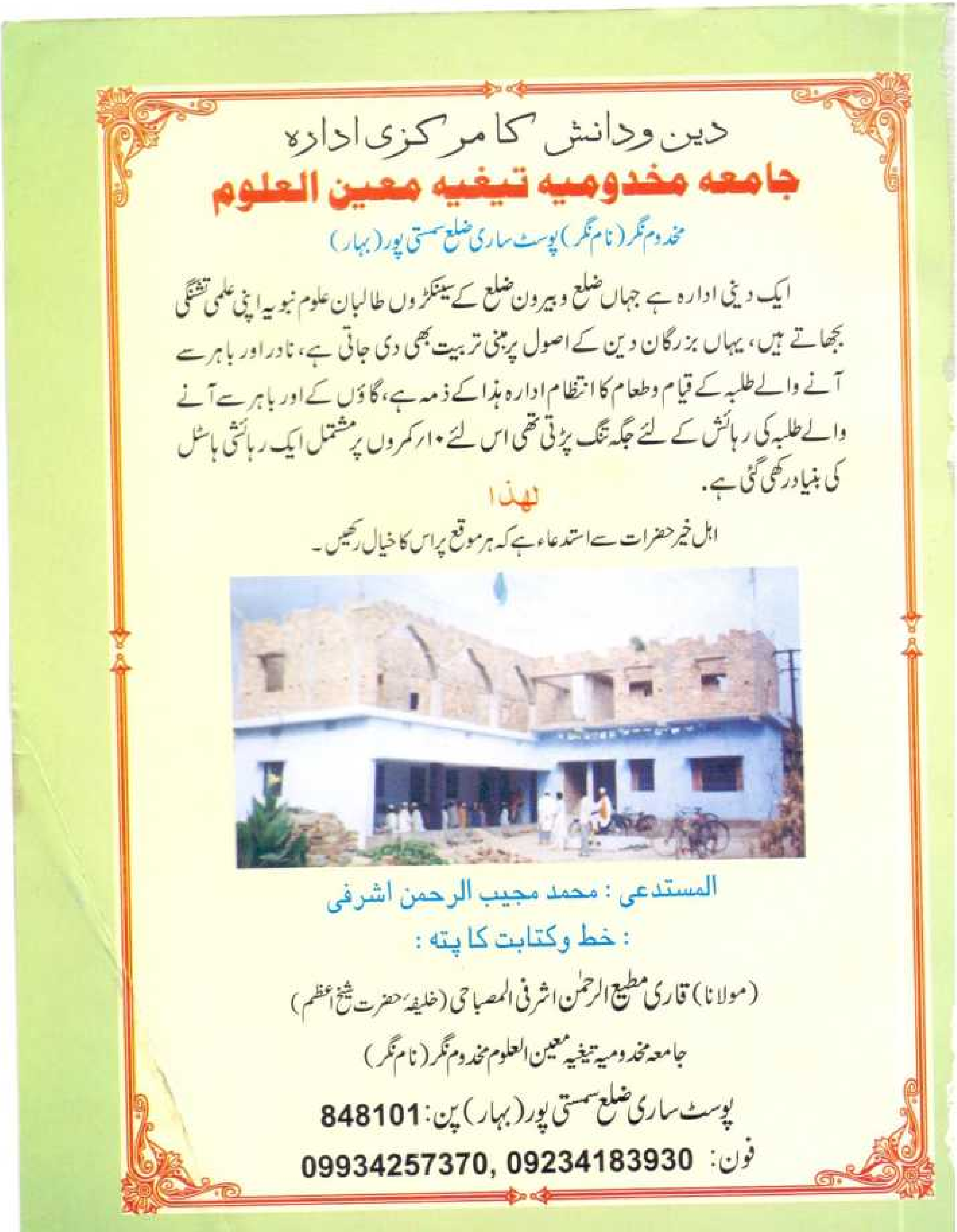

دین ودانش کا مرکزی ادارہ

جامعہ مخدومیہ تیغیہ معین العلوم

مخدوم نگر (نام نگر) پوسٹ ساری ضلع سمستی پور (بہار)

ایک دینی ادارہ ہے جہاں ضلع وبیرون ضلع کے سینکڑوں طالبان علوم نبویہ اپنی علمی تشنگی بجھاتے ہیں، یہاں بزرگان دین کے اصول پر مبنی تربیت بھی دی جاتی ہے، نادر اور باہر سے آنے والے طلبہ کے قیام وطعام کا انتظام ادارہ ہذا کے ذمہ ہے، گاؤں کے اور باہر سے آنے والے طلبہ کی رہائش کے لئے جگہ تنگ پڑتی تھی اس لئے ۱۰ ر کمروں پر مشتمل ایک رہائشی ہاسٹل کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

لہذا

اہل خیر حضرات سے استدعاء ہے کہ ہر موقع پر اس کا خیال رکھیں۔

المستدعی : محمد مجیب الرحمن اشرفی

: خط وکتابت کا پتہ :

(مولانا) قاری مطیع الرحمٰن اشرفی المصباحی (خلیفۂ حضرت شیخ اعظم)

جامعہ مخدومیہ تیغیہ معین العلوم مخدوم نگر (نام نگر)

پوسٹ ساری ضلع سمستی پور (بہار) پن: 848101

فون: 09934257370, 09234183930

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

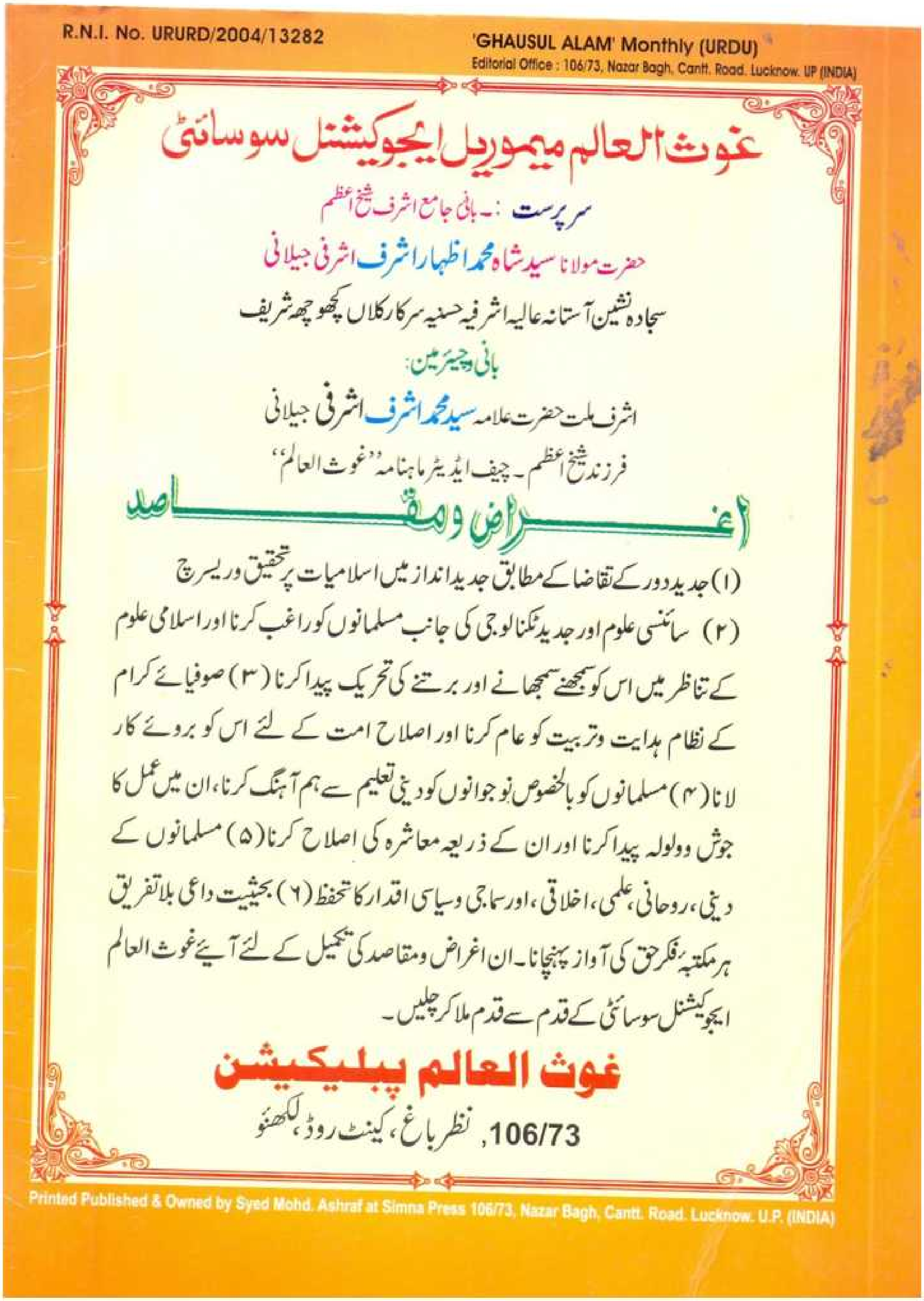

R.N.I. No. URURD/2004/13282

'GHAUSUL ALAM' Monthly (URDU)
Editorial Office : 106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road. Lucknow. UP (INDIA)

غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی

سرپرست :۔ بانی جامع اشرف شیخ اعظم
حضرت مولانا سید شاہ **محمد** اظہار **اشرف** اشرفی جیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

بانی چیئرمین:
اشرف ملت حضرت علامہ **سید محمد اشرف** اشرفی جیلانی
فرزند شیخ اعظم ۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''غوث العالم''

اغراض ومقاصد

(۱) جدید دور کے تقاضا کے مطابق جدید انداز میں اسلامیات پر تحقیق وریسرچ (۲) سائنسی علوم اور جدید ٹکنالوجی کی جانب مسلمانوں کو راغب کرنا اور اسلامی علوم کے تناظر میں اس کو سمجھنے سمجھانے اور برتنے کی تحریک پیدا کرنا (۳) صوفیائے کرام کے نظام ہدایت وتربیت کو عام کرنا اور اصلاح امت کے لئے اس کو بروئے کار لانا (۴) مسلمانوں کو بالخصوص نوجوانوں کو دینی تعلیم سے ہم آہنگ کرنا، ان میں عمل کا جوش وولولہ پیدا کرنا اور ان کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کرنا (۵) مسلمانوں کے دینی، روحانی، علمی، اخلاقی، اور سماجی وسیاسی اقدار کا تحفظ (٦) بحیثیت داعی بلاتفریق ہر مکتبۂ فکر حق کی آواز پہنچانا۔ ان اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے آیئے غوث العالم ایجوکیشنل سوسائٹی کے قدم سے قدم ملا کر چلیں۔

غوث العالم پبلیکیشن

106/73, نظر باغ، کینٹ روڈ، لکھنؤ

Printed Published & Owned by Syed Mohd. Ashraf at Simna Press 106/73, Nazar Bagh, Cantt. Road. Lucknow. U.P. (INDIA)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ